خوف اور غم سے نجات کا راز

سیّد عبدالخالق خوارزمی

Marfat.com

خوف اور غم سے نجات کا راز

سیّد عبدالخالق خوارزمی

فکشن ہاؤس
لاہور • حیدرآباد • کراچی •

Marfat.com

کتاب کی کمپوزنگ طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری احتیاط کی جاتی ہے۔ بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی یا صفحہ درست نہ ہوں تو از راہِ کرم مطلع فرمائیں۔ تا کہ اگلے ایڈیشن میں ازالہ کیا جائے (ناشر)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	خوف اور غم سے نجات کا راز
مصنف	:	سیّد عبدالخالق خوارزمی
اہتمام	:	ظہور احمد خاں
پبلشرز	:	فکشن ہاؤس لاہور
کمپوزنگ	:	فکشن کمپوزنگ اینڈ گرافکس، لاہور
پرنٹرز	:	سید محمد شاہ پرنٹرز، لاہور
سرورق	:	ریاض ظہور
اشاعت	:	2013ء
قیمت	:	-/200 روپے

تقسیم کنندہ:

فکشن ہاؤس: بک سٹریٹ 39- مزنگ روڈ لاہور، فون: 042-37249218-37237430

فکشن ہاؤس: 52,53 رابعہ سکوائر حیدر چوک حیدرآباد، فون: 022-2780608

فکشن ہاؤس: نوشین سنٹر، فرسٹ فلور دوکان نمبر 5 اردو بازار کراچی، فون: 021-32603056

فکشن ہاؤس

لاہور • حیدرآباد • کراچی

e-mail: fictionhouse2004@hotmail.com

Marfat.com

انتساب

محسنِ انسانیت، انسانیت کی جان حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

اور آپ کے ماننے والوں کے نام

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

☆خوف اورغم آج کی ایک بڑی حقیقت 11
☆خوف اورغم سے نجات کی ناکام کوشش 14

باب اول
خوف اورغم سے نجات کے راز
نبوت ورسالت 25
باب دوم
اللہ کی حاکمیت اور آخرت کی حقیقت 28
باب سوم
انفاق فی سبیل اللہ کی حقیقت 37
باب چھارم
مسلمان کی حقیقت 46
باب پنجم
شہداء کی حقیقت 58

Marfat.com

باب ششم

نبوت ورسالت کی ضرورت 63

باب ہفتم

اللہ کے دوستوں اور شیطان کے دوستوں کی حقیقت 71

باب ہشتم

دین اسلام پر استقامت کی حقیقت 116

باب نہم

اولیاء اللہ کی حقیقت 121

Marfat.com

خوف اور غم آج کی ایک بہت بڑی حقیقت

انسان اس دنیا کی ایک عظیم مخلوق ہے جو بے پناہ صلاحیت اور قوت کی مالک ہے۔ انسان کے مقابلے میں اس دنیا میں جتنی بھی مخلوقات ہیں اُن کی اب انسان کے سامنے کوئی اہمیت اور حیثیت نہ ہے۔ ایک زمانہ تھا انسان معمولی جنگلی درندوں سے بھی خوف کھاتا تھا مگر اب خطرناک سے خطرناک درندہ اُس کے سامنے کھڑا ہونے کی ہمت اور طاقت نہ رکھتا ہے۔ کبھی انسان دنیا کے عام پہاڑوں کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا مگر اب دنیا کے بلند ترین پہاڑ اُس کے قدم چومنے پر مجبور ہیں۔ کبھی انسان سمندر کی لہروں کو دیکھ کر اُس میں غرق ہو جاتا تھا۔ آج وہ سمندر میں اس طرح چل رہا ہے جیسے زمین پر چل رہا ہو۔ کبھی انسان کی آنکھ آسمان کی بلندیوں میں گم ہو جایا کرتی تھی آج وہ ستاروں پر کمند ڈال رہا ہے۔ کبھی انسان درخت کے پتوں سے اپنا جسم ڈھانپتا تھا آج وہ درختوں کو بھی ریشم اور اطلس کا لباس پہنا رہا ہے۔ کبھی انسان روشنی کے لئے سورج اور چاند کا محتاج ہوا کرتا تھا آج اُس نے دن اور رات کا فرق مٹا دیا ہے۔ کبھی انسان کی دنیا اُس کے گھر، گاؤں، شہر اور ملک تک محدود ہوا کرتی تھی۔ آج پوری دنیا اُس کا گھر بن چکی ہے اور وہ آسمان پر موجود ستاروں، سیاروں اور کہکشاؤں میں اپنی دنیا تلاش کر رہا ہے۔ کبھی وہ پانی پینے کے لئے بارش کا محتاج ہوا کرتا تھا آج اُس نے زمین کے اندر سے پانی نکال کر اپنے گھروں میں پانی کے چشمے جاری کر رکھے ہیں۔ کبھی انسان گرمی اور سردی کی شدت سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا تھا

Marfat.com

آج اس نے گرمی اور سردی کا احساس ختم کر دیا ہے۔ کبھی انسان غاروں، گھاس پھوس کے کچے مکانوں میں رہا کرتا تھا مگر آج وہ خوبصورت اور عظیم الشان مکانوں میں رہ رہا ہے۔ کبھی انسان زمین کی مٹی اور پتھروں سے واقف تھا آج وہ اُس کے قیمتی خزانوں تک اپنی رسائی حاصل کر چکا ہے۔ کبھی انسان جانوروں پر سوار ہو کر فخر کیا کرتا تھا آج وہ موٹر کاروں، ہوائی جہازوں اور بحری جہازوں پر سوار ہونے کے باوجود نت نئی سواریوں کی تلاش میں ہے۔ غرض یہ کہ انسان اب جو چاہتا ہے حاصل کر لیتا ہے۔ بظاہر انسان کے مقابل کوئی ایسی طاقت نہ ہے جو اُس کے مشن اور مقاصد میں مداخلت کر کے اُس کا راستہ روک سکے۔ یہی وجہ ہے کہ جن انسانوں کے پاس یہ صلاحیتیں اور طاقتیں زیادہ ہیں انہوں نے اپنے انسان بھائیوں کو ہی اپنا غلام بنانا شروع کر دیا ہے۔ انسان آزاد اور خود مختار ہے بھلا وہ کسی کا غلام کیسے بن سکتا ہے چاہے اُس کا آقا اُس کا اپنا بھائی انسان ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا کم صلاحیت اور طاقت رکھنے والے بھی اب مزید طاقت اور صلاحیت حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور زیادہ طاقت اور صلاحیت رکھنے والے مزید طاقت اور صلاحیت حاصل کر رہے ہیں۔

گویا انسان انسان کے مقابل آ گیا ہے اور ایک دوسرے کو زیر کرنے اور شکست دینے کو اُس نے اپنا مشن بنا لیا ہے۔ کوئی انسان بھی زیر ہونے اور شکست تسلیم کرنے کے لئے تیار نظر نہیں آتا ہے۔ اگر کوئی انسان وقتی طور پر زیر ہو جاتا ہے یا شکست کھا جاتا ہے تو وہ اپنی کوشش جاری رکھتا ہے اور اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتا جب تک دوسرے کو زیر نہیں کر لیتا یا شکست نہیں دے لیتا۔ اس طرح زیر کرنے اور زیر ہونے نے ایک مستقل جنگ کی شکل اختیار کر لی ہے اور اس جنگ نے انسان کی تمام تر کامیابیوں کا خاک میں ملا دیا ہے۔ انسانی بھائی چارہ جب کبھی اپنا اثر دکھاتا ہے تو گرم جنگ سرد جنگ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ مگر جب یہ سرد جنگ پھر گرم ہو جاتی ہے تو تمام سرد اثرات کو ختم کر کے سب کچھ خاکستر کر دیتی ہے۔ انسان اب یوں اس جنگ میں ایسا اُلجھ گیا ہے کہ اُس کے اس سے نکلنے کی کوئی سبیل نظر

Marfat.com

نہیں آتی۔ وہ اس جنگ میں پیچھے ہٹنے کی بجائے آگے ہی بڑھتا چلا جار ہا ہے۔ وہ اپنے انجام سے واقف ہے مگر اپنا راستہ تبدیل کرنے کے لئے تیار نہیں۔

اس نہ ختم ہونے والی جنگ نے انسان کا امن تباہ کر دیا ہے۔ وہ مضطرب اور پریشان ہے۔ وہ خوف اور غم میں مبتلا ہو چکا ہے۔ وہ اس خوف اور غم سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ خوشی اور خوشحالی کا متلاشی ہے۔ مگر اُسے سمجھ نہیں آرہی کہ وہ کیا کرے۔ وہ خوف او غم کی حقیقت سے آشنا ہو چکا ہے۔ اس خوف اور غم نے اُس کی زندگی کو اجیرن بنا دیا ہے۔ وہ اس خوف اور غم سے نجات پانے کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں اور طاقتیں استعمال کر رہا ہے۔ اُس نے اپنے تمام مادی وسائل داؤ پر لگا دیئے ہیں لیکن ابھی تک اُسے کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہوئی ہے۔

آئیں اب ہم دیکھیں کہ انسان خوف اور غم سے نجات پانے کے لئے کیا کچھ کر رہا ہے اور وہ کیوں کامیاب نہ ہو رہا ہے۔

Marfat.com

خوف اور غم سے نجات کی ناکام کوشش

خوف سے نجات:

موت انسان کے لئے ایک بہت بڑا خوف ہوا کرتا تھا مگر اب یہ خوف نہ رہا ہے چونکہ طاقتور انسان کا یہ خیال ہے کہ کمزور انسان اُس سے انتقام نہ لے سکتا ہے اور کمزور انسان کو جب موت اپنے سامنے نظر آتی ہے تو وہ مرنے سے پہلے پہلے طاقتور انسان کی موت کا کوئی نہ کوئی انتظام ضرور کر لیتا ہے۔ اس طرح اب مرنا اور مارنا بچوں کا ایک کھیل بن گیا ہے اور اس کھیل کی تیاری کے لئے ہر قسم کا ساز و سامان کھلے عام تیار ہو رہا ہے۔ کوئی بندوق بنا رہا ہے۔ کوئی توپ تیار کر رہا ہے۔ کوئی ٹینک بنا رہا ہے تو کوئی بکتر بند گاڑیاں بنا رہا ہے۔ کوئی جہاز بنا رہا ہے تو کوئی میزائل تیار کر رہا ہے۔ کوئی ایٹم بم بنا رہا ہے اور کوئی ہائیڈروجن بم بنا رہا ہے۔ کوئی جراثیمی ہتھیار بنا رہا ہے، کوئی کیمیکل ہتھیار بنا رہا ہے۔ کوئی میزائل داغ رہا ہے اور کوئی خودکش حملے کر رہا ہے۔ غرض ہر طرف موت کا بازار گرم ہے۔ اگر انسان سے کوئی سوال کرے کہ تم یہ موت کا کھیل کیوں کھیل رہے ہو تو اس کا جواب یہ ہوتا ہے کہ وہ خوف سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ امن کا متلاشی ہے۔ وہ سکون سے زندہ رہنا چاہتا ہے اور وہ ایک خوش اور خوشحال زندگی گزارنا چاہتا ہے۔ وہ انسانیت کی بقا چاہتا ہے۔ وہ دنیا کو امن کا گہوارہ بنانا چاہتا ہے۔ وہ دنیا سے جہالت اور غربت کو ختم کرنا چاہتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

لیکن کیا یہ سب کچھ کرنے کے باوجود انسان نے خوف سے نجات حاصل کر لی ہے؟ کیا اُسے امن نصیب ہو گیا ہے؟ کیا اُسے سکون مل گیا ہے؟ کیا اُسے خوشی اور خوشحالی حاصل ہو گئی ہے؟ کیا اُس نے انسانیت کی بقا کو محفوظ کر لیا ہے؟ کیا اُس نے دنیا کو امن کا گہوارہ بنا دیا ہے؟ کیا دنیا سے جہالت اور غربت کا خاتمہ ہو گیا ہے؟ اگر ایسا کچھ نہیں ہوا تو پھر اسی راستے پر انسان آگے ہی آگے نکلنے کی کوشش کیوں کر رہا ہے؟ کیا آج کے ترقی یافتہ انسان نے کبھی ٹھنڈے دل سے سوچا ہے کہ یہ راستہ خوف سے نجات کا نہیں بلکہ مستقل خوف کی شاہراہ ہے۔ یہ امن کا نہیں مستقل بدامنی کا راستہ ہے۔ یہ سکون کا نہیں مستقل بے سکونی کا راستہ ہے۔ خوشی اور خوشحالی کا نہیں مستقل غمی اور بدحالی کا راستہ ہے۔ انسانیت کی بقا کا نہیں مکمل تباہی کا راستہ ہے۔ دنیا کے لئے امن کا نہیں مستقل بدامنی کا راستہ ہے۔ جہالت اور غربت کے خاتمہ کا نہیں بلکہ بدترین جہالت اور غربت کا راستہ ہے۔

انسان اس وقت طاقت کے نشے میں مدہوش ہے۔ وہ موت کے کھیل میں سبقت لے جانا چاہتا ہے۔ وہ انسانیت کا قاتل بن کر بے خوف ہونا چاہتا ہے۔ لیکن یہ وقت ہی بتائے گا کہ وہ خوف سے کبھی نجات پا سکے گا یا نہیں۔ جہاں تک اب تک حاصل شدہ نتائج کا تعلق ہے تو یہ ثابت کر رہے ہیں کہ خوف میں کمی ہونے کی بجائے دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اب وہ انسان بھی اس خوف میں مبتلا ہو رہے ہیں جو اس موت کے کھیل میں شریک نہیں بلکہ اس موت کے کھیل کے سخت خلاف ہیں۔ وہ اس کھیل کے خلاف سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں مگر اُن کی آواز کو کوئی سننے والا نہیں۔ وہ موت سے ڈرتے ہیں۔ وہ ایک بے گناہ انسان کے قتل کو انسانیت کا قتل قرار دیتے ہیں۔ وہ ایک انسان کی زندگی کی بقا کو انسانیت کی زندگی کی بقا خیال کرتے ہیں۔ وہ مرنا نہیں چاہتے۔ وہ خود بھی زندہ رہنا چاہتے ہیں اور دوسروں کو بھی زندہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ خود بھی امن سے رہنا چاہتے ہیں اور دوسروں کو بھی امن کی ضمانت دینا چاہتے ہیں اور وہ خود بھی خوش اور خوشحال زندگی گزارنا

Marfat.com

چاہتے ہیں اور دوسروں کو بھی خوش اور خوشحال دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ دنیا میں اکثریت میں ہیں مگر اُن کی دنیا کے امور میں کوئی شنوائی نہیں۔ وہ بے گناہ مارے جا رہے ہیں مگر اُن کا کوئی پرسان حال نہیں۔

کاش آج کا ترقی یافتہ اور مہذب انسان ان بے گناہ انسانوں کی فریاد سن لے اور وہ موت کے اس کھیل کو یہاں ہی ختم کر دے تاکہ وہ خود بھی خوف سے نجات حاصل کر لے اور انسانیت کو بھی خوف سے نجات مل جائے۔ اگر ان بے گناہ اور معصوم انسانوں کی فریاد نہ سنی گئی اور یہ بے گناہ اور معصوم انسان اسی طرح موت کا شکار ہوتے رہے تو ان کی یہ فریاد ایک نہ ایک دن ضرور سنی جائے گی اور خوف سے نجات پانے کے لئے موت کا کھیل کھیلنے والے خود بھی موت کا شکار ہو جائیں گے اور اُن کی موت پر آنسو بہانے والا کوئی نہ ہوگا۔

غم سے نجات :

انسان موت سے کتنا ہی بے خوف کیوں نہ ہو جائے اُسے اپنے عزیز و اقارب، دوستوں اور جاننے والوں کی موت کا غم ضرور ہوتا ہے۔ وہ اُن کو کبھی وطن، قوم و ملت کے جانباز اور جانثار کہہ کر اور کبھی شہادت کے مقام پر فائز کر کے اپنے غم کو غلط کرنے کی کوشش ضرور کرتا ہے۔ یہ موت کا غم اُسے چین کی نیند سونے نہیں دیتا لہٰذا وہ اپنا غم غلط کرنے کے لئے طرح طرح کی رنگین محفلیں سجاتا ہے اور مختلف قسم کے مشروبات اور مختلف قسم کی ادویات کا استعمال کرتا ہے۔ لیکن پھر بھی اُسے سکون نہیں ملتا۔ ابھی ایک غم کے اثرات ختم نہیں ہوتے کہ کوئی اور غم اُسے لاحق ہو جاتا ہے اور یوں یہ غم اُس کی زندگی کو اجیرن بنا دیتے ہیں۔ وہ غم سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے مگر نہیں کر سکتا۔ وہ غموں کو بھلانا چاہتا ہے مگر نہیں بھلا پاتا۔ وہ جب تک زندہ رہتا ہے غمگین اور پریشان رہتا ہے اور بعض اوقات غموں سے مجبور ہو کر خودکشی تک کر لیتا ہے۔

Marfat.com

اگر کوئی انسان انسان دوست ہو تو اُسے کسی بے گناہ انسان کی موت بھی پریشان، مضطرب اور غمگین کر دیتی ہے۔ وہ جب اپنے اردگرد موت کے کھیل کے مناظر دیکھتا ہے تو غمگین اور افسردہ ہو جاتا ہے۔ وہ دل ہی دل میں کڑھتا رہتا ہے لیکن کچھ کر نہیں سکتا۔ وہ اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے تاکہ ان مناظر کو نہ دیکھ سکے لیکن کسی نہ کسی طرح یہ مناظر اُسکے سامنے آ جاتے ہیں۔ وہ دل سے ان مناظر کو محو کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر ایسا کر نہیں سکتا۔ وہ دنیا کی رنگینیوں میں گم ہو جانا چاہتا ہے مگر ہو نہیں پاتا۔ وہ مختلف قسم کی خواب آور گولیاں استعمال کرتا ہے مگر پھر بھی اُسے سکون نہیں ملتا۔ اس طرح یہ غم اُس کی زندگی کا مکمل روگ بن جاتا ہے۔ جب تک وہ زندہ رہتا ہے یہ غم اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ موت کا کھیل جس نے انسان کو مستقل خوف اور غم میں مبتلا کر رکھا ہے کو انسان ترک کیوں نہیں کر دیتا؟ کیوں اُس نے خوف اور غم کو اپنا مقدر بنا رکھا ہے؟ کیوں وہ قتل و غارت اور خون ریزی پر فخر کرتا ہے؟ کیوں وہ انسانی کھوپڑیوں پر اپنے محل تعمیر کرتا ہے؟ کیوں وہ انسانوں کو خوفزدہ اور غمگین کر کے خوش ہوتا ہے؟ کیوں موت نے اسے بے خوف کر رکھا ہے؟ کیوں وہ اپنی موت کا سامان خود تیار کرتا ہے؟ کیوں وہ اپنے آپ کو موت کے حوالے کرتا ہے اور کیوں اُس نے اپنا سب کچھ موت کے کھیل میں جھونک رکھا ہے؟

اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انسان نے اپنی دنیاوی زندگی کو ہی اپنی تمام زندگی سمجھ رکھا ہے اور اس دنیا کو ہی اپنی دنیا جان رکھا ہے۔ وہ نہ تو موت کے بعد کی زندگی پر یقین رکھتا ہے اور نہ ہی موت کے بعد کسی اور دنیا میں اپنی زندگی کا خیال کرتا ہے۔ لہٰذا وہ اپنی زندگی میں ہی اور اسی دنیا میں ہی وہ سب کچھ حاصل کر لینا چاہتا ہے جسے وہ اپنے لئے ضروری سمجھتا ہے۔ چاہے اس کے لئے اسے کچھ ہی کوئی نہ کرنا پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں حکومت اور حکمرانی کے لئے اُس نے موت کا مکروہ کھیل شروع کر رکھا ہے۔ وہ اس کھیل

Marfat.com

کے ذریعے حقیقی خوشی اور خوشحالی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ خوف اور غم سے مکمل نجات چاہتا ہے مگر ابھی تک ایسا نہ کرسکا ہے۔ کیا اس روش کو جاری رکھ کر انسان کبھی مکمل طور پر خوف اور غم سے نجات پا کر حقیقی خوشی اور خوشحالی حاصل کر سکے گا؟ کیا اس خوف اور غم سے نجات پانے کے لئے اور حقیقی خوشی اور خوشحالی حاصل کرنے کے لئے انسان کو اس روش کو چھوڑنا ہوگا؟ کیا خوف اور غم سے نجات کے لئے کوئی اور راستہ موجود ہے؟ اگر موجود ہے تو وہ کونسا راستہ ہے؟

آئیں اب ہم اُس راستے کو تلاش کرنے کی کوشش کریں جس پر چل کر انسان خوف اور غم سے مکمل طور پر نجات حاصل کر کے حقیقی خوشی اور خوشحالی حاصل کر سکے اور اپنی دنیاوی کامیابیوں کے ثمرات سے حقیقی معنوں میں لطف اندوز ہو سکے۔ اگر انسان نے اس راستے سے آگاہی حاصل نہ کی اور اس پر چلنے کی کوشش نہ کی تو وہ کبھی خوف اور غم سے نجات نہ پا سکے گا اور یہ خوف اور غم اس کی زندگی کا مقدر بن جائے گا۔ وہ حقیقی خوشی اور خوشحالی کو ترستا رہے گا مگر کبھی اسے حاصل نہ کر سکے گا۔ اس آگاہی سے قبل ہمیں اُس تشویش کا جائزہ بھی لینا ہوگا جس کا اظہار فرشتوں نے انسان کے خالق کے سامنے اُس وقت کیا تھا جب اُسے زمین پر خلافت کے منصب پر فائز کیا جا رہا تھا۔

انسان کی خلافت پر فرشتوں کی تشویش

وَاِذْقَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ط
قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ ج وَنَحْنُ
نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ ط قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا
تَعْلَمُوْنَ o

(سورۃ بقرہ آیت نمبر 30)

ترجمہ: (اے انسان ذرا اُس وقت کو یاد کرو) جب تمہارے رب

Marfat.com

نے فرشتوں سے فرمایا کہ وہ تمہیں زمین پر خلافت کا منصب دینا چاہتا ہے تو انہوں نے عرض کیا کیا تو ایسی مخلوق کو خلافت کے منصب پر فائز کرنا چاہتا ہے جو قتل وغارت اور خونریزی کا مرتکب ہونے والا ہے اور جبکہ ہم تیری حمد اور تقدیس بیان کرنے کے لئے ہمہ وقت حاضر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے فرشتو) جو میں جانتا ہوں تم نہیں جان سکتے۔

اللہ تعالیٰ انسان کا خالق ہے۔ انسان نہ کسی حادثہ کا نتیجہ ہے اور نہ ہی کسی ارتقائی عمل سے گزر کر انسان کی منزل تک پہنچا ہے۔ انسان کی ہیئت ترکیبی میں کیا کچھ ہے کے بارے میں اس کا خالق ہی سب سے زیادہ اور بہتر جانتا ہے۔ فرشتے انسان کے اندر موجود صرف وحشت کو دیکھ پائے تھے۔ انہوں نے انسان کے اندر موجود تقدس کو ابھی تک نہ دیکھا تھا اور نہ ہی انہیں اُس علم سے ابھی تک آگاہی حاصل تھی جو انسان کا رب اُسے دینے جا رہا تھا جس کی وجہ سے وہ حمد اور تقدیس میں فرشتوں سے بھی آگے نکل جانے والا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اپنی کم علمی کی بنا پر انسان کے خلاف فتویٰ دے دیا کہ ایسی مخلوق جس میں وحشت اور بربریت کوٹ کوٹ کر بھری ہو وہ خلافت کے منصب پر کیسے فائز ہو سکتا ہے۔ فرشتے یہ بھول گئے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے اور اُس میں اپنی روح پھونکی ہے تو پھر یہ وحشت اور بربریت اس پر کیسے غالب آسکتی ہے اور وہ حمد اور تقدیس سے کیسے محروم ہو سکتا ہے۔ فرشتوں کی نظر انسان پر تھی لہٰذا انہوں نے اُسے خلافت کا اہل نہ جانا اگر اُن کی نگاہ انسان کے خالق پر ہوتی تو وہ کبھی ایسی جسارت نہ کر سکتے۔ فرشتوں کو اپنے علم پر بڑا ناز تھا اور اسی علم کی بناء پر وہ اپنے آپ کو خلافت کا حقدار سمجھ رہے تھے مگر انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ علم کے خزانے تو اُن کے خالق کے پاس ہیں وہ جس مخلوق کو چاہے اُن خزانوں میں سے جتنا دے دے۔ کسی مخلوق کو اس پر اعتراض کا کیا حق ہے۔ لہٰذا

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے اعتراض کو یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ اُن کے پاس جو علم ہے وہ مکمل علم نہیں۔ اُن کا علم ناقص ہے۔ حقیقی علم تو اُن کے رب کے پاس ہے اور اُسے مکمل اختیار ہے جس کو چاہے جتنا دے دے۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰئِكَةِ لا فَقَالَ اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَاءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ o قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ o قَالَ یٰٓاٰدَمُ اَنْبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ج فلما انباهم باسمائهم لا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ o

(سورۃ بقرہ آیت نمبر 31 تا 33)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام بتلا دیئے پھر ان چیزوں کے ناموں کے بارے میں فرشتوں سے کہا کہ ذرا ان چیزوں کے نام تو بتاؤ اگر تم اپنے علم کی برتری کے بارے میں حق بجانب ہو۔ فرشتوں نے اپنی لاعلمی کا اعتراف کرتے ہوئے عرض کیا اے پروردگار تو ہی تمام علوم کا مالک ہے اور ہر قسم کے نقص سے پاک ہے ہمارے پاس تو صرف وہی علم ہے جو تو نے ہمیں دے رکھا ہے بلاشبہ تو ہی چیزوں کا حقیقی علم رکھتا ہے اور اُن میں موجود صلاحیتوں اور طاقتوں کو جانتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں فرمایا ذرا فرشتوں کو ان چیزوں کے نام تو بتلاؤ اور جب انہوں نے فرفر نام بتلا دیئے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو فخر سے فرمایا کہ اے فرشتو کیا میں نے تمہیں بتانہ رکھا ہے کہ میں زمین اور آسمانوں کے غیوب کو

Marfat.com

سب سے زیادہ جانتا ہوں اور تمہارے ظاہر اور باطن کو بھی تم سے زیادہ جانتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے اگر انسان کو زمین پر اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کرنے کا فیصلہ کیا تھا تو یہ محض اس وجہ سے تھا کہ انسان اپنی تخلیق، علم، صلاحیت اور قوت میں باقی تمام مخلوقات سے برتر تھا۔ فرشتے اپنے آپ کو سب سے بہتر مخلوق خیال کرتے تھے لیکن جب انہیں انسان کی اصل حقیقت کا علم ہوا تو انہوں نے اپنی اصل حیثیت کا فوراً اعتراف کر لیا اور اس بات کو تسلیم کر لیا کہ اُن کی حیثیت اپنے رب کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ اُن کے پاس جو کچھ ہے اُن کے رب کا دیا ہوا ہے اور اُن کا رب قادر مطلق ہے جس کو جو چاہے دے سکتا ہے۔ غیوب کا حقیقی علم صرف اُسی کے پاس ہے اور زمین اور آسمانوں کی حقیقت سے صرف وہی واقف ہے۔ جب فرشتے انسان کی اصل حقیقت سے آگاہ ہو گئے اور انسان کی عظمت اور بزرگی اُن پر ثابت ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر لیا کہ اب انسان کی خلافت کا برملا اعلان کر دیا جائے اور فرشتوں کو حکم دیا جائے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریز ہو کر زمین اور آسمانوں میں موجود تمام مخلوقات کو بتا دیں کہ انسان اب خلافت کے منصب پر فائز ہو گیا ہے لہٰذا اس کے سامنے مسخر ہو جائیں۔ اس طرح ایک طرف انسان کو معلوم ہو جائے کہ وہ کائنات میں کوئی معمولی مخلوق نہ ہے اور دوسری طرف زمین اور آسمان میں رہنے والوں کو بھی پتہ چل جائے کہ انہوں نے انسان کی خلافت کو نہ صرف تسلیم کرنا ہے بلکہ اُس کی حکومت اور حکمرانی کے لئے اُس کے سامنے سرنگوں ہونا ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط اَبٰى
وَاسْتَكْبَرَ ق وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ o

(سورۃ بقرہ آیت نمبر 34)

ترجمہ: (اور انسان یاد کرو اُس وقت کو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدمؑ کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں تو ماسوائے ابلیس کے

Marfat.com

سب کے سب فرشتے سجدہ ریز ہو گئے۔ ابلیس نے سجدہ کرنے سے
انکار کر دیا اور تکبر کیا اور انکار کرنے والوں کی صف میں شامل ہو گیا۔

اس طرح انسان کی خلافت کائنات پر قائم ہو گئی۔ انسان کی خلافت کا انکار صرف ابلیس نے کیا اور اس نے یہ محض تکبر کی وجہ سے کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس انکار کو اپنی ذات کا انکار قرار دیا اور اُسے کافرین کی صف میں شامل کر دیا۔ ظاہر ہے حضرت آدم علیہ السلام اور اُن کی زوجہ حضرت مائی حوا اُس وقت خلافت کے منصب پر فائز ہوئے تھے لہٰذا اُن کو جنت میں رہائش پذیر ہونے کی اجازت دی گئی اور جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کی اجازت دی لیکن انہیں خبردار کر دیا کہ وہ ایک مخصوص درخت کا پھل کھانے سے گریز کریں اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو اُن کا شمار ظالمین میں سے ہو جائے گا۔ ابلیس نے انہیں دھوکہ دیا اور دھوکہ دہی سے انہیں ممنوعہ پھل کھانے کی ترغیب دی اور انہوں نے یہ پھل کھا لیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ
وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ص وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ
فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ o فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ
عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ص وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ
لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ o

(سورۃ بقرہ آیت نمبر 36-35)

ترجمہ: اور ہم نے آدم علیہ السلام اور اُن کی زوجہ کو حکم دیا کہ وہ جنت میں رہائش پذیر ہو جائیں اور اس کے پھلوں میں جو جہاں سے چاہیں کھائیں لیکن اس مخصوص درخت کے قریب تک بھی نہ جانا اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو وہ اپنے آپ پر بہت زیادہ زیادتی

Marfat.com

کرنے والے ہوں گے۔ تو شیطان نے انہیں پھسلا دیا جس پر ہم نے انہیں وہاں سے نکال دیا اور حکم دے دیا کہ نیچے اتر جاؤ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اب تمہارا ایک مدت تک ٹھکانہ زمین پر ہے اور زمین کے وسائل ہی اب تمہارے کام آسکیں گے۔

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ط اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ o

(سورۃ بقرہ آیت نمبر 37)

ترجمہ: پس سیکھ لئے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمات اور اُن کے ذریعے اپنی غلطی کی معافی مانگی تو اُن کو معاف کر دیا گیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نہ صرف بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے بلکہ وہ بہت زیادہ رحم بھی کرنے والا ہے۔

انسان کا خالق اور مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ انسان کو اپنی مشکلات کے حل کے لئے اور اپنے مسائل کے لئے صرف اسی کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے۔ بے شک ایک دفعہ شیطان حضرت آدم علیہ السلام کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گیا لیکن جب انہوں نے اپنے رب کی طرف رجوع کیا تو اُن کے رب نے نہ صرف انہیں معافی اور مغفرت کا راستہ بتایا بلکہ اُن کو وہ کلمات بھی بتا دیئے جنہوں نے نہ صرف انہیں معافی کا پروانہ دلایا بلکہ اللہ کی رحمت کو دوبارہ اُن کی طرف موڑ دیا اور وہ اللہ کی رحمت کے سایہ میں آنے کے بعد شیطان کے شر سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گئے اور شیطان جو انسان کو اللہ کی رحمت سے محروم کرنا چاہتا تھا اپنے مشن میں ناکام ہو گیا اور انسان جنت سے وقتی طور پر محروم ہونے کے باوجود جنت کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وارث بن گیا اور شیطان مردود قرار دے دیا گیا۔

اس طرح انسان کے علم نے ایک طرف فرشتوں کی تشویش کو دور کر دیا کہ وہ قتل

Marfat.com

وغارت اور خونریزی پر قابو پا کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکے گا اور دوسری طرف اُس کی عاجزی اور انکساری نے شیطان پر واضح کر دیا کہ وہ کبھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم نہ ہو سکے گا۔ فرشتوں نے عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے انسان کی حقیقت کو تسلیم کر لیا تو وہ فرشتوں کی صف میں موجود رہے لیکن ابلیس نے تکبر اور غرور کا مظاہرہ کیا اور انسان کو ذلیل وخوار کرنے کا منصوبہ بنایا تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ذلیل وخوار ہو کر مردود ہو گیا۔ شیطان آج تک انسان کو ذلیل وخوار کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے اور قیامت تک ایسا کرتا رہے گا چونکہ اُس نے ایسا کرنے کی مہلت لے رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی بہترین مخلوق انسان پر پورا پورا اعتماد اور بھروسہ ہے کہ وہ شیطان کے مشن کو کبھی کامیاب نہ ہونے دے گا۔ انسان اور شیطان کی جنگ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔ قتل وغارت اور خونریزی انسان کو ذلیل وخوار کرنے کی ایک شیطانی سازش ہے جو بظاہر کامیاب ہوتی نظر آ رہی ہے لیکن اگر انسان نے اب بھی اس سازش کو ناکام کرنے کے لئے اپنے رب کی طرف رجوع کیا تو وہ اپنے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام کی طرح انشاءاللہ ضرور کامیاب ہو جائے گا اور شیطان ایک دفعہ پھر ذلیل وخوار ہو کر مردود قرار پائے گا۔

اب آئیں ہم اپنے رب کی طرف رجوع کریں اور قتل وغارت اور خونریزی سے نجات پانے کے لئے اُن کلمات کی تلاش کریں جن کے ذریعے اپنی معافی کا انتظام کر کے خوف اور غم سے نجات پا سکیں اور اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب بن کر حکومت اور حکمرانی کے حقیقی مزے لوٹ سکیں اور شیطان مردود کو ایک دفعہ پھر آخری شکست دے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ذلیل وخوار کر سکیں۔

Marfat.com

باب اول

خوف اورغم سے نجات کے راز

نبوت ورسالت

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعاً ج فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ o

(سورۃ بقرہ آیت نمبر 38)

ترجمہ: ہم نے سب کو (آسمان سے زمین پر) اُتر جانے کا حکم دے دیا اور اُن کو خبردار کر دیا کہ جب ہماری طرف سے انہیں پیغام ہدایت ملے اور جو اُس پیغامِ ہدایت کی پیروی کرنے والے ہوں گے وہ ہر قسم کے خوف اور غم سے محفوظ اور مامون ہو جائیں گے۔

اس طرح انسانوں کے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام اور اُن کی جدہ محترمہ حضرت حوا کو جنت سے نکال کر زمین پر اتار دیا گیا۔ وہ آسمان سے زمین تک کیسے آئے کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ انہوں نے آسمانوں سے زمین تک کا سفر طے کیا۔ آج کا انسان اپنے آپ کو ترقی یافتہ خیال کرتا ہے اور قدیم انسان کو جاہل اور

Marfat.com

گنوار قرار دیتا ہے لیکن وہ زمین سے صرف چاند تک پرواز کر سکا ہے لیکن آج سے ہزاروں سال پہلے اُن کے جدامجد اور جدہ محترمہ نے آسمانوں سے زمین تک کا سفر کیا ہوا ہے۔ اب وہ یہ فیصلہ خود ہی کر سکتا ہے کہ کون زیادہ ترقی یافتہ ہے اور کس کے پاس جدید اور ترقی یافتہ علم ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام کو زمین پر جدا جدا اتارا گیا۔ کہاں جنت کے باغ اور طرح طرح کی نعمتیں اور کہاں بنجر اور غیر آباد زمین۔ کہاں میاں بیوی کی رفاقت اور کہاں جدائی کا احساس۔ کہاں حوروں اور فرشتوں کی خدمت اور کہاں بے یارومددگاری، کہاں خوشیاں ہی خوشیاں اور کہاں غم ہی غم۔ کہاں امن ہی امن اور کہاں خوف ہی خوف۔ اس صورتحال نے میاں بیوی دونوں کو مضطرب اور پریشان کر دیا۔ انہوں نے فریادیں اور التجائیں شروع کر دیں اور اپنے رب سے مدد طلب کی۔ آخر کار انہوں نے اپنے رب کو اپنی طرف متوجہ کر ہی لیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو نبوت کے مقام پر فائز کر کے انہیں پیغام ہدایت دے کر اُن کلمات سے آگاہ کر دیا گیا اور انہوں نے اس پیغام کے ذریعے اپنی مشکل کو حل کر لیا۔ اس طرح میاں بیوی دونوں کا ملاپ مقام عرفات پر ہو گیا اور انہیں خوف اور غم سے نجات مل گئی۔ وہ پیغام ہدایت کیا تھا؟ وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک تھا جو جنت کے درختوں کے پتوں پر اللہ کے نام کے ساتھ ساتھ لکھا ہوا تھا اور جس کا ادراک حاصل ہونے پر میاں بیوی کا ملاپ ممکن ہوا اور انسانیت کا مستقبل محفوظ ہوا۔ وگرنہ میاں بیوی رو رو کر اپنی جان دے دیتے اور انسان کی زمین پر خلافت کا خواب دھرے کا دھرا رہ جاتا۔ اس طرح سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے جو خود نبوت کے مقام پر فائز تھے نے حضرت محمد ﷺ کی رسالت کو تسلیم کر کے خوف اور غم سے نجات پائی اور یوں انسان کا مستقبل اس زمین پر روشن ہو گیا۔ اگر انہیں اس رسالت کا ادراک نہ ہوتا یا وہ اس رسالت کا نعوذ باللہ اقرار نہ کرتے تو وہ نہ خود کبھی خوف اور غم سے

Marfat.com

نجات پاسکتے اور نہ ہی انسان کی بقا اس زمین پر ممکن ہوتی۔

آج یہ پیغام ہدایت قرآن مجید اور اسوۂ حسنہ کی صورت میں اللہ کے فضل و کرم سے انسان کے پاس موجود ہے۔ انسان نے اس پیغام ہدایت کو جاننا اور سمجھنا ہے اور اس کے مطابق اپنے تمام مسائل کو حل کرنا ہے۔ اگر انسان نے ایسا کرلیا تو وہ نہ صرف خوف اور غم سے نجات پالے گا بلکہ اپنے مستقبل کو محفوظ اور مامون بنالے گا۔ لیکن اگر اُس نے ایسا نہ کیا اور اپنے تئیں کوششیں کرتا رہا تو مستقل خوف اور غم اُس کا مقدر بن جائے گا اور یہ قتل وغارت اور خونریزی دن بدن اُس کے خوف اور غم میں اضافہ کرتی چلی جائے گی اور انسان دنیا کی سپر طاقت ہونے کے باوجود اپنے آپ کو محفوظ اور مامون نہ بنا سکے گا۔ وہ پریشان اور مضطرب رہے گا اور کبھی خوش اور خوشحال نہ ہوسکے گا چاہے وہ ترقی کی منازل طے کرتا ہوا آسمان تک اپنی رسائی کیوں نہ حاصل کرلے۔ کاش انسان اس راز کو پالے۔ آئیں اب مزید رہنمائی کے لئے قرآن مجید سے رجوع کریں۔

Marfat.com

باب دوم

اللہ کی حاکمیت اور آخرت کی حقیقت

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ o

(سورۃ بقرہ آیت نمبر 62)

ترجمہ: یہ حقیقت ہے کہ جو لوگ مسلمان ہوئے۔ جو لوگ یہودی ہوئے جو لوگ عیسائی ہوئے اور جو لوگ ستارہ پرست ہوئے۔ ان میں سے جنہوں نے بھی خلوص دل کے ساتھ اللہ کو اپنا حاکم تسلیم کر لیا اور آخرت پر یقین کامل حاصل کر لیا اور معروف نیک اور اچھے اعمال کو اپنا چلن بنا لیا۔ وہ اپنے ایمان اور اعمال کا صلہ اپنے رب کے پاس ضرور حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور وہ خوف اور غم سے محفوظ اور مامون ہو جائیں گے۔

انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب ہے۔ وہ اشرف المخلوقات ہے۔ وہ بہترین صلاحیتوں اور طاقتوں کا مالک ہے۔ وہ اس حد تک آزاد ہے کہ اُس کا رب جو قادرِ مطلق ہے

Marfat.com

بھی اُس کی آزادی اور خود مختاری میں بہت کم مداخلت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے بہترین عقل اور دماغ دے رکھا ہے۔ وہ اپنے بھلے برے کا خود فیصلہ کر سکتا ہے۔ وہ اپنی اور دنیا کی حقیقتوں کو اپنے حواسِ خمسہ سے بخوبی جان اور سمجھ سکتا ہے۔ وہ الہام کے ذریعے اُن حقیقتوں کو بھی جان سکتا ہے جہاں حواسِ خمسہ ناکام ہو جاتے ہیں۔ مزید برآں اُس کے رب نے رسالت و نبوت کا سلسلہ شروع سے ہی جاری کر رکھا ہے اور وقتاً فوقتاً الہامی کتب کا نزول بھی ہوتا رہا ہے۔ انسان نے اپنی تحقیق اور جستجو کا کام بھی شروع کر رکھا ہے جو اب اپنی معراج کو پہنچ چکا ہے۔ اب انسان نبوت و رسالت، الہامی کتب اور خود اپنی تحقیق و تفتیش کے ذریعے کائنات کی بے شمار حقیقتوں سے پردہ اٹھا چکا ہے۔ لہٰذا اب کسی انسان کو یہ حق نہ رہا ہے کہ وہ اپنے نظریات، وہ اپنی مرضی اور وہ اپنے فرمان کسی دوسرے انسان پر زبردستی لاگو کرنے کی کوشش کرے۔ اُسے یہ حق تو ضرور ہے کہ وہ اپنے نظریات کی صداقت کے لئے دلائل دے۔ بحث و مباحثہ کرے مگر اُسے یہ حق نہیں ہے کہ جو اُس کے نظریات کو تسلیم نہ کرے اُسے اپنا دشمن بنا لے اور اُس پر جبر کر کے اُس کی آزادی کو سلب کر لے۔ اسی طرح اُسے یہ بھی حق ہے کہ وہ اپنی مرضی کو اس طرح پیش کرے کہ دوسرا اُس کے ساتھ اتفاق کرنے پر مجبور ہو جائے لیکن اسے یہ حق نہیں ہے کہ اپنی مرضی دوسرے پر زبردستی ٹھونس دے۔ اُسے یہ بھی حق ہے کہ وہ اِس طرح کے فرمان جاری کرے جن میں دوسرے اپنے حقوق کا تحفظ خیال کرتے ہوں اور یہ فرمان اُن کی آزادی پر اثر انداز نہ ہوتے ہوں لیکن اسے یہ حق نہیں ہے کہ وہ ظالمانہ اور استحصالانہ فرمان جاری کر کے جبر کے ساتھ دوسروں پر نافذ کر کے اُن کو اپنا زر خرید غلام بنا لے۔

اسی طرح آج کا دور جبر کا نہیں بلکہ آزادی کا دور ہے۔ تمام انسان آزاد ہیں اور تمام انسانوں کا ایک دوسرے کی آزادی کا نہ صرف خیال کرنا چاہیے بلکہ اُن کی آزادی کا خاطر خواہ انتظام بھی کرنا چاہیے اور جبر کو نہ صرف ایک برائی جاننا چاہیے بلکہ اس کے خلاف ایسی

Marfat.com

سخت کاروائی کرنی چاہیے کہ وہ کبھی کسی صورت میں اپنا سر نہ اٹھا سکے۔

آج کا انسان اپنے آپ کو نہایت ترقی یافتہ اور مہذب قرار دیتا ہے لیکن افسوس ہے کہ اُس نے جبر کے تو تمام انتظام کئے ہوئے ہیں لیکن انسانی آزادی کا کوئی خاطر خواہ بندوبست نہ کیا ہوا ہے۔ وہ دن رات ایسے فرمان جاری کر رہا ہے جن کی بنیاد ظلم اور استحصال پر ہے اور پھر اپنی طاقت کے بل بوتے پر ان فرمانوں کو زبردستی نافذ بھی کر رہا ہے جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ انسان کی آزادی اور خودمختاری ختم ہوتی جا رہی ہے اور وہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑتا چلا جا رہا ہے۔ جو انسان ظلم اور استحصال کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں اُن کی آوازوں کو دبایا جا رہا ہے اور جو اس نظام کے خلاف جہاد کر رہے ہیں انہیں طاقت کے زور سے کچلا جا رہا ہے۔ اس طرح قتل و غارت اور خونریزی کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہو چکا ہے۔ انسان دوست اور امن پسند انسان مضطرب اور پریشان ہے۔ وہ اس خطرناک صورتحال سے نکلنا چاہتا ہے۔ وہ بے شمار امن کی تحریکیں چلا رہا ہے۔ وہ یو این او کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔ وہ دنیا کی واحد سپر پاور کے آگے ہاتھ جوڑ رہا ہے۔ وہ اپنے رب کے سامنے فریادیں کر رہا ہے لیکن نہ اُسے امن نصیب ہو رہا ہے اور نہ اسے خوف اور غم سے نجات مل رہی ہے۔ دنیا کے حکمرانوں سے مایوس ہو کر وہ مذہب کی طرف رجوع کر رہا ہے مگر وہ یہاں بھی امن و سکون حاصل نہ کر پا رہا ہے۔

آئیں ذرا اس بات کا جائزہ لیں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے اور انسان کے پاس سب کچھ ہونے کے باوجود وہ کیوں بے یار و مددگار نظر آ رہا ہے۔

اللہ کی حاکمیت:

دنیا کے تقریباً تمام انسان اللہ کو کسی نہ کسی طرح اپنا خدا تسلیم کرتے ہیں۔ کوئی اللہ تعالیٰ کو اللہ کے نام سے جانتا ہے۔ کوئی گاڈ اور خدا کے نام سے اسے مانتا ہے اور کوئی قدرت

Marfat.com

اور نیچر کے نام سے پکارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے پناہ قوتوں اور طاقتوں کو بھی سب انسان تسلیم کرتے ہیں ۔لیکن اس کے باوجود اللہ کی حاکمیت کو بہت کم انسان مانتے ہیں ۔ با اثر انسان اللہ تعالیٰ کی بجائے اپنے آپ کو حاکم قرار دیتے ہیں اور دوسرے انسانوں کو اپنا محکوم خیال کرتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو اُن کی حکومت اور حکمرانی قائم نہ رہ سکتی ہے۔ وہ ہر حالت میں اپنی حکومت اور حکمرانی قائم رکھنا چاہتے ہیں چاہے انہیں دنیا بلکہ کائنات کی سب سے بڑی حقیقت اللہ تعالیٰ کا انکار ہی کیوں نہ کرنا پڑے اور اپنی حاکمیت کو قائم و دائم رکھنے کے لئے کبھی اپنے آپ کو ظلّل اللہ کا خطاب دیتے ہیں اور کبھی اللہ کا نائب اور خلیفہ بن کر انسانوں پر حکومت کرتے ہیں۔ جو انسان اُن کے اس دعوے کا انکار کرتے ہیں انہیں طاقت اور جبر کے زور پر اپنی بات منوانے کی کوشش کرتے ہیں ۔اس طرح انسانوں کے دو گروہ وجود میں آچکے ہیں ۔ایک گروہ جبر کرنے والوں کا ہے اور دوسرا اس جبر سے آزادی حاصل کرنے والوں کا۔ یہ دونوں گروہ باہم برسر پیکار ہیں جس کی وجہ سے خوف اور غم نے انسان کی دنیا میں ڈیرے ڈال رکھے ہیں ۔ دونوں گروہ خوف اور غم سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر دونوں میں سے کوئی بھی اپنی روش ترک کرنے کے لئے آمادہ نظر نہیں آتا۔

حاکم انسان محکوم انسان کے لئے اپنی طاقت کے زور پر وہ سب کچھ کر رہا ہے جس سے محکوم انسان کے جذبہ حریت اور آزادی کو ختم کیا جاسکے لیکن ابھی تک وہ کامیاب نہ ہوسکا ہے۔ وہ اپنی طاقت میں مزید اضافہ کر رہا ہے اور جبر کے نئے نئے حربے استعمال کر رہا ہے۔ مگر محکوم انسان اس کے ہر حربے کو ناکام بناتا چلا جا رہا ہے۔ وہ اپنے محکوموں کو زیادہ سے زیادہ موت کے گھاٹ اتار رہا ہے مگر پتہ نہیں محکوم کہاں سے پیدا ہوتے جا رہے ہیں۔ وہ انہیں خوفزدہ کرنے کی بہت کوشش کر رہا ہے مگر پھر بھی اپنے آپ کو خوفزدہ ہونے سے نہ بچا سکا ہے۔ وہ انہیں غموں سے دوچار کر رہا ہے مگر اپنے لئے نت نئے غموں کو دعوت دے رہا ہے۔ اُسے سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ کیا کرے اور کس طرح اپنے محکوموں کو زیر کرے۔ وہ خوف او

Marfat.com

رغم سے نجات چاہتا ہے لیکن اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ اپنے آپ کو ظلِ اللہ اور اللہ کا نائب کہتا ہے لیکن دوسرے انسانوں کو یہ لقب دینے کے لئے تیار نہیں۔ وہ دوسرے انسانوں کے لئے قوانین اور ضابطے بناتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے ضابطوں اور قوانین کو تسلیم نہیں کرتا۔ وہ دوسروں سے توقع رکھتا ہے کہ وہ اُس کے تمام جائز و ناجائز احکامات کی تعمیل کریں مگر وہ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کو ماننے پر آمادہ نہیں۔ وہ دوسروں کو اپنا غلام بنانا چاہتا ہے مگر خود اللہ تعالیٰ کا غلام بننے کے لئے تیار نہیں۔ وہ دوسروں پر حاکم بننا اپنا حق سمجھتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے اس حق کو تسلیم نہیں کرتا۔ وہ اپنے ماننے والوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ اُس کے تمام احکامات کو مانا جائے مگر اپنے لئے صرف اللہ کو ماننا ہی کافی خیال کرتا ہے۔

غرض یہ کہ وہ اپنے محکوموں سے تمام حقوق کا مطالبہ کرتا ہے لیکن اپنے خالق کے کسی حق کو ادا کرنا اپنی ذمے داری خیال نہیں کرتا۔ وہ اپنے خالق سے تمام حقوق حاصل کر رہا ہے لیکن اپنے محکوموں کو کوئی حق دینے کے لئے تیار نہیں۔

اس طرح اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا انکار کر کے اور اپنی حاکمیت کا نفاذ کر کے حاکم انسان نے جان بوجھ کر اپنے اوپر خوف اور غم طاری کیا ہوا ہے اور محکوم انسانوں کے لئے خوف اور غم ان کا مقدر بنا رکھا ہے۔ اگر حاکم انسان اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کر لے اور اللہ کے قوانین اور ضابطوں کو اپنے قوانین اور ضابطے بنا لے اور اپنے انسان بھائیوں کو اللہ کے نائب اور خلیفہ تسلیم کر لے تو نہ صرف اُس کی حکومت اور حکمرانی کو دوام مل سکتا ہے بلکہ وہ حقیقی حکومت اور حکمرانی سے لطف اندوز ہو کر نہ صرف اپنے محکوموں کو خوف اور غم سے نجات دلا سکتا ہے بلکہ خود بھی خوف اور غم سے نجات پا سکتا ہے۔ لیکن اگر اُس نے ایسا نہ کیا تو نہ صرف خوف اور غم اس کا مقدر بنا رہے گا بلکہ اُس کی حکومت اور حکمرانی خطرے میں پڑی رہے گی اور اُسے استحکام اور دوام حاصل نہ ہو سکے گا۔ کاش آج کے حکمران اس راز سے باخبر ہو جائیں اور وہ اللہ کی حاکمیت کو صحیح معنوں میں تسلیم کر لیں۔

Marfat.com

آخرت پر یقین کامل:

دنیا کے تقریباً تمام مذاہب آخرت پر ایمان رکھتے ہیں لیکن آخرت میں کامیابی کے لئے اُن کے اپنے اپنے معیار ہیں۔ جہاں تک آخرت پر یقین کامل کا تعلق ہے تو ایک قلیل تعداد یہ یقین رکھتی ہے۔ اکثریت کا یقین نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مذاہب کے پیروکاروں اور سیکولر اور بے دین انسانوں کا رویہ دنیا کی زندگی کے بارے میں تقریباً ایک جیسا ہے۔ وہ دنیا اور دنیا کی زندگی کو ہی پہلی اور آخری دنیا اور زندگی خیال کرتے ہیں اور اپنی تمام توانائیاں اور وسائل اسی کے لئے خرچ کر رہے ہیں۔ وہ دنیا کے معمولی سے معمولی مفاد کو بھی انسان کے اجتماعی مفاد کے لئے چھوڑنے کو تیار نہیں بلکہ وہ بعض اوقات انسان کے اجتماعی مفاد کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچا کر اپنا ذاتی مفاد حاصل کر لیتے ہیں۔ اس طرح اس مفاد پرستی نے انہیں ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا ہے۔ یہ مفاد پرستی صرف افراد تک محدود نہ ہے بلکہ یہ ملکی اور بین الاقوامی سطح تک پھیل چکی ہے۔ اس مفاد پرستی نے ظالمانہ اور استحصالی نظام کو دنیا میں اس طرح پیش کیا ہے جیسے ان کے سوا دنیا میں اور کوئی انسان کی فلاح و بہبود کا نظام موجود ہی نہیں۔ ان نظاموں نے اللہ کے دیئے ہوئے نظام کو بھی نظر انداز کر دیا ہے۔ یوں مادیت پرستی نے انسان کو آخرت کے بارے میں بالکل بے خبر اور بے فکر کر دیا ہے۔ اب انسان یا تو آخرت کے بارے میں سوچتا ہی نہیں اور اگر سوچتا بھی ہے تو اُسے کوئی اہمیت ہی نہ دیتا ہے جیسا کہ آخرت کا کوئی وجود ہی نہ ہو۔ اس طرح وہ آخرت کا اقرار کرنے کے باوجود درحقیقت آخرت کا انکار کر رہا ہے۔ اس انکار نے انسان کو ایک وحشی درندہ بنا دیا ہے۔ وہ طاقت کے بل بوتے پر جو چاہے کر گزرتا ہے اُسے کوئی روکنے اور ٹوکنے والا نہیں۔ لیکن نہ کوئی انسان اتنا طاقتور ہے اور نہ ہی کوئی ملک اتنی طاقت رکھتا ہے کہ وہ تمام انسانوں اور تمام ممالک کو اپنی طاقت کے بل بوتے پر فتح کر لے اور

Marfat.com

انہیں اپنا غلام بنا لے۔ اس طرح مختلف طاقتوں کی آپس میں مختلف انداز میں جنگ جاری ہے۔ ایک طاقت دوسری کو زیر کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ یہ جنگ مذہبی طاقتوں اور سیکولر طاقتوں دونوں کے اندر جاری ہے اور دونوں میں رہنے والے انسان خوف اور غم کا شکار ہیں۔ سیکولر طاقتیں مذہب کی طرف رجوع کر کے اپنے خوف اور غم کو دور کرنا چاہتی ہیں اور مذہبی طاقتیں سیکولر بن کر اپنے دکھوں کا مداوا چاہتی ہیں مگر حقیقت میں دونوں کے سیکولر ہونے کی وجہ سے انہیں کوئی جائے پناہ نظر نہ آ رہی ہے۔

انسان کائنات کے بارے میں بہت کچھ جان چکا ہے۔ انسان اپنی زندگی اور اپنی دنیا کے بارے میں بھی بہت سی معلومات حاصل کر چکا ہے۔ اُسے اب پتہ چل چکا ہے کہ اس دنیا کے علاوہ کائنات میں اور بہت سی دنیائیں آباد ہیں یا آباد ہو سکتی ہیں۔ اُسے یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ موت کے بعد کوئی نہ کوئی زندگی ضرور موجود ہے لیکن ابھی تک وہ اس زندگی کا شعور حاصل نہ کر سکا ہے۔ وہ یہ بھی جان چکا ہے کہ اپنی مختصر زندگی میں اور اپنی محدود دنیا میں وہ سب کچھ حاصل نہ کر سکتا ہے جو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اُسے یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ ظلم اور استحصال کا نظام زیادہ دیر تک نہ چل سکتا ہے۔ موت نے اُس کی زندگی کی حقیقت کو بے معنی بنا دیا ہے۔ وہ آخرت کو تسلیم کرنا چاہتا ہے۔ وہ آخرت پر یقین کامل رکھنا چاہتا ہے۔ وہ دنیا کے دکھوں سے نجات چاہتا ہے لیکن شیطان اُسے ایسا کرنے نہیں دیتا۔ جب بھی انسان آخرت کے بارے میں سوچتا ہے شیطان دنیا کو ایک حسین روپ میں اُس کے سامنے لے آتا ہے اور وہ دنیا میں اس طرح گم ہو جاتا ہے کہ آخرت اُس کے وہم و گمان میں بھی نہ رہتی ہے۔ لیکن یہ لمحہ آنِ واحد کی طرح گزر جاتا ہے اور پھر انسان خوف و غم کی وادی میں اُتر جاتا ہے۔

انسان اس اذیت ناک صورتحال سے نکل سکتا ہے اگر وہ اپنے اللہ کی طرف رجوع کرے۔ اللہ نے اُسے خواس خمسہ سے نواز رکھا ہے۔ اللہ نے اسے الہام کی طاقت بھی

Marfat.com

دے رکھی ہے۔ اللہ نے اُسے سائنس اور ٹیکنالوجی کا علم بھی دے رکھا ہے۔ اللہ نے اُسے نبوت ورسالت کے نظام سے بھی نواز رکھا ہے۔ اللہ نے اُسے الہامی کتابیں بھی دے رکھی ہیں۔ اگر وہ ان سب سے استفادہ کرے تو اُسے آخرت کے بارے میں یقین کامل حاصل کرنا کوئی مشکل کام نہ ہے اور اگر ایک دفعہ اُسے آخرت کے بارے میں یقین کامل حاصل ہو گیا تو پھر اس محدود دنیا میں ایک مختصر زندگی گزارنا اُس کے لئے کوئی مسئلہ نہیں رہے گا۔ ایک مختصر زندگی گزارنے کے لئے انسان کو حقیقت میں کتنے وسائل کی ضرورت ہے اور دنیا میں اس وقت کتنے وسیع وسائل موجود ہیں۔ کیا انسان انہیں عدل وانصاف سے تقسیم کر کے ایک خوش اور خوشحال زندگی نہیں گزار سکتا؟ کیا انسان ایک ابدی زندگی کے لئے اپنے مفادات کو قربان نہیں کر سکتا؟ کیا انسان دنیا کے مفاد کو آخرت کے مفاد پر قربان نہیں کر سکتا؟ کیا انسان خوف اور غم سے نجات کے لئے آخرت پر یقین کامل حاصل نہیں کر سکتا؟

کیا آخرت ایک حقیقت نہیں؟ اگر یہ ایک حقیقت ہے تو پھر اسے ماننا ہی کافی نہیں بلکہ اس پر یقین کامل حاصل کرنا ضروری ہے اور یہ یقین کامل انسان کو خوف اور غم سے نجات دلا سکتا ہے اور انسان اپنی دنیا کی زندگی کو حسین سے حسین تر بنا سکتا ہے۔ کاش انسان اس راز کو جان لے۔

اعمال صالحہ :

اعمال صالحہ وہ اعمال ہیں جن سے انسان کی انفرادی اور اجتماعی کردار سازی ممکن ہوتی ہے۔ انسان کی کردار سازی اُسے انسان کامل بنا سکتی ہے اور انسان کامل ہی اللہ کا نائب اور خلیفہ بن کر قتل و غارت اور خونریزی پر قابو پا سکتا ہے اور انسان کو خوف وغم سے نجات دلا سکتا ہے۔ مسلمان، یہود ونصاریٰ اور صابی سب ہی اللہ کی حاکمیت اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی نہ کوئی مذہبی کتاب یا مذہبی احکامات کسی نہ کسی شکل میں موجود

Marfat.com

ہیں۔ سوائے قرآن مجید کے بقایا مذہبی کتابوں میں انسانی ردوبدل ہوا ہے مگر اس کے باوجود ان تمام کتابوں میں اعمال صالحہ پر زور دیا گیا ہے۔ لیکن ان مذاہب کے پیروکاروں کی اکثریت عملی طور پر اللہ کی حاکمیت کو تسلیم نہیں کر رہی اور انہیں آخرت پر یقین کامل حاصل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے لئے اعمال صالحہ پر عمل کرنا آسان نہ رہا بلکہ مشکل ہو گیا ہے۔

سیکولر اور بے دین انسانوں کی طرح انہوں نے بھی اپنے اصول اور ضابطے بنا رکھے ہیں اور اُن پر بھی عمل اپنے ذاتی مفادات کو مدنظر رکھ کر کیا جا رہا ہے۔ اس طرح ان مذہبی پیروکاروں کی کردار سازی بری طرح مجروح ہو رہی ہے اور اعمال صالحہ پر عمل مشکل سے مشکل تر ہوتا جا رہا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ انسانی بدعملی کی وجہ سے دنیا مسائل کا گھر بنتی جا رہی ہے اور انسان خوف اور غم کے گرداب میں گر گیا ہے اور اُسے کوئی راہِ نجات نہ مل رہی ہے۔

اگر مسلمان، یہود و نصاریٰ اور دیگر مذاہب پر ایمان رکھنے والے اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کر لیں اور آخرت پر یقین کامل حاصل کر لیں تو اُن کے لئے اعمال صالحہ پر عمل کرنا آسان ہو سکتا ہے اور اگر وہ اعمال صالحہ کو اپنا چلن بنا لیں تو سیکولر اور بے دین انسانوں کے لئے بھی اعمال صالحہ پر عمل آسان ہو سکتا ہے اور اگر دنیا بھر کے انسان اعمال صالحہ کو اپنا مشن بنا لیں تو انسان کی انفرادی اور اجتماعی کردار سازی ممکن ہو سکتی ہے اور انسان جنگ و جدل اور قتل و غارت کی روش چھوڑ کر امن کا راستہ اختیار کر سکتا ہے اور بقائے باہمی کے فلسفہ پر عمل کر کے خوف اور غم سے نجات پا سکتا ہے۔ لیکن اگر مختلف مذاہب کے ماننے والوں نے ہی اللہ کی حاکمیت کو تسلیم نہ کیا اور آخرت پر یقین کامل حاصل نہ کیا تو اعمال صالحہ ایک ناممکن عمل بن جائے گا اور اعمال صالحہ کی عدم موجودگی میں فتنہ و فساد اور جنگ و جدل پر قابو پانا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہو جائے گا اور یوں خوف و غم سے نجات پانا ممکن نہ رہے گا۔ کاش اللہ اور آخرت کو ماننے والے یہ راز پا لیں۔

Marfat.com

باب سوم

انفاق فی سبیل اللہ کی حقیقت

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ
مَا اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَا اَذًی لَّھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ ج وَلَا خَوْفٌ
عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ o

(سورۃ بقرہ آیت نمبر 262)

ترجمہ : وہ لوگ جو اپنا مال محض اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں اور پھر خرچ کرنے والوں پر نہ احسان کا بوجھ ڈالتے ہیں اور نہ ہی اُنہیں کسی قسم کی تکلیف اور ایذا دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس صلہ ہے اور ایسے لوگ خوف اور غم سے مامون اور محفوظ ہو جاتے ہیں۔

انسان اس دنیا میں نہایت ہی مختصر عرصہ کے لئے آتا ہے اور پھر مر جاتا ہے۔ لیکن مال و دولت کی محبت اُسے اپنے جال میں ایسے پھنسا لیتی ہے کہ اُسے موت یاد تک نہ آتی ہے اور وہ یہ خیال کرنے لگ جاتا ہے کہ شاید اُس نے اِس دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنا ہے اور اگر موت آنی بھی ہے تو شاید ہزار سال کے بعد آنی ہے۔ اس طرح وہ مال و دولت کے

Marfat.com

حصول کے لئے تمام اخلاقی اور قانونی حدود پار کر جاتا ہے اور جب مال و دولت حاصل کر لیتا ہے تو اُس کے اوپر سانپ بن کر بیٹھ جاتا ہے۔ وہ یا تو اسے اپنی عیاشی پر خرچ کرتا ہے یا اسے دوسروں کو اپنا زرخرید غلام بنانے پر استعمال میں لاتا ہے اور یا پھر اسے خرچ ہی نہیں کرتا ہے تا کہ یہ کہیں خرچ ہوتے ہوتے ختم ہی نہ ہو جائے۔ اُس کی دولت کی ہوس ختم نہیں ہوتی اور وہ مال و دولت کے حصول اور اس کی حفاظت میں اپنی تمام توانائیاں اور صلاحیتیں خرچ کر دیتا ہے مگر پھر بھی مطمئن نہ ہوتا ہے۔ اُس کے اوپر ہمیشہ خوف طاری رہتا ہے کہ یہ مال و دولت اُس سے کہیں چھن نہ جائے اور اگر کبھی یہ چھن جاتی ہے تو یہ غم اُس کی زندگی کو اجیرن بنا دیتا ہے اور بعض اوقات وہ خودکشی تک کر لیتا ہے۔ اس طرح یہ مال و دولت اُس کے لئے وبال جان بن جاتی ہے اور اس دولت کی وجہ سے اُسی طرح کے دوسرے انسان اُس کے دشمن بن جاتے ہیں اور اُس سے اُس کی دولت چھیننے کے درپے ہو جاتے ہیں اور جب بھی موقع ملتا ہے وہ اسے اس مال و دولت سے محروم کر دیتے ہیں اور وہ بعض اوقات اس مال و دولت کی حفاظت میں اپنی جان تک قربان کر دیتا ہے مگر پھر بھی اس کی حفاظت نہیں کر پاتا۔ اس طرح یہ مال و دولت اُس کے لئے رحمت بننے کی بجائے زحمت بن جاتی ہے۔

مال و دولت کوئی بری چیز نہیں۔ مال و دولت کا حصول بھی کوئی برا کام نہیں۔ چونکہ انسان کی پرامن، پرسکون اور خوشحال زندگی کے لئے مال و دولت کا ہونا ضروری ہے لیکن مال و دولت کے لئے انسان انسانیت کے تمام اصول ترک کر دے اور تمام اخلاقی اور قانونی حدود کو پار کر جائے یہ اچھی بات نہ ہے اور دولت کے حصول کے بعد مال و دولت کے حقوق کو ادا نہ کرے یہ بھی اچھا رویہ نہ ہے۔ انسان کو مکمل آزادی ہے کہ وہ جائز ذرائع سے قانونی اور اخلاقی حدود کے اندر رہتے ہوئے جتنی چاہے دولت حاصل کرے لیکن دولت حاصل کرنے کے بعد اس کے تقاضوں کو بھی پورا کرے تو یہ دولت اُس کے لئے حقیقی معنوں میں

Marfat.com

رحمت بن سکتی ہے اور اُسے حقیقی آرام وسکون پہنچا کر حقیقی خوشی اور خوشحالی دے سکتی ہے۔

انسان اگر اپنے بارے میں ذرا غور وفکر کرے تو اُسے معلوم ہو جائے گا کہ وہ بھی کسی کا مال ہے۔ اُسے زندگی کس نے دے رکھی ہے؟ اُسے جسم کس نے عطا کر رکھا ہے؟ اُسے جسمانی اور ذہنی صلاحیتیں کس نے عطا کر رکھی ہیں؟ وہ کیسے وجود میں آیا ہے؟ اُسے کس نے نشوونما دے کر اتنا بڑا انسان بنایا ہے؟ یہ مال ودولت سے بھری دنیا اُسے کس نے دی ہے؟ کیا یہ سب کچھ اُس نے اپنی محنت ومشقت سے حاصل کیا ہے یا اُسے ویسے ہی مل گیا ہے؟ اور اگر ویسے ہی مل گیا ہے تو پھر یہ سب کچھ دینے والے اُس کے محسن کون ہیں؟ کیا اُس نے ان محسنوں کے بارے میں بھی کبھی سوچا ہے؟ اگر انسان اس بارے میں تھوڑا سا بھی غور وفکر کرے تو اُسے اپنے محسنوں کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو جائے گا اور اُسے اپنی اصل حقیقت بھی معلوم ہو جائے گی۔ اُسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ سب کچھ دینے والا اُس کا خالق اور مالک اللہ ہے اور اس کا وسیلہ بننے والے اُس کے والدین، عزیز واقارب اور دوسرے انسان ہیں اور وہ اپنے ان محسنوں کے احسانوں تلے دب جائے گا اور اگر ساری عمر بھی کوشش کرتا رہے ان کے احسانوں کا بدلہ نہ چکا سکے گا۔

انسان اپنے بارے میں اگر یہ آگاہی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے تو پھر وہ مال ودولت کی حقیقت کے بارے میں بھی بہت کچھ جان سکتا ہے اور اپنی ذمے داریوں کو بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ وہ اس دنیا میں اللہ کا نائب اور خلیفہ ہے۔ مال ودولت اس کے لئے ہے لیکن وہ مال ودولت کے لئے نہیں۔ وہ اس دنیا میں رہنے کے لئے نہیں بلکہ جانے کے لئے آتا ہے۔ وہ اس دنیا میں جب آتا ہے نہ مال ودولت لے کر آتا ہے اور جب جاتا ہے نہ مال ودولت لے کر جاتا ہے۔ وہ خالی ہاتھ آتا ہے اور خالی ہاتھ چلا جاتا ہے۔ پھر یہ مال ودولت اُس کے لئے ایک بہت بڑا مسئلہ کیوں بنا ہوا ہے؟ کیوں اس مال ودولت نے اُس کا سکون تباہ کر رکھا ہے؟ کیوں اس مال ودولت

Marfat.com

نے اُسے مستقل خوف اور غم میں مبتلا کر رکھا ہے۔

انسان اس مسئلے کو حل کر سکتا ہے۔ وہ مال و دولت کو ایک نعمت بنا سکتا ہے۔ وہ مال و دولت کے ذریعے اپنے خوف اور غم کو دور کر سکتا ہے۔ وہ مال و دولت کے ذریعے اپنے محسنوں کے احسان کا کافی حد تک بدلہ چکا سکتا ہے اور خود محسنوں کی صف میں شامل ہو سکتا ہے۔ مگر اس کے لئے اُسے اپنی اور مال و دولت کی حقیقتوں کو جاننا ہوگا اور اُن تقاضوں کو پورا کرنا ہوگا جن کا پورا کیا جانا ضروری ہے تاکہ اس کی زندگی کا مختصر دورانیہ حسین سے حسین تر اور پرسکون ہو سکے۔ اب آئیں ذرا انسان کی حقیقت کا جائزہ لیں۔

انسان اپنی پیدائش پر غور کرے تو اُسے اپنی تمام حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ وہ پانی کے قطروں سے وجود میں آتا ہے۔ وہ ایک اندھیری قبر میں نشوونما پاتا ہے۔ وہ ایک ننھی سی جان لے کر اِس دنیا میں جنم لیتا ہے۔ وہ اتنا لاچار و مجبور ہوتا ہے کہ نہ بات کر سکتا ہے، نہ سوچ سکتا ہے اور نہ ہی حرکت کر سکتا ہے۔ اگر ماں کی ممتا اور باپ کی شفقت اُسے حاصل نہ ہو یا کسی اور انسان کی نگہداشت اور سرپرستی حاصل نہ ہو تو زیادہ دیر تک زندہ رہنا اُس کے لئے محال ہو جاتا ہے۔ اُسے ہر لمحے اور ہر مرحلے پر دوسرے انسانوں کی ضرورت رہتی ہے اور وہ اُن کا محتاج ہوتا ہے۔ وہ بالکل جاہل اور ان پڑھ ہوتا ہے اور اُسے علم کے حصول کے لئے کسی نہ کسی استاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ زندہ رہنے کے لئے خود اپنی خوراک تک حاصل نہ کر سکتا ہے۔ اگر دوسرے انسانوں کی اُسے مہربانی حاصل نہ ہو تو وہ پیاس اور بھوک سے مر بھی سکتا ہے۔ وہ بچپن سے لڑکپن تک دوسروں کا محتاج ہی رہتا ہے اور جب وہ جوان ہو جاتا ہے تو وہ سب کچھ بھول جاتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ شاید وہ جوان ہی پیدا ہوا تھا اور اُس کی پرورش اور نشوونما میں کسی کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

انسان کو جو حسین دنیا ملتی ہے۔ اُسے جو مال و متاع حاصل ہوتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ شاید یہ سب کچھ اُس نے اپنے علم و ہنر اور محنت مشقت سے حاصل کیا ہے۔ وہ اتنا متکبر

Marfat.com

اور خودسر ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے تمام محسنوں کے احسان کو فراموش کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے خالق اللہ تعالیٰ کو بھی یاد نہیں کرتا۔ وہ خود خدا بن جاتا ہے اور خدائی دعوے کرنے لگ جاتا ہے اور دوسرے انسانوں کے لئے ایک عذاب بن جاتا ہے۔ لیکن جب اُسے اپنے جیسے دوسرے خداؤں سے واسطہ پڑتا ہے تو اُس کا تمام رعب اور دبدبہ ختم ہو جاتا ہے اور وہ خوف اور غم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اگر انسان حقیقت شناس ہوتا اور اپنے محسنوں کا احسان مند ہوتا اور خود بھی احسان کرنے والا ہوتا تو اُسے معلوم ہو جاتا کہ نہ تو اُس کی اپنی کوئی حقیقت ہے اور نہ ہی اُس علم و ہنر اور مال و دولت کی کوئی حقیقت ہے جو اُس کے پاس ہے۔ وہ شکرگزار بندہ بن جاتا اور اپنے علم و ہنر اور مال و دولت کو اپنے انسان بھائیوں کی فلاح و بہبود کے لئے وقف کر دیتا۔ وہ دن رات انسانیت کی خدمت کرتا اور کسی سے نہ تو کبھی اجر اور بدلے کی آرزو کرتا اور نہ ہی اپنے احسان کے بدلے میں کسی کی عزت نفس مجروح کرتا اور نہ ہی کسی کی آزادی کو سلب کرتا۔ وہ ایک ایسا بے ضرر اور مفید انسان بن جاتا جس کا علم و ہنر اور مال و دولت سب محفوظ ہو جاتے اور وہ خوف اور غم سے نجات پا کر انسانیت کا مسیحا بن جاتا۔

لیکن اکثر انسان حقیقت شناس واقع نہ ہوئے ہیں۔ وہ اپنے علم و ہنر اور مال و متاع کو اپنے لئے نہ صرف وجہ تفاخر سمجھتے ہیں بلکہ اس کے ذریعے دوسرے انسانوں کا استحصال کرتے ہیں اور تھوڑے بہت احسان کے بدلے میں اُن سے اُن کی عزت نفس اور آزادی تک چھین لینے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ مظلوم انسان کسی حد تک اپنا استحصال برداشت کر لیتے ہیں اور اپنی عزت نفس اور آزادی بھی قربان کر دیتے ہیں لیکن جوں ہی انہیں موقع ملتا ہے وہ ان ظالم انسانوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اُن کے تمام خدائی دعووں کو خاک میں ملا کر اُن کے مال و دولت کو لوٹ لیتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ بھی کر سکیں تو یہ مظلوم انسان ظالم انسانوں کے دلوں میں خوف و ہراس ضرور پیدا کرتے رہتے ہیں اور انہیں امن و

Marfat.com

سکون کے ساتھ زندہ نہیں رہنے دیتے۔ اس طرح علم و ہنر اور مال و دولت خرچ کرنے کے باوجود وہ بے خوف اور بے غم نہیں ہو پاتے۔ یہ خوف اور غم اُن کے بڑے بڑے محلوں اور مضبوط قلعوں میں دستک ضرور دیتا رہتا ہے اور ایک ہلکا سا کھٹکا بھی اُن کی نیندیں اُچک لینے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ یہ علم و ہنر اور مال و دولت اُن کے لئے وبال جان بن جاتا ہے۔ وہ ان کی حفاظت کرتے کرتے خود غیر محفوظ ہو جاتے ہیں اور یوں خوف اور غم اُن کا مقدر بن جاتا ہے۔

اگر انسان حقیقت شناس ہو جائے اور وہ محض اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنا علم و ہنر اور مال و دولت انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے وقف کر دے اور اپنے انسانی بھائیوں کے استحصال سے باز آ جائے تو وہ نہ صرف اپنے مال و متاع کو محفوظ بنا سکتا ہے بلکہ خوف اور غم سے نجات پا کر اپنے مال اور دولت سے زیادہ سے زیادہ لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ کاش مالدار انسان اس راز کو پالیں۔ اگر انہوں نے اس راز کو نہ پایا تو یہ مال و دولت اُن کے لئے رحمت بننے کی بجائے زحمت بن جائے گا اور وہ کبھی حقیقی امن و سکون حاصل نہ کر سکیں گے۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ٥

(سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۷۴)

ترجمہ: جو لوگ اپنا مال و دولت ظاہر اور پوشیدہ خرچ کرتے رہتے ہیں اُن کے لئے اپنے رب کے پاس اجر و ثواب ہے اور وہ خوف اور غم سے مامون اور محفوظ ہیں۔

انسان کی فلاح و بہبود پر مال و دولت خرچ کرنے سے مال و دولت میں کمی نہیں ہوتی بلکہ اس میں دن بدن اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ لیکن اگر مال و دولت کو روک لیا جائے اور خرچ نہ کیا جائے تو اس میں ایک طرف تو اضافہ نہیں ہوتا دوسری طرف اس کی حفاظت اور

Marfat.com

نگہداشت ایک بہت بڑا مسئلہ بن جاتا ہے۔اور یہ مال و دولت ایک مستقل خوف کا پیش خیمہ بن جاتے ہیں اور اگر یہ مال و دولت لوٹ لی جائے تو یہ زندگی کا ایک مستقل روگ بن کر انسان کو ایک مستقل غم سے دوچار کر دیتی ہے اور بعض اوقات یہ غم انسان کی جان تک لے لیتا ہے۔ایک طرف یہ دولت دولت مند کے لئے ایک عذاب بن جاتی ہے دوسری طرف سرکل میں نہ آنے کی وجہ سے سوسائٹی کے لئے بیشمار مسائل پیدا کر دیتی ہے اور معاشرے میں مختلف قسم کے فتنہ وفساد اٹھ کھڑے ہوتے ہیں جو قتل وغارت اور خونریزی کا سبب بن جاتے ہیں اور دولت مند کے لئے اپنی دولت کی حفاظت مشکل سے مشکل تر ہوتی چلی جاتی ہے اور اس دولت کی حفاظت کے لئے اُسے مزید دولت خرچ کرنا پڑ جاتی ہے اور یوں اس دولت میں کمی ہوتی چلی جاتی ہے مگر پھر بھی یہ محفوظ نہیں رہتی اور دولت سے محروم لوگ اسے کسی نہ کسی طرح حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔اس طرح دولت مند انسان نہ صرف اپنی دولت سے محروم ہو جاتا ہے بلکہ وہ بعض اوقات اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

لیکن اس کے برعکس اگر وہ دولت کا اپنے پاس ارتکاز نہیں کرتا اور اُسے کاروبار میں یا رفاعی کاموں میں لگائے رکھتا ہے تو ایک طرف یہ دولت محفوظ ہو جاتی ہے، دوسری طرف اس میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور تیسری طرف یہ دوسرے انسانوں کے کام بھی آتی ہے۔اس طرح دوسرے انسان اس دولت کے محافظ بن جاتے ہیں اور یوں یہ دولت محفوظ ہو جاتی ہے اور دولت مند انسان کے لئے اس کی حفاظت بھی آسان ہو جاتی ہے اور وہ دولت مند ہونے کے باوجود اپنی دولت کی حفاظت سے آزاد ہوتا جاتا ہے اور اس میں مزید اضافہ سے زیادہ دولتمند ہوتا چلا جاتا ہے۔یوں یہ دولت اُس کے لئے امن وسکون کا سبب بن جاتی ہے اور وہ دولت مند ہونے کے باوجود خوف اور غم سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

اس راز کو آج کل کے ترقی یافتہ انسان نے پالیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ وہ دولت کے

Marfat.com

ارتکاز کے خلاف ہے۔لیکن سودی کاروبار کی وجہ سے وہ خاطر خواہ نتائج حاصل نہ کرسکا ہے۔ اُس نے دولت کے حفاظت کے لئے بنک اور دوسرے محفوظ مالیاتی ادارے بنا رکھے ہیں مگر پھر بھی فراڈ، دھوکہ دہی اور ڈاکہ زنی سے وہ اپنی دولت کو محفوظ نہ کرسکا ہے۔ دوسری طرف انسان کی فلاح و بہبود میں کم سرمایہ کاری کی وجہ سے وہ دولت سے محروم انسانوں کی خاطر خواہ تائید حاصل نہ کرسکا ہے۔

مزید برآں مالیاتی اداروں میں اب بھی دولت کا ارتکاز موجود ہے اور اب مالیاتی اداروں نے دولت سے محروم انسانوں کا استحصال شروع کر رکھا ہے اور اس استحصال کی وجہ سے غربت میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہو رہا ہے اور اس تفریق نے فتنہ وفساد کو جنم دے دیا ہے اور بات قتل و غارت اور خونریزی تک پہنچ گئی ہے اور دنیا کا امن تباہ ہوتا جا رہا ہے۔

اگر آج کا ترقی یافتہ انسان مالیاتی اداروں میں دولت کے ارتکاز کو کم کرنے میں کامیاب ہو جائے اور سودی کاروبار کو ترک کر کے دولت کو انسان کی اجتماعی فلاح و بہبود پر خرچ کرنا شروع کر دے تو وہ انسان کی اجتماعی خوشحالی کی منزل تک پہنچ سکتا ہے۔ یوں دنیا میں موجود فتنہ وفساد میں کمی واقع ہوسکتی ہے اور قتل و غارت اور خونریزی کو روکا جاسکتا ہے اور دنیا کو امن کا گہوارہ بنا کر خوف اور غم سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔

اب اس جانب شاید مالیاتی اداروں نے سوچنا شروع کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سود کی شرح میں دن بدن کمی ہوتی جا رہی ہے اور مالیاتی اداروں میں موجود دولت کے ارتکاز کو کم سے کم کیا جا رہا ہے اور دولت کو زیادہ سے زیادہ سرکل میں لایا جا رہا ہے۔ مالیاتی اداروں نے اب انسان کے فلاح و بہبود کے کاموں میں بھی زیادہ دلچسپی لینی شروع کر دی ہے۔ اگر ان اداروں کی پیش رفت جاری رہی تو امید کی جاتی ہے کہ عن قریب سودی کاروبار ختم ہو جائے گا اور سود سے پاک کاروبار عام انسان کی غربت میں کمی کرنے میں انشاءاللہ کامیاب

Marfat.com

ہو جائے گا۔مزید برآں انسان کی فلاح و بہبود میں مزید دلچسپی اُس کے بنیادی مسائل حل کرلے گی اور یوں یہ مال و دولت جو آج خوف اور غم کا موجب بنا ہوا ہے کل انشاءاللہ امن و سکون،خوشی اور خوشحالی کا سبب بن جائیگا۔

یہ راز آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل انسان کے خالق اور مالک نے اُسے بتایا تھا ۔اگر انسان نے اس پر عمل کرلیا ہوتا تو آج کا انسان اجتماعی طور پر خوش اور خوشحال ہوتا اور اُس کے تمام معاشی اور معاشرتی مسائل حل ہو چکے ہوتے اور وہ خوف اور غم سے محفوظ اور مامون ہو چکا ہوتا۔اب بھی انسان کے پاس وقت ہے وہ اس راز پر خلوص دل کے ساتھ عمل کر کے دنیا کو نہ صرف امن کا گہوارہ بنا سکتا ہے بلکہ انسان کی اجتماعی خوشی اور خوشحالی کی منزل بہت آسانی سے حاصل کر سکتا ہے۔کاش انسان اس راز کی تکمیل کرنے میں کامیاب ہو جائے تا کہ وہ خوف اور غم سے مامون ہو جائے۔

Marfat.com

باب چھارم

مسلمان کی حقیقت

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ o

(سورۃ بقرہ آیت نمبر 277)

ترجمہ: اور جو لوگ مسلمان ہوئے اور جنہوں نے اعمال صالحہ انجام دیئے اور جنہوں نے نماز کے نظام کو مستقل بنیادوں پر استوار کرنے کا انتظام کر کے اسے قائم کیا اور جنہوں نے زکوٰۃ کے نظام کو اس طرح استوار کیا کہ زکوٰۃ ادا کرنا اُن کا چلن بن گیا۔ اُن کے لئے اپنے رب کے ہاں اجر وثواب ہے اور وہ خوف اور غم سے محفوظ و مامون ہیں۔

انسان کا اپنے رب کے سامنے سر تسلیم خم کر لینا اور اُس کے نظام کو اپنا ضابطہ حیات بنا لینا جہاں ایک بہت بڑا اعزاز ہے وہاں ایک بہت بڑی ذمے داری بھی ہے۔ جو انسان مسلمان گھرانوں میں پیدا ہوتے ہیں اُن کے لئے کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہونا نہایت

Marfat.com

آسان ہے لیکن جو انسان اس نعمت سے محروم ہو جاتے ہیں اُن کے لئے کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہونا بہت مشکل ہوتا ہے اور خوش قسمت انسانوں کو ہی یہ نعمت نصیب ہو سکتی ہے۔ جہاں مسلمانوں کے لئے کلمہ طیبہ پڑھنا آسان ہے وہاں اُن کے لئے کلمہ طیبہ کے تقاضوں کو پورا کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے اور اکثر مسلمان مسلمان ہونے کے باوجود تمام عمر حقیقی مسلمان نہیں بن پاتے لیکن اُس کے برعکس جو غیر مسلم مسلمان ہوتے ہیں وہ بہت کم وقت میں حقیقی مسلمان بن جاتے ہیں اور اُن مسلمانوں سے کہیں آگے نکل جاتے ہیں جو صدیوں سے نسل در نسل مسلمان چلے آتے ہیں۔

حقیقی مسلمان ہونا کوئی آسان کام نہ ہے۔ اس کے لئے اپنی آزادی اور اپنی نفسانی خواہشات کو قربان کر کے اللہ تعالیٰ کی غلامی اختیار کرنی ہوتی ہے اور کائنات کی ان تمام حقیقتوں کا تسلیم کرنا ہوتا ہے جو پردۂ غیب میں ہیں اور جن تک انسان کی رسائی نہ صرف مشکل ہوتی ہے بلکہ ناممکن ہوتی ہے۔ دوسری طرف اُسے اپنے شب و روز میں ایسی تبدیلی لانی ہوتی ہے جو بظاہر انسانی مزاج اور طبیعت کے خلاف ہوتی ہے۔ ظاہر ہے یہ کوئی آسان کام نہ ہے۔ لیکن جو انسان ان تمام مرحلوں سے کامیابی کے ساتھ گزر جاتے ہیں وہ خوف اور غم سے محفوظ اور مامون ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی رشد و ہدایت کے لئے جہاں اُسے حواس خمسہ، چھٹی حس اور الہام سے نواز رکھا ہے وہاں نبوت و رسالت کا نظام بھی قائم کر رکھا ہے اور اپنی الہامی کتابوں کے ذریعے اُسے اُن تمام اعمال صالحہ سے آگاہ کر دیا ہے جو اُس کی فلاح و بہبود، خوشی اور خوشحالی کے لئے ضروری ہیں۔ یہ اعمال صالحہ انسانی سینوں اور الہامی کتابوں میں آج تک محفوظ چلے آ رہے ہیں۔ مزید برآں نبیوں اور رسولوں کی سیرتیں بھی کسی نہ کسی صورت میں دنیا میں موجود ہیں جو اعمال صالحہ کی عملی شکل ہیں۔ انسان ان اعمال صالحہ کو انسانی قدروں اور اخلاقی قدروں کے نام سے بخوبی جانتا اور پہچانتا ہے۔ بعض اخلاقی اور

Marfat.com

انسانی قدروں نے قوانین کا درجہ بھی حاصل کرلیا ہوا ہے۔

انسانی قدروں اور اخلاقی قدروں کا ایک بہت بڑا خزانہ قرآن مجید اور حضرت محمد ﷺ کی اُسوۂ حسنہ کی صورت میں دنیا میں موجود اور محفوظ ہے۔ اس طرح اب یہ جاننا کہ کون سے اعمال اعمالِ صالحہ کے زمرے میں آتے ہیں اور کون سے نہیں مشکل نہ رہا ہے۔ ہر عقل و دانش رکھنے والا انسان ان کو بخوبی جانتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ اُن پر عمل کرتا ہے یا نہیں۔

مسلمان چونکہ اللہ اور اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ کی غلامی اختیار کر چکے ہیں لہٰذا وہ اعمالِ صالحہ سے بخوبی آگاہ ہیں۔ وہ اعمالِ صالحہ پر عمل کرنے کی مقدور بھر کوشش بھی کرتے ہیں مگر ابھی تک پوری طرح عمل نہ کر سکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مسلمان ہونے کے باوجود خوف اور غم سے نجات نہ پا سکے ہیں۔ اعمالِ صالحہ پر عمل کرنا تب ہی ممکن ہوسکتا ہے جب مسلمان اپنی کردار سازی میں مزید پیش رفت کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اُن کی کردار سازی کا انتظام موجود ہے۔ آئیں ذرا ان کا جائزہ لیں۔

نظام صلوٰۃ کا قیام:

مسلمان اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کر رکھی ہیں۔ ان نمازوں کی ادائیگی اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرنے کا ایک عملی اظہار ہے اور جو مسلمان یہ رسمی اظہار نہیں کرتے اُن کے مسلمان ہونے کے بارے میں بجا طور پر شک کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایمان اور کفر کے درمیان فرق نماز کے ذریعے سے ہی ہوتا ہے۔ مسلمان نماز انفرادی اور اجتماعی دونوں طریقوں سے ادا کر سکتے ہیں۔ نماز گھروں اور مساجد دونوں میں ادا ہو سکتی ہے بلکہ کسی بھی پاک صاف جگہ پر ادا کی جا سکتی ہے۔ نماز کے لئے جسم اور کپڑوں کا پاک صاف ہونا ضروری ہے۔ وضو اور غسل سے اگر پانی

Marfat.com

دستیاب نہ ہو تو تیمّم سے بھی جسم کو پاک صاف کیا جا سکتا ہے۔ با جماعت اور مساجد میں نماز کا ثواب زیادہ ملتا ہے۔

مسلمانوں نے نظام صلوٰۃ کا انتظام کر رکھا ہے۔ انہوں نے بڑی بڑی اور خوبصورت عالیشان مساجد تعمیر کر رکھی ہیں جن سے دن رات اذانوں کی صدائیں بلند ہوتی رہتی ہیں اور یوں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا برسر عام اعلان ہوتا رہتا ہے اور اللہ کی حاکمیت کو دل و جان سے تسلیم کرنے والے مسلمان صفیں باندھ کر ایک امام کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے ہیں۔ لیکن ایسے مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اکثر مسلمان نماز ادا ہی نہیں کرتے اور کچھ اپنے گھروں میں نماز ادا کرتے ہیں۔ نماز باقاعدگی سے ادا کرنے والوں میں سے اکثر عادتاً نماز پڑھتے ہیں اور ایک قلیل تعداد نماز کی غرض و غایت اور اس کے فلسفہ کو سمجھ کر اسے اپنی کردار سازی کے لئے استعمال میں لاتی ہے اور اللہ کی حاکمیت کا اظہار اپنی عملی زندگی میں کرتی ہے۔ اس طرح صلوٰۃ کا نظام قائم ہونے کے باوجود اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا رسمی سا اظہار کرنے کے باوجود مسلمان قوم اللہ کی حاکمیت کا عملی اظہار کرنے میں ناکام ہو چکی ہے اور یہ نماز جو کردار سازی کا ایک بہت بڑا موثر ذریعہ تھا اپنا اثر کھوتا جا رہا ہے اور نماز ادا کرنے والوں اور ادا نہ کرنے والوں میں کردار کے لحاظ سے کوئی واضح فرق نظر نہ آتا ہے بلکہ بعض اوقات نماز ادا نہ کرنے والے کردار کے لحاظ سے بہتر نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ نماز مسلمانوں کے خوف اور غم کو کم نہ کر سکی ہے اور مسلمان قوم بھی دوسری قوموں کی طرح خوف اور غم میں مبتلا ہے۔

اب آئیں اس بات کا جائزہ لیں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے کہ نماز جو فواحش اور منکرات سے نجات کا اعلان کرتی ہے اور جو ایک صاف اور شفاف نہر کی مانند ہے جس میں نہانے والے کے جسم پر کسی قسم کی ناپاکی اور غلاظت موجود نہ رہتی ہے۔ کیوں اپنا اثر نہ دکھاتی ہے اور کیوں نمازیوں کی کردار سازی نہ کر پا رہی ہے۔

Marfat.com

اِس کی بیشمار وجوہ ہوسکتی ہیں لیکن یہاں ہم صرف بنیادی وجوہ کا ذکر کریں گے۔
مسلمان نماز کس کے سامنے کھڑا ہوکر پڑھتا ہے؟ ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی اس کے سامنے نہیں ہوسکتا اور اُس کا منہ کسی اور کے سامنے ہوکر نماز ادا نہیں کرسکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ ہی حالت نماز میں اُس کے سامنے ہوتا ہے اور اُس کا منہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے ہوتا ہے تو پھر اُسے دو باتوں میں سے ایک بات کا مشاہدہ ضرور ہونا چاہیے۔ یا تو وہ حالتِ نماز میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکتا ہے یا وہ اللہ تعالیٰ کے جلوہ کے پرتو کو اپنے جسم پر محسوس کرسکتا ہو۔ اگر دونوں میں سے ایک بھی موجود نہ ہو تو وہ حالت نماز میں بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا نہیں ہوتا اور وہ جو نماز پڑھ رہا ہوتا ہے وہ ایک رسمی نماز ہوتی ہے اور یہ نماز اس کی کردار سازی کے قابل نہ ہوسکتی ہے۔ لہٰذا پہلے اُسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونے کے قابل ہونا چاہیے۔ وہ دو طرح سے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوسکتا ہے۔ یا تو اُسے یقین کامل ہونا چاہیے کہ اللہ اُسے دیکھ رہا ہے یا وہ اس قابل ہونا چاہیے کہ اللہ کو اپنے سامنے دیکھ سکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے دیکھنا نماز کی معراج ہے۔ جو خوش قسمت نمازیوں کی ہی حاصل ہوسکتی ہے۔ لیکن جہاں تک اس یقین کامل کا تعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے دیکھ رہا ہے یہ نماز خشوع وخضوع اور عجز وانکساری کے ذریعے حاصل کی جاسکتی ہے۔ اگر یہ خشوع وخضوع اور عجز وانکساری اُسے حالت نماز میں حاصل ہوگئی تو ایک نہ ایک دن وہ انشاء اللہ نماز کی معراج کو پالے گا اور اگر یہ خشوع وخضوع اور عجز وانکساری اُس کی عملی زندگی کا حصہ بن گئی تو وہ حالتِ نماز میں نہ ہونے کے باوجود بھی نماز قائم کرنے میں کامیاب ہوجائیگا اور اگر اُس نے اپنی عملی زندگی میں اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے دیکھ لیا تو وہ ایسی نماز قائم کرنے میں کامیاب ہوجائے گا جو اُس کی زندگی تک محیط ہوگی۔

نماز پڑھنے اور قائم کرنے میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ نماز تو اکثر مسلمان پڑھتے

Marfat.com

رہتے ہیں لیکن قائم چند خوش قسمت ہی کر پاتے ہیں اور جو نماز قائم کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں وہ ہر قسم کے خوف اور غم سے نجات پا کر حقیقی خوشی اور خوشحالی حاصل کر لیتے ہیں۔ اگر مسلمانوں کو اپنی نماز کا جائزہ لینا ہو کہ اُن کی نماز کس قسم کی ہے تو انہیں یہ دیکھنا ہوگا کہ اگر اُن کی نماز میں خضوع وخشوع اور عجز وانکساری نہیں تو یہ محض ایک رسمی نماز ہے۔ اگر اُن کی عملی زندگی میں خضوع وخشوع اور عجز وانکساری موجود ہے تو اُن کی نماز پہلے درجے پر ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اُن کے شب وروز پر قائم ہو چکی ہے تو اُن کی نماز اپنی معراج کو پہنچ چکی ہے۔ یہی حقیقت میں اصل نماز ہے اور اسی نماز کے قائم ہونے کے بعد خوف اور غم سے نجات مل سکتی ہے۔

نماز اپنے نمازی کو بتاتی ہے کہ نہ تو وہ بڑا ہے اور نہ ہی کوئی اور انسان بڑا ہے۔ بلکہ بڑی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ نمازی اپنی نماز میں اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اللہ ہی بڑا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اللہ اکبر اللہ اکبر کی تکرار کرتا ہے لیکن نماز سے فارغ ہونے کے بعد وہ اپنے آپ اور دوسرے انسانوں کو بڑا کہنا اور سمجھنا شروع کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو بالکل فراموش کر دیتا ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اُس کی نماز کامل نہیں بلکہ رسمی ہے۔ اپنی نماز کو کامل کرنے کے لئے اُسے اپنی عملی زندگی میں یہ شہادت دینی ہوگی کہ واقعی اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے بڑی ہے اور وہ ہی اصل حاکم اور حکمران ہے۔ یہ شہادت اُسے خوف اور غم سے آزادی دلا سکے گی۔

نماز نمازی کے لئے وقتِ احتساب ہوتا ہے جب وہ اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا اپنے رب کے سامنے برملا اقرار کرتا ہے اور آئندہ اِن سے محتاط رہنے کا وعدہ کرتا ہے۔ اگر تو اُس کی نماز اُس کا احتساب کر رہی ہے اور وہ اپنی اصلاح کی جانب گامزن ہو چکا ہے تو اُس کی نماز قبولیت کی منازل طے کر رہی ہے اور اگر وہ ایسا نہ کر رہی ہے تو محض ایک رسمی نماز ہے جو نہ اُس کی کردار سازی کر سکتی ہے اور نہ ہی اُسے خوف اور غم سے نجات دلا سکتی

Marfat.com

ہے۔لہٰذا اُسے اپنی نماز کی فکر کرنی چاہیے اور اسے اپنے احتساب اور اپنی اصلاح کا ذریعہ بنانا چاہیے۔

نمازی نماز میں جو کچھ پڑھتا ہے اور جو جو مناجات کرتا ہے اگر وہ اُس کے معنی اور مطالب سے آگاہ نہیں ہوتا تو اُسے نماز میں وہ خلوص اور خضوع وخشوع حاصل نہیں ہوسکتا جو نماز کی جان ہے۔ایسی نماز ایک رسمی نماز تو ہوسکتی ہے لیکن وہ نماز نہیں ہوسکتی جو نمازی کی قسمت بدل دے۔لہٰذا نمازی پر یہ لازم ہے کہ وہ جو کچھ بھی نماز میں پڑھتا ہے اُس کے مطالب اور مفہوم سے پوری طرح واقف ہو تا کہ ہر لفظ میں خلوص شامل ہوجائے اور ہر لفظ دل سے نکل کر اپنی مراد پالے۔

غرض یہ کہ مسلمانوں کی نماز انفرادی اور اجتماعی طور پر ایسی ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت مکمل طور پر اُن کے شعبہ ہائے زندگی میں قائم ہوجائے۔اگر اُن کی نماز ایسا کرنے میں کامیاب ہوجاتی ہے تو انہوں نے صلوٰۃ کا نظام قائم کرلیا ہوا ہے اور اگر ابھی تک ایسا نہ ہوسکا ہے تو انہیں اپنی نماز کو اس قابل بنانا چاہیے کہ نظام صلوٰۃ قائم ہوجائے اور یہ نظام انہیں خوف اور غم سے نجات دلانے کے قابل ہوجائے۔اگر مسلمان خوف اور غم سے نجات نہ پاسکے تو دوسرے انسانوں کے لئے خوف اور غم سے نجات پانا ناممکن ہوجائے گا اور یوں انسانیت خوف وغم میں مبتلا ہوکر قتل و غارت اور خونریزی کا شکار ہوجائے گی اور انسان خلافت سے محروم ہوکر نہ صرف اس دنیا سے محروم ہوجائے گا بلکہ اُخروی زندگ میں خلافت سے نااہل ہوجائیگا اور مستقل خوف اور غم اس کا مقدر بن جائیگا۔

مسلمان اس دنیا کی ایک بہترین قوم ہیں۔لہٰذا انہیں اپنی بھاری ذمے داری کا احساس ضرور کرنا چاہیے وگرنہ یہ فتنہ وفساد، قتل وغارت اور خونریزی اُن کے امن کو بھی تباہ وبرباد کردے گی اور خوف اور غم اُن کا بھی مقدر بن جائے گا۔کاش دنیا بھر کے مسلمان اس راز کو جان لیں۔

Marfat.com

نظامِ زکوٰۃ کا قیام:

مال ودولت انسان کو زندہ رکھنے کے لئے اور اُس کے ذمے جو انسان کی فلاح و بہبود کی ذمے داریاں ہیں اُن کو کماحق وہ پورا کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ مال ودولت یا تو انسان وراثت میں پاتا ہے یا پھر اپنی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کو استعمال کر کے حاصل کرتا ہے۔ یہ مال ودولت اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہوتی ہے۔ کچھ اس نعمت سے زیادہ نوازے ہوئے ہوتے ہیں اور کچھ کے پاس یہ بہت کم ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے۔ چونکہ حقیقت میں اس نعمت کا زیادہ یا کم ہونا انسان کا ایک امتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو زیادہ اور کسی کو یہ نعمت کم دے کر آزماتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون شکر گزار اور کون صابر انسان ہے تاکہ شکر اور صبر کا امتحان لیا جا سکے۔ پھر یہ نعمت کوئی مستقل نوعیت کی نہ ہوتی ہے۔ یہ ایک دھوپ چھاؤں کی مانند آتی جاتی رہتی ہے۔ اس طرح ایک ہی انسان کبھی اس نعمت سے زیادہ نوازا جاتا ہے اور کبھی یہ نعمت اُس کے حصے میں بہت کم آتی ہے۔ اس طرح وہ کبھی شکر کے امتحان سے اور کبھی صبر کے امتحان سے گزرتا رہتا ہے اور اگر وہ دونوں امتحانوں میں کامیاب ہو جاتا ہے تو وہ ہر قسم کے خوف اور غم سے بے نیاز ہو کر اپنی دنیا کی زندگی گزار کر ایک ایسی ابدی زندگی حاصل کر لیتا ہے جہاں خوف اور غم کا شائبہ تک نہ ہوتا ہے اور جہاں عیش و آرام اور سکون ہی سکون حاصل ہوتا ہے اور جس کا نام ہی جنت ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جائز اور ناجائز، حلال و حرام کا شعور دے رکھا ہے اور نبوت رسالت اور اپنی الہامی کتابوں کے ذریعے اُسے بتا دیا ہے کہ مال ودولت کا کونسا ذریعہ جائز ہے اور کونسا ناجائز ہے اور کہاں دولت خرچ کرنا حلال ہے اور کہاں حرام ہے۔ اُسے یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ وہ مال ودولت کا مالک نہیں بلکہ ایک امانت دار ہے اور اُسے ایک نہ ایک دن

Marfat.com

اس کا حساب کتاب بھی دینا ہوگا اور اگر وہ اس حساب کتاب میں امانتدار ثابت ہوا تو اُسے مزید دولت کا امانتدار بنا دیا جائے گا اور اگر بددیانت نکلا تو اُسے مال و دولت سے محروم کر دیا جائیگا۔ اُسے مال و دولت کے حقوق و فرائض بھی بتا دیئے جاتے ہیں۔

ایک مسلمان یہ سب کچھ جاننے کے بعد جب مال و دولت کا امانتدار بنتا ہے تو وہ ایک طرف ایک بہت بڑی نعمت حاصل کر رہا ہوتا ہے اور دوسری طرف اُس کے اوپر ایک بہت بڑی ذمے داری عائد ہو رہی ہوتی ہے۔ اُسے ایک طرف اس نعمت کا شکر ادا کرنا ہوتا ہے اور دوسری طرف اس نعمت کے تمام حقوق ادا کرنے ہوتے ہیں۔ اگر وہ یہ دونوں کام خوش اسلوبی سے کر لیتا ہے تو وہ ایک اچھا امانتدار ثابت ہو جاتا ہے اور اس نعمت کو بڑھاتا چلا جاتا ہے اور اگر وہ اس میں کوتاہی اور غفلت کا مرتکب ہوتا ہے تو اس نعمت سے محروم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور اگر محروم نہیں ہوتا تو یہ نعمت کسی نہ کسی طرح اُس کے لئے زحمت بن جاتی ہے اور وہ خوف و غم کا شکار ہو کر بے امن اور بے سکون ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک مسلمان کو دنیا میں کامیاب و کامران دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ وہ دوسرے انسانوں کے لئے ایک مثال بن سکے اور دوسرے انسان اُس کی تقلید پر مجبور ہو سکیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک ایسا معاشی نظام دے رکھا ہے جس کا نام نظام زکوٰۃ ہے۔ مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ نہ صرف زکوٰۃ ادا کریں بلکہ اس نظام کو مضبوط بنیادوں پر استوار کر کے اسے اس طرح قائم کریں کہ یہ دنیا کے دوسرے معاشی نظاموں کے سامنے ایک منفرد اور انسان کی فلاح و بہبود کا ایک مثالی نظام نظر آ سکے تاکہ دنیا بھر کے معاشی نظام اسے اپنانے پر مجبور ہو جائیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا مسلمانوں نے کسی اسلامی ملک میں نظام زکوٰۃ کو اس طرح قائم کر رکھا ہے یا نہیں اور اگر نہیں کر رکھا تو اُس کی کیا وجہ ہے؟ مزید برآں کیا نظام زکوٰۃ کی پہچان دنیا کے دیگر معاشی نظاموں میں ہے یا نہیں اور کیا اس نظام کا دنیا میں کوئی وجود بھی

Marfat.com

ہے یا نہیں اور اگر اس کا وجود ہے تو اُس کی کیا نوعیت ہے؟

جہاں تک میری اپنی ناچیز معلومات کا تعلق ہے تو بطور ایک معاشی نظام نظام زکوٰۃ ابھی تک دنیا میں متعارف ہی نہ ہوا ہے۔ زکوٰۃ دینا، زکوٰۃ نہ دینا، زکوٰۃ کا حقداروں تک پہنچانا یا نہ پہنچانا، زکوٰۃ پوری پوری دینا یا کم دینا مسلمانوں کا ایک نجی مذہبی معاملہ ہے۔ وہ چاہیں تو زکوٰۃ دیں، چاہیں تو نہ دیں۔ اگر چاہیں تو پوری دیں، چاہیں تو پوری نہ دیں۔ کسی حقدار کو چاہیں تو دیں چاہیں تو نہ دیں حکومت کا اس سے کوئی عمل دخل نہ ہے۔ حکومت کا اپنا ایک الگ معاشی نظام ہے۔ جس کی بنیاد مختلف قسم کے ٹیکسوں پر ہے۔ وہ ٹیکس لگانا اور وصول کرنا اور پھر اس وصولی کی بنیاد پر حکومت کا معاشی نظام چلانا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ وہ اسی نظام کے ذریعے اپنی عوام کے فلاح و بہبود کے منصوبے تیار کر کے اُس پر عمل درآمد کرتی ہے۔ وہ اس نظام کے تحت کہاں تک کامیاب ہوئی ہے یہ سب جانتے ہیں۔ عوام کے زیادہ تر معاشی مسئلے ابھی تک حل طلب ہیں اور جہاں تک غریب عوام کی حیثیت کا تعلق ہے اُن کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اس طرح امیر اور غریب کے درمیان خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی جا رہی ہے اور یہ معاشی تفریق مختلف قسم کے معاشی اور معاشرتی مسائل کو جنم دے رہی ہے اور اب بات قتل و غارت اور خون ریزی تک پہنچتی جا رہی ہے اور مسلمان ممالک دوسرے ممالک کے مقابلے میں امن و امان کے سنگین مسائل سے دوچار ہیں۔ خوف و غم مسلمان ممالک کا مقدر بنتا نظر آ رہا ہے۔

زکوٰۃ کیا ہے؟ زکوٰۃ وہ غریبوں کا معاشی حق ہے جو صاحب نصاب مسلمانوں کے مال و دولت پر انہیں حاصل ہوتا ہے۔ کیا اس حق کی ضمانت کوئی مسلمان ملک غریبوں کو اپنے دساتیر میں دیتا ہے؟ کیا یہ حق غریب عدالت کے ذریعے حاصل کر سکتا ہے؟ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کسی اسلامی ملک میں یہ حق اُس کے دستور نے غریبوں کو نہ دے رکھا ہے اور نہ ہی کسی اسلامی ملک میں اپنا وہ یہ حق عدالت کے ذریعے حاصل کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

اس طرح زکوٰۃ جو غریبوں کا ایک بنیادی حق ہے محض ایک بخشش بن کر رہ گئی ہے اور غریبوں کی حیثیت محض ایک فقیر کی سی ہے۔ صاحب نصاب کا اگر دل کرتا ہے تو وہ چند کوڑیاں ان فقیروں کو دے دیتا ہے اور چاہتا ہے تو انہیں ٹھکرا دیتا ہے۔ اگر چاہتا ہے تو اس کے ذریعے اُن کا استحصال کر لیتا ہے اور اگر چاہتا ہے تو اس کے بدلے انہیں عزت نفس اور آزادی سے محروم کر دیتا ہے۔ حکومت یہ اپنا فرض نہیں سمجھتی کہ وہ صاحب نصاب سے اُن کا یہ حق لے کر باعزت طریقے سے ذے نہ ہی وہ ایسا یہ حق عدالت کے ذریعے حاصل کر سکتے ہیں۔

ہمارے ملک پاکستان میں یہ کوشش ہو رہی ہے کہ صاحب نصاب سے یہ حق لے کر غریبوں تک پہنچایا جائے لیکن ابھی تک خاطر خواہ نتائج برآمد نہ ہو رہے ہیں۔

اگر پاکستان کے دستور کے بنیادی حقوق میں غریبوں کے اس حق کو شامل کر لیا جائے اور اس حق کے حصول کے لئے عدالتی چارہ جوئی کو ممکن بنا دیا جائے تو غریبوں کو اُن کا یہ بنیادی حق ملنے کی توقع پیدا ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر ایک کوئی ایسا انتظام نہ کیا گیا تو زکوٰۃ ایک بخشش ہی رہے گی اور اس کے حقدار فقیر ہی ہوں گے اور وہ کبھی معزز اور خود دار شہری نہ بن سکیں گے۔ اگر غریب عوام واقعی معزز اور طاقت کا سرچشمہ ہیں تو انہیں کم از کم اس بنیادی حق کی ضمانت ضرور ملنی چاہیے تاکہ وہ اپنی ذمے داریوں سے سبکدوش ہونے کے قابل ہو سکیں اور صاحب نصاب کا مال و دولت محفوظ ہو جائے اور یہ غریب اس مال و دولت کے محافظ بن جائیں۔ اگر حکومت غریبوں کو یہ حق نہیں دے سکتی تو کم از کم صاحبِ نصاب مسلمانوں کو یہ حق ضرور دے دینا چاہیے تاکہ ایک طرف اُن کا مال و دولت پاک صاف ہو جائے اور دوسری طرف اُن کا مال و دولت محفوظ ہو جائے اور تیسرے ان کا رب ان سے راضی ہو جائے۔ اگر وہ حکومت کو راضی رکھنے کے لئے ٹیکس دے سکتے ہیں، اگر وہ حکومتی حکام کو خوش کرنے کے لئے انہیں رشوت دے سکتے ہیں تو پھر اللہ کو راضی کرنے کے لئے اور

Marfat.com

غریبوں کی دعا لینے کے لئے زکوٰۃ کیوں نہیں ادا کر سکتے ؟ انہیں غریبوں کا یہ حق فوراً دے دینا چاہیے ورنہ اللہ تعالیٰ انہیں مال و دولت سے محروم بھی کر سکتا ہے اور غریبوں کو اتنی طاقت بھی دے سکتا ہے کہ وہ اپنا حق زبردستی حاصل کرنے کے قابل ہو جائیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو وہ خود بھی ایک دن غریب ہو جائیں گے اور اپنے اس حق کو ترستے رہیں گے مگر حاصل نہ کر پائیں گے۔ پھر اُن کی کیا کیفیت ہو گی؟

جہاں تک خوف اور غم سے نجات کا تعلق ہے تو یہ تبھی ممکن ہے جب نظامِ زکوٰۃ کو ایک معاشی نظام کے طور پر استوار کر کے قائم کر دیا جائے گا اور غربت کو مٹا دیا جائے گا۔ کاش مسلمان اس راز کو پالیں تا کہ وہ خوف اور غم سے مامون ہو جائیں۔

Marfat.com

باب پنجم

شہدا کی حقیقت

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْيَاءٌ
عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ o فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ لا
وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ لا اَلَّا
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ o

(سورۃ آل عمران آیت نمبر 70-169)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جائیں کے بارے میں گمان بھی نہ کرنا کہ وہ مر چکے ہیں۔ بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور انہیں برابر رزق دیا جا رہا ہے۔ انہیں جو کچھ اُن کے رب نے اپنے فضل و کرم سے عطا کر رکھا ہے وہ اُس پر خوشیاں منا رہے ہیں اور وہ اپنے پس ماندگان کو خوش خبری سنا رہے ہیں کہ اب انہیں نہ خوفزدہ ہونے کی ضرورت ہے اور نہ ہی وہ کبھی غم زدہ ہوں گے۔

انسان فطری طور پر ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے والی مخلوق ہے۔ لیکن کبھی کبھی

Marfat.com

شیطان اُن کے درمیان کسی نہ کسی بات پر اختلاف پیدا کر دیتا ہے اور یہ اختلاف پہلے نفرت اور پھر دشمنی میں بدل جاتا ہے۔ یہ دشمنی کبھی سرد جنگ اور کبھی گرم جنگ کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور قیمتی انسانی جانیں اس کی نظر ہو جاتی ہیں۔ کبھی یہ جنگ دنوں اور مہینوں تک محدود ہوتی ہے اور کبھی یہ سالوں اور صدیوں تک محیط ہو جاتی ہے۔ اس طرح انسان مستقل خوف اور غم کی حالت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہ جنگیں محض دنیاوی مفادات کے لئے لڑی جاتی ہیں اور پھر بھی وہ مفادات حاصل نہیں ہو سکتے اور یوں انسانیت بے مقصد قتل و غارت اور خونریزی کا شکار ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس صورتحال سے بچانے کے لئے ایک ایسا ضابطہ حیات دیا ہے جو عدل و انصاف پر مبنی ہے اور اس ضابطہ حیات میں حقوق و فرائض کو اس طرح واضح کر دیا گیا ہے کہ اگر تمام انسان اسے اختیار کر کے دیکھیں تو اُن میں کبھی بھی جنگ و جدل کی نوبت نہ آتی ہے۔ لیکن بعض انسان اس ضابطہ حیات کو تسلیم نہیں کرتے اور انہوں نے اپنی مرضی سے اور اپنے دنیاوی مفادات کے تحفظ کے لئے ظالمانہ اور استحصالی ضابطے بنا رکھے ہیں اور ان خودساختہ ضابطوں کو اپنی طاقت اور زور کے بل بوتے پر نافذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی خواہش ہوتی ہے کہ دنیا اُن کے خودساختہ ضابطوں کے سامنے مطیع و فرمانبردار ہو جائے اور وہ اللہ کے دیئے ہوئے ضابطے کو بالکل ترک کر دیں یا کم از کم اُن حقوق کا مطالبہ نہ کریں جو انہیں یہ ضابطہ دیتا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے ضابطہ کے ماننے والوں کو مجبور کر دیا جاتا ہے کہ وہ اپنا دفاع کریں یا پھر اپنے وجود کے خاتمہ کے لئے تیا رہو جائیں۔ ظاہر اللہ کے بندے نہ انسانوں کے بندے بن سکتے ہیں اور نہ ہی اللہ کے ضابطے کو مٹتا ہوا دیکھ سکتے ہیں۔ اس طرح وہ اعلان جہاد کر دیتے ہیں اور یوں اللہ کے ماننے والوں اور اللہ کے شریکوں کے درمیان جنگ شروع ہو جاتی ہے۔

اللہ کے شریک جنگ اپنے مال و اسباب اور اسلحہ کے زور پر ہی لڑتے ہیں اور اُن کے

Marfat.com

سامنے محض دنیاوی مفادات ہی ہوتے ہیں لیکن جب اُن کا پالا اللہ کے ماننے والوں اور آخرت پر یقین کامل رکھنے والوں کے ساتھ پڑتا ہے تو انہیں چھٹی کا دودھ یاد آ جاتا ہے۔ وہ جنگ جیتنا تو چاہتے ہیں مگر موت سے ایسے بھاگتے ہیں جیسے کوا غلیل سے بھاگتا ہے۔ وہ مضبوط قلعوں کی دیواروں کے پیچھے سے کبھی ہوائی جہازوں، ہیلی کاپٹروں اور کبھی میزائلوں اور کبھی ٹینکوں کی مدد سے جنگ لڑتے ہیں۔ وہ دست بدست جنگ سے ہمیشہ گریز کرتے ہیں۔ اس طرح اُن کی جنگ جہاد کرنے والوں کے خلاف کم ہوتی ہے اور جہاد میں شامل نہ ہونے والوں کے خلاف زیادہ ہوتی ہے۔ وہ سول آبادیوں کو اپنے حملوں کا نشانہ بناتے ہیں اور اس طرح جہاد کرنے والوں سے لڑے بغیر یہ جنگ جیتنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اس طرح کم نقصان سے وہ زیادہ سے زیادہ مفادات حاصل کر لیں گے۔ لیکن اپنے اس مقصد میں کامیاب نہیں ہوتے۔ چونکہ ظلم کا شکار ہونے والے پر امن مسلمان بھی اس جہاد میں شامل ہو جاتے ہیں اور جہاد کا میدان وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جاتا ہے اور بعض اوقات یہ میدان ان کی اپنی حدود کے اندر داخل ہو جاتا ہے اور ان کے لئے اپنی سول آبادیوں کو نشانہ بنانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ مضبوط قلعوں، میدان کارزار سے دور افتادہ محلوں میں بیٹھے ہوئے بھی ایسا ہی محسوس کرتے ہیں جیسے وہ میدان جنگ میں ہوں اور دشمن ان کے سر پر آ کر بیٹھ گیا ہو۔ انہیں ہر طرف موت ہی نظر آتی ہے اور وہ اس موت سے بچنے کے لئے قتل و غارت اور خونریزی کی تمام حدود پار کر جاتے ہیں مگر پھر بھی موت کا خوف ان کے دل سے نکل نہیں پاتا۔

وہ موت سے اتنا زیادہ کیوں ڈرتے ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دنیا اور دنیاوی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں اور آخرت پر یا تو اُن کا ایمان ہی نہیں ہوتا اور اگر ہوتا ہے تو انہیں آخرت پر یقین کامل حاصل نہیں ہوتا۔

لیکن دوسری طرف اُن کا واسطہ ایک ایسی قوم سے ہوتا ہے جو دنیا اور دنیاوی زندگی کو

Marfat.com

قطعاً کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ وہ موت سے ڈرتے نہیں بلکہ موت اُن سے ڈرتی ہے۔ وہ موت سے بھاگتے نہیں بلکہ موت ان کے آگے آگے بھاگتی ہے۔ وہ موت کو تلاش کرتے رہتے ہیں مگر موت اُن سے چھپتی پھرتی ہے۔ ظاہر ہے ایسے موت کے متوالوں سے زندگی کے متوالوں کا مقابلہ کوئی آسان کام نہ ہوتا ہے۔ وہ جنگ بندی چاہتے ہیں مگر اپنی انا اور اپنے دنیاوی مفادات کے پیش نظر ایسا نہیں کر سکتے۔ اس طرح جنگ اور جہاد کا مقابلہ جاری رہتا ہے۔ یہ مقابلہ اس وقت تک ختم نہیں ہوتا جب تک جنگ مسلط کرنے والے جنگ سے دستبردار نہیں ہو جاتے۔ یہ جنگ وجدل کا سلسلہ سالوں بلکہ صدیوں تک چلتا رہتا ہے لیکن آخرکار فتح جہاد کرنے والوں ہی کی ہوتی ہے۔ اور جب وہ فتح یاب ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا عدل وانصاف پر مبنی ضابطہ حیات تمام خوف اور غم دور کر دیتا ہے اور انسانیت کو امن وسکون حاصل ہو جاتا ہے۔ اب امن کے علمبرداروں کو یہ فیصلہ خود کرنا ہے کہ وہ جنگ مسلط کر کے جہاد کا راستہ کھولنا چاہتے ہیں یا اللہ کے ضابطہ حیات کو تسلیم کر کے دنیا کو امن کا گہوارہ بنانا چاہتے ہیں۔ اللہ کا دیا ہوا ضابطہ حیات مسلمانوں کا ضابطہ حیات نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ضابطہ حیات ہے۔ مسلمان تو محض اس ضابطہ حیات کے امین ہیں۔ غیر مسلم بھی اس ضابطہ حیات کے امین بن سکتے ہیں۔ کیا وہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت کو نہیں مانتے؟ اگر مانتے ہیں تو پھر اللہ کے ضابطہ حیات کو مان کر اس کے امین کیوں نہیں بن جاتے تاکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنگ سے مامون ہو جائیں اور جہاد کا خوف اُن کے تمام خوف اور اندیشے دور کر دے۔ لیکن اگر انہوں نے جنگ کا سلسلہ جاری رکھا تو وہ کبھی جہاد کا راستہ نہ روک سکیں گے۔ چاہے وہ دنیا کے تمام مسلمانوں کو موت کے گھاٹ ہی کیوں نہ اتار دیں۔ اگر مسلمان جہاد کے لئے موجود نہ ہوں گے تو اُن کا اپنا ضمیر انہیں آرام وسکون سے سونے نہیں دے گا۔ وہ ان کے خلاف جہاد شروع کر دے گا اور جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوں گے تو مستقل خوف اور غم اُن کا مقدر بن جائیگا۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے تو نہ انہیں جنگ خوفزدہ

Marfat.com

اور غمزدہ کرسکتی ہے اور نہ ہی وہ موت سے ڈرتے ہیں۔ وہ شہدا کی حقیقت کو جانتے ہیں اور شہادت کو اپنے لئے ایک بہت بڑا اعزاز سمجھتے ہیں۔ کاش غیر مسلم شہدا کی حقیقت کے راز کو جان لیں تاکہ وہ جنگ کے کھیل سے باز آجائیں۔ اور امن کی منزل کو حاصل کرلیں۔ کیا وہ دنیا میں امن نہیں چاہتے؟ اگر وہ امن چاہتے ہیں تو پھر سرد اور گرم جنگ سے اجتناب کیوں نہیں کرتے؟ کیا امن صرف جنگ کے ذریعے سے ہی قائم ہوسکتا ہے؟ اور اگر یہ صرف جنگ سے ہی قائم ہوسکتا ہے تو انہیں یہ جان لینا چاہیے کہ حقیقی امن جنگ سے نہیں بلکہ جہاد سے ہی قائم ہوگا۔ چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ کاش غیر مسلم اس راز کو جان لیں۔ اگر غیر مسلموں نے جنگ وجدال کے سلسلے کو بند نہ کیا تو مسلمان جہاد کرنے پر مجبور ہوجائیں گے۔ وہ اگر اس مقدس جہاد میں شہید بھی ہوگئے تو وہ مر نہ سکیں گے بلکہ زندۂ جاوید ہوجائیں گے۔ موت تو کافروں کی ہوگی جو زندہ رہ کر بھی کبھی انسان نہ بن سکیں گے اور مرنے کے بعد بھی زندگی کا مزہ نہ لے سکیں گے۔ ذلت وخواری اور دردناک عذاب اُن کا مقدر بن جائے گا۔ وہ مرنا بھی چاہیں گے تو مر نہ سکیں گے۔ خوف اور غم اُن پر ایسا مسلط ہوگا کہ وہ کبھی اس سے نجات نہ پاسکیں گے۔ وہ امن وسکون، خوشی وخوشحالی کو ترستے رہ جائیں گے مگر کبھی اسے حاصل نہ کرسکیں گے۔ لہٰذا اپنے امن وسکون کے لئے اور اپنی خوشی اور خوشحالی کی خاطر وہ جنگ وجدل سے باز آجائیں اور مسلمانوں کی ناحق خونریزی فوراً بند کردیں۔ وگرنہ مسلمانوں کا جہاد انہیں دنیا میں بھی امن وسکون سے زندہ نہیں رہنے دے گا اور مسلمانوں کو امن قائم کرنے کی خاطر یہ مقدس جہاد بہرحال کرنا ہوگا۔ کیا مسلمان اس مقدس جہاد کے لئے تیار ہیں؟ پھر کافروں کے جنگ وجدال کا خوف کیسا اور شہیدوں کے غم کا کیا مطلب؟

Marfat.com

باب ششم

نبوت ورسالت کی ضرورت

وَمَانُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّامُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنج فَمَنْ اٰمَنَ
وَاَصْلَحَ وَلَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ o

(سورۃ الانعام آیت نمبر48)

ترجمہ: اور ہم رسولوں کوصرف اس لئے مبعوث کرتے ہیں تا کہ وہ بشارت دیں اور ڈرائیں۔ پس جو اُن کی رسالت کوتسلیم کرلیتا ہے اور اپنی اصلاح کرلیتا ہے وہ اپنے آپ کو خوف اور غم سے آزاد کرلیتا ہے۔

انسان اپنے علم وعقل سے زندگی، موت، دنیا، آخرت اور کائنات کی تمام دوسری حقیقتوں کو جان نہ سکتا ہے۔ انسان کی عقل محدود ہے اور اُس کے پاس جو وسائل موجود ہیں وہ ان حقیقتوں کے جاننے کے لئے یا تو کارآمد نہیں یا ناکافی ہیں۔ اس طرح اگر انسان اپنے طور پر تحقیق وجستجو کرتا رہتا تو شاید وہ بہت کم حقیقتوں کو جان پاتا۔ اب تک جن حقیقتوں کو وہ جان پایا ہے اس کی بنیاد بھی وہ الہامی کتب ہیں جو اسے نبوت ورسالت کے ذریعے ملتی رہی ہیں۔ اگر اسے یہ کتابیں نہ ملتیں تو شاید وہ ان حقیقتوں کو بھی نہ جان پاتا۔ اب بھی وہ جن

Marfat.com

حقیقتوں کو جاننے کی کوشش کر رہا ہے اس کی نشاندہی بھی انہی کتابوں کے ذریعے سے ہوئی ہے۔ الہامی کتابوں میں اب صرف اصل حالت میں قرآن مجید ہی دنیا میں انسان کے پاس موجود ہے۔ مسلمان تو اسے الہامی کتاب تسلیم کرتے ہیں اور اس کی ایک ایک آیت پر یقین رکھتے ہیں لیکن غیر مسلم جواب تک زبان سے اسے الہامی کتاب تسلیم نہیں کر رہے اُن کی تحقیق و جستجو کا محور بھی یہی الہامی کتاب ہے۔ اس طرح وہ اندر ہی اندر اپنے دل میں اسے الہامی کتاب تسلیم کر رہے ہیں۔ اہل کتاب جو نبوت و رسالت پر ایمان رکھتے ہیں اور جن کے پاس کسی نہ کسی حالت میں اپنی الہامی کتابیں موجود ہیں وہ صرف ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر اسے الہامی کتاب تسلیم نہیں کر رہے حالانکہ اُن کے اوپر حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ قرآن مجید واقعی ایک الہامی کتاب ہے۔

معلم کتاب کے بغیر کتاب کا نہ صرف سمجھنا مشکل ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات ناممکن ہو جاتا ہے۔ لہٰذا کتاب کے ساتھ ساتھ استاد کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور پھر معلم کا بھی کوئی نہ کوئی استاد اور معلم ضرور ہوتا ہے۔ الہامی کتابوں کے معلم نبی اور رسول ہوتے ہیں اور اُن سب کا معلم خود اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ جو نہ صرف کائنات کا خالق اور مالک ہے بلکہ کائنات کے بارے میں حقیقی علم صرف اُسی کے پاس ہے۔ وہ جتنا علم چاہتا ہے عام انسانوں کو دے دیتا ہے اور جتنا چاہتا ہے خاص انسانوں کو دیتا ہے اور جتنا جتنا علم اپنے رسولوں اور نبیوں کو دینا چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔ اس طرح جب یہ نبی اور رسول دنیا میں آتے ہیں تو جتنا علم انہیں دینے کی اجازت ملتی ہے اتنا علم وہ اپنے وقت کے انسانوں کو دے دیتے ہیں۔ یہ علم انسان کی اصلاح، بہتری اور فلاح و بہبود کا علم ہوتا ہے اور یہ انسان کی صرف دنیاوی زندگی تک محدود نہیں ہوتا بلکہ اُس کی اخروی زندگی تک محیط ہوتا ہے۔ انسان اپنے طور پر کسی نہ کسی حد تک دنیاوی حقیقتوں کو جان لیتا ہے لیکن اخروی حقیقتوں کو جاننا اس کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے اُسے ان حقیقتوں سے آگاہ کرنے کے لئے الہامی کتابوں اور نبوت و

Marfat.com

رسالت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ انسان کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے، اُسے ان تمام مراحل کا پتہ ہے جہاں جہاں سے انسان نے گزرنا ہے اور اُسے اس حیات کا علم ہے جو انسان کو دی گئی ہے اور اسے ان دنیاؤں کا علم ہے جہاں جہاں انسان نے اپنی زندگی گزارنی ہے۔ لہٰذا اس نے نبوت و رسالت کے ذریعے اور الہامی کتابوں کے ذریعے وہ تمام معلومات انسان کو فراہم کر دی ہیں جو اُس کے لئے ضروری ہیں تا کہ وہ ہر مرحلے میں کامیابی سے گزر سکے اور ہر دنیا میں آرام و سکون کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکے تا کہ انسان کے پاس کوئی عذر اور بہانہ نہ رہ جائے کہ اُسے فلاں مرحلے سے گزرنے کے بارے میں آگاہ نہیں کیا گیا تھا یا فلاں دنیا کے بارے میں نہ بتایا گیا تھا کہ وہاں اس نے رہنا ہے۔

انسان نے ایک مدت مقررہ تک اس دنیا میں زندہ رہنا ہے۔ لہٰذا اسے یہ زندگی گزارنے کے لئے ایک ضابطہ حیات دے دیا گیا ہے اور بتا دیا گیا ہے کہ اگر اُس نے امن و سکون کے ساتھ خوف اور غم سے آزاد ہو کر ایک کامیاب زندگی گزارنی ہے تو اس ضابطہ حیات کو اپنانا ہوگا۔

ایک مدت کے بعد انسان نے مر جانا ہے۔ لیکن یہ مرنا اُس کا خاتمہ نہ ہے بلکہ ایک اور دنیا میں منتقل ہو جانا ہے۔ جس کا نام عالم برزخ ہے۔ اس دنیا میں پھر اس نے ایک وقت مقررہ تک رہنا ہے۔ انسان کو بتا دیا گیا ہے کہ وہ کس طرح اپنی اس زندگی کو پر امن اور پرسکون بنا سکتا ہے۔

پھر ایک مدت کے بعد اسے اپنے رب کے پاس حاضر ہونا ہے اور اپنی دنیاوی زندگی کا حساب کتاب دینا ہے۔ اگر تو اس نے اپنی دنیاوی زندگی اس ضابطہ حیات کے تحت گزاری ہوگی جو دنیا میں اُسے دیا گیا تھا تو وہ ایک ایسی دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جا بسے گا جس کا نام ہی جنت ہے لیکن اگر اس نے اپنی دنیاوی زندگی اپنے خود ساختہ ضابطہ حیات اور اللہ کے ضابطہ حیات کے خلاف گزاری ہوگی تو اسے سزا کے لئے ایک ایسی دنیا میں ہمیشہ

Marfat.com

ہمیشہ کے لئے بھیج دیا جائے گا جس کا نام ہی دوزخ ہے۔

یہ تمام معلومات انسان کے پاس موجود ہیں۔ انسان آزاد اور خود مختار ہے۔ اگر وہ چاہے تو ان معلومات کو مان لے اور چاہے تو ان سے انکار کر دے۔ اگر چاہے تو اپنی اصلاح کر لے اور چاہے تو نہ کرے۔ چاہے تو اللہ کے ضابطہ حیات کو اپنا ضابطہ حیات بنا لے اور چاہے تو اپنے لئے خود ساختہ ضابطہ بنا لے۔ چاہے تو عالم برزخ کو تسلیم کر لے اور چاہے تو اس کا انکار کر دے۔ چاہے تو حساب کتاب کو مان لے اور چاہے تو اس کا انکار کر دے۔ چاہے تو جنت و دوزخ کی حقیقت کو تسلیم کر لے اور چاہے تو اس کا انکار کر دے۔ اور چاہے تو آخرت کی ابدی زندگی کا اقرار کر لے اور چاہے تو اس کا انکار کر دے۔ لیکن اسے یہ آزادی اور خود مختاری صرف اس دنیا کی زندگی تک حاصل ہے۔ جب اُسے موت آجائے گی تو اس کی آزادی اور خود مختاری ختم ہو جائے گی اور کسی اور کے رحم و کرم پر ہوگا اور اسے زندگی کے ان تمام مرحلوں سے گزرنا ہوگا جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اور پھر ایک ابدی زندگی گزارنی ہوگی جس کی کوئی مدت نہیں۔

آج انسان کے پاس وقت ہے۔ وہ عقل و شعور کا مالک ہے۔ اس کے پاس اللہ کا دیا ہوا ضابطہ حیات موجود ہے۔ ابھی موت نے اس کے دروازے پر دستک نہ دی ہے۔ وہ اس ضابطہ حیات کو اپنا کر اپنی دنیا اور آخرت کی زندگی کو پرامن اور پرسکون بنا سکتا ہے اور خوف اور غم سے نجات پا سکتا ہے۔ اگر اس نے یہ سنہری موقع ضائع کر دیا تو خوف اور غم اس کا مقدر بن جائے گا اور وہ امن و سکون کو ترستا رہ جائے گا۔ کاش انسان اس راز کو جان لے تاکہ وہ خوش اور خوشحال ہو جائے۔

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ ۙ فَمَنِ اتَّقٰی وَ اَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ○ وَ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَ اسۡتَکۡبَرُوۡا عَنۡہَاۤ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ

Marfat.com

النَّارِ ج هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ o

(سورۃ الاعراف آیت نمبر 35،36)

ترجمہ: اے بنی آدم (انسان) اگر تمہاری اپنی نسل میں سے تمہارے پاس میرے رسول مبعوث ہو جائیں اور تمہیں میری آیات سے آگاہ کریں تو تم میں سے جو ڈرا اور جس نے اپنی اصلاح کر لی اسے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوگا۔ لیکن جنہوں نے ہماری آیات (ہمارے رسولوں اور ان کی تعلیمات) کا انکار کیا اور انہیں کوئی اہمیت نہ دی تو وہ صاحب دوزخ ہوں گے اور ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

انسان بلاشبہ اشرف المخلوقات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بے پناہ صلاحیتیں دی ہیں جس سے اس نے بے شمار چیزوں کی حقیقتوں کو جان اور پہچان لیا ہے۔ لیکن بے شمار ایسی چیزیں موجود ہیں جن کی حقیقت کے بارے میں وہ بہت کم جان سکا ہے اور بعض ایسی چیزیں ہیں جن کے بارے میں وہ کچھ نہ جانتا ہے اور ان چیزوں کے بارے میں اس کی معلومات محض ظن پر ہیں جو وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے پاس نہ ہی وہ صلاحیت موجود ہے اور نہ ہی اس کے پاس وہ وسائل موجود ہیں جن کے ذریعے وہ ان چیزوں کی حقیقت کے بارے میں حقیقی معلومات حاصل کر سکے۔ اگر وہ اپنے طور پر کوشش کرتا رہا تو ہوسکتا ہے وہ ان چیزوں کے بارے میں مزید کچھ جان سکے لیکن پھر بھی اس کی معلومات ناقص اور نامکمل ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ انسان کا خالق اور مالک ہے۔ وہ انسان کی صلاحیتوں اور وسائل کے بارے میں وہ سب کچھ جانتا ہے جو انسان ابھی تک جان نہ سکا ہے اور شاید کبھی جان بھی نہ سکے گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس بنیادی کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے حقیقی معلومات بہم پہنچانے کا ایک ایسا نظام وضع کیا جو انسان کے

Marfat.com

اپنے وضع کیے ہوئے نظام سے کہیں زیادہ مستند اور بہتر ہے۔ یہ نظام نبوت و رسالت کا نظام ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تو اپنے فرشتوں کو پیغمبر اور رسول بنا سکتا تھا لیکن ایسا ممکن نہ تھا چونکہ انسان ایک الگ مخلوق ہے اور فرشتے ایک الگ مخلوق ہیں۔ اگر وہ انسانوں کے پاس آتے تو انسان بن کر ہی آتے۔ اس طرح انہیں انسان ہی سمجھا جاتا مگر چونکہ وہ انسان نہ ہوتے لہٰذا انہیں انسانی صلاحیتوں سے مکمل طور پر آگاہی نہ ہوتی اور نہ ہی انہیں انسانی مسائل کا مکمل علم ہوتا۔ اس طرح وہ انسان کے سامنے عملی نمونہ نہ بن سکتے یا ایک ایسا نمونہ پیش کرتے جو ان کے لیئے تو آسان ہوتا مگر انسانوں کے لیئے مشکل اور نا قابل عمل ہوتا۔ اس طرح یہ نظام انسان کے لیئے سود مند نہ ہوتا بلکہ اس کے لئے ایک بہت بڑا مسئلہ بن جاتا۔ لہٰذا معلومات کے اس نظام کو آسان بنانے کے لیئے اور اسے قابل عمل بنانے کے لیئے اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کے لیئے انسانوں کا انتخاب کیا۔ ظاہر ہے یہ بھی انسان کے لیئے ایک بہت بڑا امتحان ہے۔ بظاہر اپنے جیسے انسانوں کو نبی اور رسول تسلیم کرنا مشکل نظر آتا ہے اور بعض صورتوں میں ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کو مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا لہٰذا اُس نے انسان کی اس مشکل کو حل کرنے کے لیئے اپنے نبیوں اور رسولوں کو معجزات اور الہامی کتابوں سے نوازا تا کہ اسے معلوم ہو جائے کہ یہ نبی اور رسول انسان تو ضرور ہیں مگر عام بشر نہیں۔ اس طرح ان کی فراہم کردہ معلومات پر انسان یقین کر لیتا۔

انسان نے جو بھی علم حاصل کیا ہوا ہے اور جو علم وہ حاصل کر رہا ہے وہ کسی نہ کسی انسان کے ذریعے سے ہی یا پھر کائنات میں تفکر اور تدبر کے ذریعے سے حاصل کر رہا ہے اور آئندہ بھی وہ جو بھی علم حاصل کرے گا اس کا سبب کوئی نہ کوئی انسان ہی ہوگا یا وہ کائنات میں مزید غور و خوض، تفکر اور تدبر کا نتیجہ ہوگا۔ اگر انسان ان مخصوص انسانوں کو اور ان کی معلومات کو ایک خاص درجہ دے سکتا ہے۔ حالانکہ وہ بھی عام بشر ہیں اور اُن کی معلومات محض ان کا مشاہدہ اور تجربہ ہیں تو پھر انسان نبیوں اور رسولوں کو کیوں خصوصی اہمیت نہیں دے سکتا۔ جن

Marfat.com

کے پاس وہ معلومات ہیں جو نہ صرف ان کا اپنا مشاہدہ اور تجربہ ہے بلکہ وہ اس ہستی کی فراہم کردہ ہیں جو کائنات کا خالق اور مالک ہے اور جو کائنات کے تمام غیبوں کو جانتا ہے اور جس کی رسائی کائنات کے ذرے ذرے تک ہے۔ انسان اپنے آپ کو حقیقت پسند اور حقیقت شناس کہتا ہے۔ تو پھر وہ اس حقیقت کا انکار کیسے کر سکتا ہے؟ کیا وہ محض ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس کا انکار کرتا ہے یا اس کے پاس انکار کی کوئی اور وجہ ہے؟ اگر کوئی اور وجہ ہے تو اسے چاہیے کہ اسے سامنے لائے تا کہ حقیقی حقیقت پسند اور حقیقت شناس انسان اس کا حقیقی جائزہ لے سکے۔ اور اگر یہ محض ضد اور ہٹ دھرمی ہے تو یہ اسے زیب نہیں دیتی کہ وہ معلومات کے اتنے بڑے خزانے کو محض اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے نظر انداز کر دے اور انسان کو کائنات کے حقیقی علم سے محروم کئے رکھے اور اسے ظن وتخمین کی ایک وادی سے نکال کر دوسری وادی میں لے جاتا رہے اور اسے سرابوں کے پیچھے بھگا بھگا کر ہلاک کر دے۔ کیا وہ مہذب اور ترقی یافتہ انسان انسانیت کا خیر خواہ نہیں؟ کیا وہ اسے کائنات کا حقیقی علم نہیں دینا چاہتا؟ کیا وہ اسے ہلاکت سے بچانا نہیں چاہتا؟ کیا وہ اس کی اصلاح نہیں کرنا چاہتا؟ کیا وہ اسے خوف اور غم سے نجات نہیں دلانا چاہتا؟ کیا وہ اُسے حقیقی خوشی اور خوشحالی سے ہمکنار نہیں کرنا چاہتا؟ اگر وہ یہ سب کچھ چاہتا ہے تو پھر اُسے کائنات اور اپنے بارے میں وہ سب کچھ جان لینے پر آمادہ کیوں نہیں کرتا جو اس کے لئے جلد از جلد جان لینا نہایت ضروری ہے۔ انسان کے پاس وقت ہی کتنا ہے؟ اس کی زندگی کی حقیقت ہی کیا ہے؟ اس کے پاس جو وسائل ہیں اُن کی اہمیت ہی کیا ہے؟ کیا انسان حقیقت جاننے کے لئے اپنی موت تک یا پھر قیامت کے آنے تک انتظار کرتا رہے گا؟ اگر بالفرض اُسے موت کے وقت یا قیامت کی آنے کے وقت حقیقت کا علم ہو گیا تو یہ حقیقت شناسی اُسے کیا فائدہ دے سکے گی؟ کیا اُس وقت وہ کچھ کرنے کے قابل ہو گا؟ اور اگر وہ کچھ کرنے کے قابل نہ ہو گا تو حقیقت کا علم ہونا یا نہ ہونا اس کے لئے بے معنی ہو جائے گا اور وہ اپنی جہالت کی وجہ سے

Marfat.com

ایک ایسی ابدی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائے گا جو خوف اور غم سے بھری ہوئی ہوگی۔ دوزخ کی آگ اس کا مقدر بن جائے گی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس میں جلتا رہے گا۔

آج انسان کے پاس وقت ہے۔ ابھی قیامت کے وہ آثار ظاہر نہ ہوئے ہیں جس سے ظاہر ہو کہ وہ سر پر آن پہنچی ہے۔ حقیقی علم کا خزانہ قرآن مجید اور حضرت محمد ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی صورت میں انسان کے پاس موجود ہے۔ انسان نے صرف اس علم پر یقین کامل حاصل کرنا ہے۔ اُسے صرف تھوڑے سے عرصے کے لئے اس پر عمل کرنا ہے۔ اگر اُس نے ایسا کر لیا تو وہ ہر قسم کے خوف اور غم سے مامون ہو جائے گا۔ وہ جب تک اس دنیا میں زندہ رہے گا خوش اور خوشحال رہے گا اور جب اس دنیا سے رخصت ہوگا ایک ابدی خوشی اور خوشحال زندگی اس کا انتظار کر رہی ہوگی اور وہ خوف اور غم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کر لے گا۔ کاش انسان اس راز کو جان لے۔

Marfat.com

باب ہفتم

اللہ کے دوستوں اور شیطان کے دوستوں کی حقیقت

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ط وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓـؤُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ط اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ o

(سورۃ بقرہ آیت نمبر 257)

ترجمہ: اللہ مسلمانوں کا دوست ہے اور وہ انہیں جہالت کے اندھیروں سے نکال کر علم کی روشنی کی طرف لے جاتا ہے اور جو کفار ہیں اُن کے دوست شیطان ہوتے ہیں جو انہیں علم کی روشنی سے نکال کر جہالت کے اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو دوزخ کے حقدار ہیں اور اسی میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ان کا مقدر ہوگا۔

جو انسان اپنے ذاتی علم کے ساتھ ساتھ نبوت و رسالت کے ذریعے دیئے گئے علم پر یقین کامل رکھتے ہیں وہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ ایسے انسانوں کا دوست اللہ تعالیٰ بن جاتا ہے اور وہ انہیں وہ وہ معلومات فراہم کرتا ہے کہ جہالت کے تمام اندھیرے چھٹ جاتے ہیں اور

Marfat.com

علم کے ایسے ایسے دروازے کھل جاتے ہیں کہ وہ اندھیروں سے مکمل طور پر نکل کر روشنی میں آجاتے ہیں اور کائنات کی تمام پوشیدہ حقیقتیں اُن پر واضح ہو جاتی ہیں اور کوئی غیب غیب نہیں رہتا بلکہ تمام غائب ظاہر ہو جاتے ہیں اور وہ اس صراط مستقیم کو نہ صرف اپنے سامنے روز روشن کی طرح دیکھ سکتے ہیں بلکہ اُس پر اُن کا چلنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ عام انسانوں کی صف سے نکل کر انسان کامل بن جاتے ہیں اور وہ اس قابل ہو جاتے ہیں کہ دوسرے انسانوں کو جہالت سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں اور یوں انسانیت کو وہ حقیقی علم دستیاب ہو جاتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے تمام مسائل حل کر کے ایک پر امن، پرسکون اور خوشحال زندگی گزار سکتا ہے اور خوف اور غم سے مکمل طور پر نجات پا سکتا ہے۔ وہ جب تک اس دنیا میں رہتا ہے مطمئن اور خوش رہتا ہے اور جب اس دنیا سے روانہ ہوتا ہے تو ایک پرامن، پرسکون اور خوشحال ابدی زندگی اس کا انتظار کر رہی ہوتی ہے۔ وہ جب تک اس دنیا میں رہتا ہے اس دنیا کی جنت میں رہتا ہے اور جب اُس دنیا میں جاتا ہے تو اُس کی جنت میں رہتا ہے۔ اس طرح جنت اس کا مقدر بن جاتی ہے اور وہ اس دنیا کی دوزخ اور اُس دنیا کی دوزخ سے اپنے آپ کو بچا لیتا ہے۔

لیکن جو انسان محض اپنے ذاتی علم پر یقین رکھتا ہے اور نبوت و رسالت کے ذریعے ملنے والے علم کو کوئی اہمیت نہیں دیتا یا اُسے علم قرار ہی نہیں دیتا تو ایسا انسان کافر کہلاتا ہے اور مختلف قسم کے شیاطین اس کے دوست بن جاتے ہیں اور وہ اُسے علم کے نور سے نکال کر جہالت کے اندھیروں میں لے جاتے ہیں۔ وہ ان اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارتا رہتا ہے مگر کبھی اپنی منزل کو نہیں پا سکتا۔ وہ صراط مستقیم کو ترک کر دیتا ہے اور ایسے ٹیڑھے میڑھے راستوں پر چل نکلتا ہے جہاں سے اُس کی واپسی ممکن نہ ہوتی ہے۔ وہ کبھی ایک سراب کے پیچھے بھاگتا ہے اور کبھی دوسرے کے پیچھے مگر پانی کو تلاش نہیں کر پاتا۔ اس کی زندگی مسلسل جدوجہد میں تبدیل ہو جاتی ہے مگر اُسے کہیں بھی آرام و سکون نہیں ملتا۔ وہ طرح طرح کے

Marfat.com

مسائل میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ ایک مسئلے سے جان چھڑاتا ہے تو کئی اور مسائل اُس کے سامنے آ کھڑے ہوتے ہیں اور وہ ان مسائل میں اس طرح اُلجھ جاتا ہے کہ مسائل کا گھر بن جاتا ہے۔ وہ ان مسائل سے جان چھڑانا چاہتا ہے مگر ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ امن، سکون، خوشی اور خوشحالی کے لئے اپنا دن رات ایک کر دیتا ہے اور اپنے تمام وسائل ان کے حصول کے لئے خرچ کر دیتا ہے مگر انہیں پھر بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ مضطرب اور پریشان ہو جاتا ہے۔ وہ خوف اور غم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جب تک وہ اس دنیا میں زندہ رہتا ہے مضطرب اور پریشان رہتا ہے اور جب اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اسی حالت میں ہوتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ شاید مرنے کے بعد اُسے امن و سکون حاصل ہو جائے گا لیکن مرنے کے بعد وہ ایک ابدی بدامنی اور بے سکونی کا شکار ہو جاتا ہے اور یوں خوف اور غم اس کا مقدر بن جاتا ہے۔ وہ جب تک اس دنیا میں رہتا ہے اپنے ضمیر کا مجرم بن کر دنیا کی آگ میں جلتا رہتا ہے اور جب اُس دنیا میں جاتا ہے تو اُس کی حقیقتوں کو اپنے سامنے موجود پا کر انکار کرنے کی وجہ سے مجرم قرار پاتا ہے اور اُس کی آگ اُس کا مقدر بن جاتی ہے اور اُس کا وہاں کوئی حامی اور مددگار نہیں ہوتا۔

انسان نبوت و رسالت کا اقرار کر کے اللہ تعالیٰ کو اپنا دوست بنا سکتا ہے اور کائنات کی تمام حقیقتوں کو جان کر اپنے لئے ایک ایسا راستہ متعین کر سکتا ہے جو صراطِ مستقیم ہے اور اس پر چل کر نہ صرف دنیا میں آرام و سکون حاصل کر سکتا ہے بلکہ آخرت میں بھی اپنے لئے آرام و سکون کو ممکن بنا سکتا ہے۔ وہ نہ صرف دنیاوی خوف اور غم سے نجات پا سکتا ہے بلکہ آخرت کے تمام خوف اور غم سے نجات پا سکتا ہے۔ لیکن اگر اُس نے ایسا نہ کیا اور اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر قائم رہا اور تکبر سے کام لیتا رہا تو اس کی دنیاوی زندگی ایک ایسی محنت و مشقت والی زندگی بن جائے گی جہاں آرام و سکون کے نام کی کوئی چیز موجود نہ ہوگی۔ وہ تمام عمر یہ محنت و مشقت کرتا رہے گا مگر اُسے حقیقی خوشی اور خوشحالی حاصل نہ ہو سکے گی اور جب محنت و مشقت

Marfat.com

کرتا کرتا مر جائے گا تو آخرت میں بھی یہ محنت و مشقت اس کا مقدر بن جائے گی مگر وہاں بھی اسے آرام وسکون حاصل نہ ہو سکے گا۔ انسان محنت و مشقت کس لئے کرتا ہے؟ ظاہر ہے وہ ایسا آرام وسکون کے لئے کرتا ہے اور اگر جو وہ محنت و مشقت کر رہا ہے اسے آرام و سکون مہیا نہیں کر رہی تو ایسی محنت و مشقت کا کیا فائدہ؟ وہ ایسی محنت کیوں نہیں کر لیتا جو اسے کم مشقت سے زیادہ سے زیادہ آرام وسکون دے سکے اور ابدی آرام وسکون کو اس کے لئے آسان بنا دے۔

اگر انسان نبوت و رسالت کے ذریعے ملنے والے علم پر یقین کامل حاصل کر لے اور اس علم کے مطابق اس صراط مستقیم کو پالے تو تھوڑی سی محنت بھی اُسے آرام وسکون دے سکتی ہے اور اُس کے تمام مسائل حل کر سکتی ہے اور اُسے خوف اور غم سے مامون کر کے حقیقی خوشی اور خوشحالی دے سکتی ہے۔ کیا انسان یہ آسان کام نہیں کر سکتا؟ وہ کیوں مشکل کام کرنے پر اصرار کر رہا ہے؟ یہ آسان کام اُس کے لئے آسانیاں پیدا کر سکتا ہے اور مشکل کام جو وہ کر رہا ہے اُسے مزید مشکلات میں مبتلا کر دے گا۔ کیا انسان مشکلات سے بچنا نہیں چاہتا؟ ظاہر ہے وہ بچنا چاہتا ہے۔ تو پھر وہ اس آسان کام کو اپنے لئے کیوں مشکل بنا رہا ہے؟ کاش انسان یہ جان لے تا کہ وہ مشکل کام کو بھی آسان بنانے میں کامیاب ہو جائے۔ اگر اُس نے یہ جانکاری حاصل نہ کی تو بہت سے آسان کام بھی اُس کے لئے مشکل سے مشکل تر ہوتے جائیں گے اور وہ انہیں حل نہ کر سکے گا اور یوں بے سکونی اور بے آرامی اس کا مقدر بن جائے گی اور وہ اس آگ میں جہاں بھی رہے گا، جلتا رہے گا۔ کاش انسان اپنے آپ کو اس آگ سے بچا لے۔

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَا اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى
وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ
اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ٥ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ

Marfat.com

عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ یُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ
زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًاط وَلَوْ شَاءَ رَبُّکَ مَافَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ
وَمَا یَفْتَرُوْنَ o وَلِتَصْغٰی اِلَیْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِیْنَ لَایُؤْمِنُوْنَ
بِالْاٰخِرَةِ وَلِیَرْضَوْهُ وَلِیَقْتَرِفُوْا مَاهُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ o اَفَغَیْرَ اللّٰهِ
اَبْتَغِیْ حَکَمًا وَّهُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ اِلَیْکُمُ الْکِتٰبَ مُفَصَّلًا ط
وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّکَ
بِالْحَقِّ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ o وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ
صِدْقًا وَّعَدْلًاط لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِهٖ ج وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ o
وَاِنْ تُطِعْ اَکْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ یُضِلُّوْکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ط
اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ o اِنَّ رَبَّکَ هُوَ
اَعْلَمُ مَنْ یَّضِلُّ عَنْ سَبِیْلِهٖج وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ o

(سورۃ الانعام آیت نمبر 117-111)

ترجمہ: اور اگر ہم نازل کریں فرشتے ان پر (انسانوں پر) اور ان سے بات چیت کریں مُردہ انسان اور تمام چیزوں کو ان کے سامنے لا کھڑا کریں تو پھر بھی یہ حقیقت کو اُس وقت تک تسلیم نہیں کریں گے جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور نہ ہوگا۔ اور اسی طرح ہم نے شیطان صفت انسان اور جن پر نبی کے بالمقابل لا کھڑے کیے جو ایک دوسرے کو چکر وفریب اور طمع کاری کی باتیں بتاتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ ایسا نہ کر سکتے۔ (اے نبی) تو انھیں کھلی چھٹی دے دے جو یہ مکر وفریب کرنا چاہیں کرلیں تا کہ جو انسان آخرت پر یقین کامل نہیں رکھتے وہ ان کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اُن کے ساتھ مل

Marfat.com

کر جو مکروفریب اور ملمع کاری کرنا چاہتے ہیں کرلیں۔اے نبی جہاں تک آپ کا تعلق ہے آپ انھیں صاف صاف بتا دیں کہ مفصل کتاب آجانے کے بعد میں کس طرح کسی اور کو اپنا حاکم تسلیم کرسکتا ہوں۔وہ لوگ جنہیں یہ کتاب عطا کی گئی ہے۔(مسلمان) اُنھیں بخوبی علم ہے کہ یہ کتاب بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہے لہٰذا آپ کو اس کے بارے میں کسی اندیشے کی ضرورت نہیں۔اللہ تعالیٰ کا فیصلہ جس کی بُنیاد حقیقت اور انصاف پر مبنی ہے اب آچکا ہے اور اللہ تعالیٰ اب اپنے اس فیصلے کو تبدیل نہیں کرے گا۔ چونکہ اُسے سب کچھ معلوم ہے اور وہ سننے اور جاننے والا ہے۔اے نبی !اگر تو اکثریت کی بات کو تسلیم کرلے گا تو یہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے ہٹا دیں گے چونکہ ان کے پاس جو علم ہے اُس کی بنیاد محض ظن وتخمین پر ہے۔حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جانتا ہے کہ کون اُس کے راستے سے بھٹکا ہوا ہے۔اور کون اُس کے راستے پر سیدھا چل رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ قادرِ مُطلق ہے وہ جو چاہے کرسکتا ہے۔اگر اللہ چاہتا تو انسانوں کی بجائے فرشتوں کو نبی اور رسول بنا کر بھیج دیتا۔اگر چاہتا تو مُردہ انسانوں کو زندہ کرکے اُن سے آخرت کے بارے میں شہادت دلوادیتا۔اگر چاہتا تو کائنات کی تمام حقیقتوں کو انسان کے سامنے ظاہر کردیتا اور یوُں کوئی حقیقت پوُشیدہ نہ رہتی۔لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہ کیا ہے بلکہ اُسے عقل وشعور دے کر اور نبوت ورسالت کا سلسلہ جاری کرکے اور الہامی کتابیں نازل کر کے اُسے جتنے علم کی ضرورت تھی وہ اسے دے دیا ہے۔عقلِ سلیم رکھنے والے انسان ان ذرائع سے کائنات کے بارے میں بہت کچھ جان سکتے ہیں۔جان چکے ہیں اور جان رہے

Marfat.com

ہیں۔شیطان انسان کا ازلی دُشمن ہے اور ابدی دُشمن رہے گا۔وہ مسلسل اپنا کام کر رہا ہے۔ وہ اپنا کام برائے راست بھی کرتا ہے اور جنوں اور انسانوں کے ذریعے بھی کرتا ہے۔ جو انسان اور جن اللہ تعالیٰ کے دوست ہوتے ہیں۔اور جن کا تعلق اپنے رب سے مضبوط اور مستحکم ہوتا ہے۔ وہ شیطان کے چنگل میں نہیں آتے لیکن جن جنوں اور انسانوں کا تعلق اپنے رب سے کمزور ہو جاتا ہے۔شیطان ان پر اپنا تسلط قائم کر لیتا ہے۔اور اُن کے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے اور شکوک وشبعات پیدا کرنے شروع کر دیتا ہے۔ظاہر ہے انسان کا عقل وشعور محدود ہے۔اور اُس کے پاس جو وسائل موجود ہیں وہ بھی ایک محدود حد تک کار آمد ہیں۔لہٰذا جب وہ محدود عقل وشعور اور محدود وسائل کے ساتھ کائنات کی حقیقتوں کو اپنے طور پر جاننا چاہتا ہے۔تو کنفیوز (Confuse) ہو جاتا ہے۔شیطان اُسے کبھی ایک راستے پر لے جاتا ہے اور کبھی دُوسرے پر۔لیکن اُسے اُس راستے پر نہیں آنے دیتا جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے انبیاء اور اپنی الہامی کتابوں کے ذریعے دے دیا ہے۔شیطان اپنا وار اللہ کے نبیوں اور رسولوں پر بھی کرتا ہے۔لیکن چونکہ وہ معصوم ہوتے ہیں۔اور وہ اللہ تعالیٰ کے دوست ہوتے ہیں۔لہٰذا وہ اُن پر تو کامیاب نہیں ہوسکتا۔لیکن جو عام انسان ہوتے ہیں اور جن کا تعلق اللہ تعالیٰ۔اس کے انبیاء اس کی کتابوں سے مضبوط اور مستحکم نہیں ہوتا وہ اُن پر کامیاب ہو جاتا ہے۔اور اُنہیں گمراہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔اور جب جنوں اور انسانوں کی اکثریت گمراہ ہو جاتی ہے۔تو اللہ کے انبیاء اور اُن کے پیروکاروں کا کام مشکل ہو جاتا ہے اور وہ ایک سخت امتحان میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔اِس صورت حال میں صراطِ مستقیم پر چلنا مشکل ہو جاتا ہے۔لیکن جن پر اللہ تعالیٰ اپنا خصوصی فضل و کرم کرتا ہے۔وہ پھر بھی محفوظ اور مامون رہتے ہیں۔اور یوں اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور آسمانی کتابوں کے ساتھ اُن کی دوستی کام آجاتی ہے۔اور وہ اس امتحان میں کامیاب وکامران ہو جاتے ہیں۔شیطان اس بات کو پسند نہیں کرتا لہٰذا وہ اپنے پیروکاروں

Marfat.com

کے ذریعے انسانوں کو دو گروہوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ اور ان کو آپس میں لڑا لڑا کر خوش ہوتا رہتا ہے۔ اور اپنے پیروکاروں کی تعداد میں اضافہ کرتا چلا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو کامیاب و کامران دیکھنا چاہتا ہے۔ لہٰذا جہاں اُس نے کائنات کی دوسری ضروری پوشیدہ حقیقتوں کو ظاہر کیا ہے۔ وہاں شیطان اور اسکے حواریوں کی حقیقت سے بھی انسان کو آگاہ کر رہا ہے۔ تا کہ وہ خبردار ہو جائے اور اپنا دفاع بہتر انداز میں کر سکے۔ اگر انسان اس حقیقت کا انکار کرتا ہے۔ جیسا کہ وہ اور بہت سی حقیقتوں کا انکار کر رہا ہے۔ تو اس کی اللہ تعالیٰ سے دوستی کمزور ہو جائے گی۔ اور شیطان اور اس کے حواریوں کے ساتھ اس کی دوستی مضبوط ہو جائے گی۔ وہ سرابوں کے پیچھے بھاگتا رہے گا لیکن امن و سکون حاصل نہ کر سکے گا۔ اس طرح ایک مستقل خوف اور غم اُس کا مقدر بن جائے گا اور وہ اس سے کبھی نجات نہ پا سکے گا۔ کاش انسان شیطان اور اس کے حواریوں کی حقیقت کو جان لے تا کہ اُسے اللہ تعالیٰ کی دوستی کا علم ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کا دوست بن کر دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب ہو جائے اور خوف اور غم سے مکمل طور پر نجات حاصل کر لے۔

فَمَنْ يُّرِدِاللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ج وَمَنْ يُّرِدْ
اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي
السَّمَآءِ ط كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا
يُؤْمِنُوْنَ o وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ط قَدْ
فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ o لَهُمْ دَارُالسَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ
وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ o وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ج
يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِاسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ج وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ
مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ
اَجَّلْتَ لَنَا ط قَالَ النَّارُ مَثْوٰكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ

Marfat.com

ط اِنَّ رَبَّکَ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ o وَکَذٰلِکَ نُوَلِّیْ بَعْضَ
الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًا بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ o یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ
وَالْاِنْسِ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ
وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا ط قَالُوْا شَھِدْنَا عَلٰی
اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْھُمُ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا وَشَھِدُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ اَنَّھُمْ
کَانُوْا کٰفِرِیْنَ o ذٰلِکَ اَنْ لَّمْ یَکُنْ رَّبُّکَ مُھْلِکَ الْقُرٰی
بِظُلْمٍ وَّاَھْلُھَا غٰفِلُوْنَ o

(سورہ الانعام آیت نمبر 125-131)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ جس کو حقیقت شناس بنانا چاہتا ہے۔ اُس کے دل کو فرمان بردار بنا دیتا ہے۔ اور جس کو حقیقت نا آشنا بنانا چاہتا ہے۔ اُس کے دل کو تنگ اور بغاوت کرنے والا بنا دیتا ہے اور اُس کے لئے حقیقت شناس بننا اتنا کٹھن اور مشکل ہو جاتا ہے جتنا اُس کے لئے آسمان پر چڑھنا مشکل ہوتا ہے۔ اس طرح مسلمان نہ ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ مستوجب عذاب ٹھہرائے گا۔

اور اے انسان (نبوت و رسالت) کا بتایا ہوا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے۔ ہم نے (نبوت و رسالت) کے ذریعے اپنی حقیقتوں کو اُن لوگوں کے لئے ظاہر کر دیا ہے۔ جو حقیقت شناس ہیں۔ اُنہوں نے اپنے رب کے فضل و کرم سے سلامتی کا راز پا لیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اُن کے تمام کاموں میں اُن کا حامی و مددگار بن گیا ہے۔ اے (انسانوں اور جنوں) ذرا یاد کرو اُس دن کو جب ہم اُنھیں ایک جگہ جمع کریں گے اور جنوں سے پوچھیں گے کہ تم نے انسانوں سے بہت

Marfat.com

زیادہ مفادات حاصل کیئے اور انسانوں میں سے اُن کے بہت سے دوست اقرار کریں گے کہ اُنہوں نے اور جنوں نے ایک دوسرے سے بہت سے مفادات حاصل کیئے اور اب وہ اپنے وعدہ موعود کو پہنچ کر حاضر ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے اور اس میں ہمیشہ رہو گے مگر جسے اللہ بچالے۔ (اے نبیؐ) تیرا رب سب کچھ جانتا ہے اور تمام حکمتوں کا مالک ہے۔ اور اسی طرح ہم تمام گناہ گاروں کو اُن کے بُرے اعمال کی وجہ سے ایک جگہ جمع کر دیں گے۔ پھر اُن سے سوال کریں گے اے جنوں اور انسانوں کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول مبعوث نہیں ہوئے تھے۔ اور انہوں نے تمہیں تمام حقائق سے آگاہ نہیں کیا تھا اور آج کے دن کے بارے میں خبردار نہیں کیا تھا۔ وہ عرض کریں گے وہ اپنے جُرم کو تسلیم کرتے ہیں۔ مگر دنیا کی زندگی نے انھیں دھوکہ دے دیا اور وہ اپنے خلاف شہادت دیں گے اور تسلیم کریں گے کہ انہوں نے جان بوجھ کر حقیقت کا انکار کیا تھا۔ (نبوت و رسالت) کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے جاری کر رکھا ہے۔ تا کہ (اے نبی) تمہارا رب بے خبری میں کسی بستی کو بلا جواز ہلاکت سے دوچار نہ کرے۔

اس دنیا میں انسانوں کے علاوہ جن بھی موجود ہیں۔ اور شیطان کا تعلق بھی جنوں سے ہی ہے۔ جن ایک پوشیدہ مخلوق ہے جو انسانوں کے مقابلے میں بے پناہ قوت و طاقت کی مالک ہے۔ اس مخلوق کے بارے میں انسان اپنے جدید علوم کے ذریعے کچھ نہ جان سکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس مخلوق کا اقرار نہ کر رہا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اس مخلوق کے شر سے انسان کو بچانا چاہتا ہے۔ اور انسان کے ازلی اور ابدی دُشمن شیطان کا اس مخلوق سے تعلق

Marfat.com

ہے۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے نبوت ورسالت اور اپنی الہامی کتابوں کے ذریعے انسان کو ضروری معلومات فراہم کردی ہیں۔اور اُسے اس مخلوق کے شر سے بچاؤ کے طریقے بھی بتادیئے ہیں تا کہ انسان کل یہ عذر نہ پیش نہ کر سکے کہ اُسے اس پوشیدہ مخلوق کے بارے میں کچھ علم نہ تھا اور اسی مخلوق نے اُسے گمراہ کیا ہے۔ جو انسان کتاب کا علم رکھتے ہیں وہ اس مخلوق کے بارے میں بہت کچھ جانتے بھی ہیں اور جن لوگوں کا تعلق جادو سے ہے وہ بھی اس مخلوق کے بارے میں بہت سی معلومات رکھتے ہیں۔

اس طرح اُنہوں نے جنوں کے ساتھ کوئی نہ کوئی رابطہ قائم کر رکھا ہے۔اور جن اور انسان ایک دوسرے سے مفادات بھی حاصل کر رہے ہیں۔ یہ جن انسانوں کے ذہن میں مختلف قسم کے وسوسے،شکوک وشبہات اور سوالات پیدا کرتے ہیں اور پھر ان کے ذریعے انہیں گمراہ کرتے ہیں اور اُنھیں سیدھے راستے سے ہٹا کر غلط راستوں پر ڈال دیتے ہیں۔ یوں انسان دُنیا اور اُس کی لذتوں کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیتا ہے۔اور اپنی تمام صلاحیتیں اور اپنے تمام وسائل دنیاوی آرام وسکون کے حصول کے لئے وقف کر دیتا ہے۔اور آخرت کو بھلا دیتا ہے۔وہ دنیا کے حصول کے لئے وہ سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ جس کی نہ اخلاق اجازت دیتا ہے۔اور نہ ہی وہ ضابطہ حیات اجازت دیتا ہے۔جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت ورسالت کے ذریعے اِنسان کو ملا ہوا ہے۔اس طرح وہ ہر قسم کا ظلم اور زیادتی کرنا اپنا حق خیال کرنے لگ جاتا ہے۔اور جب یہ ظلم اور ناانصافی عام ہو جاتی ہے۔ تو جنگ وجدل اور قتل وغارت کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔اور انسان میں دنیاوی آرام و سکون کے لئے یہ سب کچھ کرتا ہے وہ اُسے حاصل نہیں ہو پاتا وہ خوف اور غم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔وہ اس سے نجات کے لئے اور زیادہ ظلم اور ناانصافی شروع کر دیتا ہے۔لیکن جُوں جُوں وہ ظلم اور ناانصافی زیادہ کرتا چلا جاتا ہے تُوں تُوں اُس کے خوف اور غم میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔اور ایک وقت آتا ہے کہ وہ خود بھی ظلم اور ناانصافی کا شکار ہو کر ہلاک ہو جاتا

Marfat.com

ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ شاید موت کے بعد اُسے آرام وسکون مل جائے گا۔ لیکن موت کے بعد وہ تمام حقائق اس کے سامنے آجاتے ہیں۔ جن سے وہ نبوت ورسالت کے ذریعے دنیا میں آگاہ ہو چکا ہوتا ہے۔ مگر دنیاوی زندگی میں گُم ہونے کی وجہ سے اُن کا انکار کر چکا ہوتا ہے۔ چونکہ موت کے بعد وہ تمام اختیارات سے محروم ہو چکا ہوتا ہے۔ اور حقائق کا انکار اس کے لئے ممکن نہیں رہتا لہٰذا وہ اپنے رب کے سامنے اپنے تمام گناہوں اور حربوں کا اقرار کر لیتا ہے اور مجرم بن کر ابدی خوف اور غم کا شکار ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ چونکہ انسان کا سب سے بڑا مُحسن اور دوست ہے۔ لہٰذا اُس نے انسان کو اُس صورتِ حال سے آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل آگاہ کر دیا تھا۔ یہ آگاہی قرآن مجید اور اسوہ حسنہ کی صورت میں انسان کے پاس موجود ہے۔ انسان اس صورتِ حال سے اپنے آپ کو بچا سکتا ہے۔ وہ موت کے بعد اقرار کرنے کی بجائے موت سے قبل اقرار کر سکتا ہے۔ یہ اقرار نہ صرف اسے دنیاوی زندگی میں آرام وسکون دے سکتا ہے۔ بلکہ اُخروی زندگی میں ابدی آرام وسکون کا سبب بن سکتا ہے۔ وہ نہ صرف اس دنیا میں خوف اور غم سے نجات پا سکتا ہے۔ بلکہ اس دنیا میں خوف اور غم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات پا سکتا ہے۔ کاش انسان اس حقیقت کو جان لے۔ کاش وہ آج اللہ تعالیٰ کو اپنا دوست بنا لے تا کہ وہ شیطان کی دشمنی سے محفوظ ہو جائے اور کل اللہ تعالیٰ اس کا دوست بن کر اسے اپنی جنت میں جگہ عطا فرما دے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ط اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ط اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ o

(سورہ الاعراف آیت نمبر 27)

Marfat.com

ترجمہ: اے اولادِ آدم (انسان) شیطان سے خبردار رہنا کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیوے جس طرح اُس نے تمہارے جدامجد وجدہ امجد (حضرت آدم وحواؑ) کو جنت سے نکلوا دیا تھا۔ اور اُن کے کپڑے اُتروا دیئے تھے تا کہ اُن کے مخفی اعضاء اُن پر ظاہر ہو جائیں۔ بے شک شیطان اور اس کی اولاد تمہیں وہاں سے دیکھ سکتا ہے۔ جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ ہم نے شیطانوں کو غیر مسلموں کا دوست بنا رکھا ہے۔

انسان کی تخلیق کسی ارتقائی عمل کا نتیجہ نہ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے بُت کو اپنے ہاتھ سے تیار کیا تھا اور پھر اُس میں اپنی روح ڈال کر انسان بنا دیا تھا۔ حضرت حواؑ کو اُن کی پسلی سے پیدا کر کے اُن کی زوجہ بنا دیا تھا۔ اُنہیں جنت میں رہنے کی اجازت دے دی تھی۔ اور اُنہیں ایک درخت کے پاس جانے اور اُس کا پھل کھانے سے منع کر دیا تھا۔ تمام فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا تھا لیکن شیطان نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ شیطان کو مردود قرار دے دیا گیا اور وہ اُن کا دشمن بن گیا۔ شیطان حضرت آدمؑ اور حوا علیہ السلام کو جنت سے نکلوانا چاہتا تھا لہٰذا اُس نے ایک چال چلی وہ بظاہر اُن کا دوست اور بہی خواہ بن گیا اور دھوکہ دہی سے اُنھیں درخت ممنوعہ کا پھل کھانے پر راغب کر لیا۔ دونوں نے جب وہ پھل کھا لیا تو اُن کے سامنے جسم کے وہ حصے ظاہر ہو گئے جن کو پوشیدہ رکھنا ہی ضروری تھا۔ اس طرح دونوں کو جنت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا گیا اور یوں انسان جنت سے نکل کر زمین پر آ گیا۔ یہ وہ حقائق ہیں جن کو انسان اپنے ذاتی علم کے ذریعے نہ جان سکتا تھا۔ لہٰذا اُسے نبوت و رسالت کے ذریعے ظاہر کر دیا گیا۔ جو انسان نبوت و رسالت کے سلسلہ کا اقرار کرتے ہیں۔ اُنھیں اپنے آباؤ اجداد کے بارے میں یہ تمام حقائق معلوم ہیں اور جو اپنے طور پر تخلیق آدم پر تحقیق و تفتیش کر رہے ہیں وہ کبھی ایک اور کبھی دوسری تھیوری

Marfat.com

پیش کر رہے ہیں مگر اس کی بنیاد محض ظن وتخمین پر ہے۔ سیکولر انسان اس ظن وتخمین کی تھیوری کو تو ماننے کے لئے تیار ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی معلومات کو ماننے کیلئے تیار نہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو کسی نہ کسی شکل میں تو مانتا ہے لیکن اللہ کے رسولوں کو تسلیم نہیں کرتا۔ وہ اپنی تخلیق کردہ کتابوں پر تو یقین رکھتا ہے۔ مگر اللہ کی الہامی کتابوں کو ماننے پر آمادہ نہیں۔ وہ اپنی تحقیق وتفتیش کو تو اہمیت دیتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اور اللہ کے نبیوں اور رسولوں کے مشاہدات کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ سیکولر انسان ایسا کیوں کرتا ہے۔ اس کی بظاہر تو کوئی وجہ نظر نہ آتی ہے۔ اس کی وجہ وہی ہے جس کا اظہار اس آیت مبارکہ میں کیا گیا ہے کہ شیطان اُس کا دوست بن چکا ہے۔ وہ دوستی کے بارے میں اس کے ساتھ دُشمنی کر رہا ہے۔ وہ یہ نہیں چاہتا کہ انسان اللہ تعالیٰ کے سلسلہ نبوت ورسالت کو تسلیم کر کے اور الہامی تعلیمات کو اپنا ضابطہ حیات بنا کر ایک دفعہ پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت میں جا کر آباد ہو جائے۔ وہ چاہتا ہے کہ انسان جنت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم ہو جائے جیسے وہ خود محروم ہو چکا ہے۔ انسان شیطان اور اُس کی اولاد کو اپنا دوست سمجھ رہا ہے حالانکہ وہ اُس کے بدترین دشمن ہیں۔

انسان اگر اپنے طور پر اس وجہ کو جاننا چاہتا تو شاید کبھی نہ جان پاتا چونکہ اللہ تعالیٰ انسان کا حقیقی دوست اور بہی خواہ ہے لہٰذا اس نے اپنی الہامی کتاب کے ذریعے انسان کو اس وجہ سے آگاہ کر دیا ہے۔ اب بھی اگر انسان شیطان کو اپنا دوست بنائے رکھتا ہے۔ تو پھر قصور انسان کا اپنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو آزادی اور خودمختاری دے رکھی ہے۔ لہٰذا وہ ایک مقررہ مدت تک اُسے آزاد اور خودمختار ہی رکھے گا اور اُسے زبردستی راہِ راست پر نہیں لائے گا۔ انسان اگر آج آزاد اور خودمختار ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہمیشہ ہی ایسا رہے گا۔ اگر وہ اپنی پیدائش اور بچپن پر نظر ڈالے تو اُسے اپنی مجبوری اور لاچاری کا بخوبی علم ہو جائے گا۔ اور اگر وہ موت کا منظر اپنے سامنے لائے تو اُسے اپنی آزادی اور خودمختاری کی حیثیت کا علم ہو جائے گا۔ لہٰذا اُسے چاہیے کہ حقیقت پسندی اور ذمے داری کا مظاہرہ کرے

Marfat.com

اور پوشیدہ حقیقتوں کو اپنے ذاتی علم اور اللہ تعالیٰ کے عطا کئے علم سے جاننے کی کوشش کرے اور اپنے دوستوں اور دشمنوں کی پہچان حاصل کر لے تاکہ وہ دُنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی حاصل کر کے خوش اور خوش حال ہو جائے اور خوف اور غم سے نجات پالے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بتا دیا ہے کہ شیطان اُس کا کھلا دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے یہ بھی بتا دیا ہے کہ شیطان انسان پر چھپ کر وار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے یہ بھی بتا دیا ہے کہ اُس کے پاس ایسے ایسے آلات ہیں جن کے ذریعے وہ انسان کو دیکھ سکتا ہے۔ لیکن انسان اُسے نہیں دیکھ سکتا۔ اللہ نے انسان کو یہ بھی بتا دیا ہے کہ شیطان اکیلا نہیں بلکہ اُس کے ساتھ اپنی پُوری فوج موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے طاقتور اور مکار دشمن سے بچنا کوئی آسان کام نہ ہے۔ ایسے دُشمن کے ساتھ نہ تو دوستی کر کے بچا جا سکتا ہے اور نہ ہی کھُلم کھلا دُشمنی کر کے۔ ایسے دُشمن کے ساتھ کسی حکمت کے ساتھ ہی مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اور ایسے دشمن سے بچنے کے لئے کسی طاقتور دُوست کی ضرورت ہے۔ حکمت کا خزانہ کتاب و سنت کی شکل میں انسان کے پاس موجود ہے۔ اور دوستی کے لئے اللہ تعالیٰ اور اُس کے دوست موجود ہیں۔ انسان اگر شیطان اور اُس کے حواریوں سے بچنا جانتا ہے تو اُسے یہ حکمت اور دوستی حاصل کرنے ہوگی اور اگر وہ شیطان کے رحم و کرم پر زندہ رہنا چاہتا ہے تو خوف اور غم اُس کا مقدر ہے اور مقدر رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے مُسلمانوں کو بتا دیا ہے کہ غیر مسلموں کا دوست شیطان ہے۔ لہٰذا وہ اپنے دوستوں کو وہ سب کچھ دے گا جو اُس کے پاس ہے۔ اُس نے بہت کچھ اپنے دوستوں کو دے رکھا ہے۔ اور بہت کچھ دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے دوستوں کو بہت کچھ دے رکھا ہے اور بہت کچھ دے سکتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اللہ اور اُس کے دوستوں کو اپنا دوست بنالیں اور اُس حکمت کو اختیار کر لیں جو کتاب و سنت کی شکل میں انہیں مل چکی ہے۔ اور اُن کے پاس محفوظ ہے۔ اگر مسلمانوں نے اپنے آپ کو غیر مسلموں کے رحم و کرم پر چھوڑ

Marfat.com

دیا تو یہ اُن کی مکمل تباہی ہے۔ اور اگر انہوں نے حکمت سے کام لیا اور اللہ اور اللہ کے دوستوں کی طرف رجوع کیا تو وہ نہ صرف غیر مُسلموں کی دُشمنی سے بچا لیں گے۔ بلکہ اپنے سب سے بڑے دُشمن شیطان کو شکست فاش دیدیں گے اور خوف اور غم جس نے آج اُن کو گھیر رکھا ہے۔ شیطان اور اُس کے دوستوں کا مقدر بن جائے گا۔

کاش مسلمان اس راز کو پالیں۔ کاش غیر مسلم شیطان کی دوستی کے اندر چھپی انسانیت دُشمنی کو جان لیں تاکہ وہ اس کی دوستی ترک کر کے اللہ اور مسلمانوں کے دوست بن جائیں اور یوں شیطان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ناکام و نامراد ہو جائے اور ابدی خوف اور غم اُس کا مقدر بن جائے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَج فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ط فَسِيْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ o

(سورہ النحل آیت نمبر 36)

ترجمہ: اور ہم نے تمام قوموں میں رسول مبعوث کئے تاکہ لوگ اللہ کی اطاعت کریں اور شیطان سے بچیں۔ تو اُن میں سے کسی کو اللہ نے ہدایت نصیب کر دی اور کسی کے لئے گمراہی ثابت ہو گی۔ پس زمین میں چلو پھرو اور دیکھو کہ (رسولوں) کے انکار کرنے والوں کا کیا انجام ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے نبوت و رسالت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام کی زمین پر آمد کے فوراً بعد شروع کر دیا تاکہ شیطان انسان کو گمراہ نہ کر سکے اور وہ زمین پر ایک کامیاب زندگی گزارنے کے بعد جنت کا مقدار بن کر خوف اور غم سے

Marfat.com

مکمل طور پر نجات پاسکے۔ حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان اور پہلے نبی تھے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے اور آخری رسول ہیں۔ اس دوران اللہ تعالیٰ مختلف قوموں اور مختلف زبانوں میں اپنے نبی اور رسول بھیجتے رہے جو انسانوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام رُشد و ہدایت پہنچاتے رہے۔ ان نبیوں اور رسولوں کی تعداد کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ قرآن مجید میں صرف چند نبیوں اور رسولوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن دُنیا کے اندر اعلیٰ اخلاقی اور انسانی اقدار کا وجود یہ ثابت کرتا ہے۔ کہ دُنیا کے کونے کونے میں اور دُنیا کی تمام قوموں میں نبی اور رسول آتے رہے ہیں۔ جو انہیں ان اعلیٰ اقدار کا درس دیتے رہے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ان اعلیٰ اقدار کو کتنے انسانوں نے اپنی زندگی کا چلن بنایا اور کتنوں نے اسے نظر انداز کر دیا۔ ان اقدار کا مرکزی خیال ایک ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور اُس کے احکامات کی پیروی کی جائے۔ اور شیطان اور اُس کے شروں سے بچا جائے۔ جن خوش قسمت انسانوں نے اس پیغام رُشد وہدایت کو قبول کیا وہ صراطِ مستقیم پر آگئے اور اُنہوں نے خوف اور غم سے نجات پا کر دُنیا میں امن وسکون کی زندگی گزاری اور اپنے پیچھے ایک پُرامن اور پُرسکون دُنیا چھوڑ گئے۔ جن انسانوں نے اس پیغام کا انکار کیا وہ خود بھی تباہ و برباد ہو گئے اور انہوں نے ایک پیچھے ایک اُجڑی ہوئی تباہ و برباد دُنیا چھوڑی۔

دُنیا میں موجود تمام مذہبی کتابوں اور تاریخی کتابوں میں انسان کی یہ کہانی موجود ہے۔ اور دُنیا کے مختلف حصوں میں اس کہانی کے آثار بھی موجود ہیں۔ اگر کوئی اس کہانی کا کھوج لگانا چاہیے یا انہیں دیکھنا چاہیے تو بخوبی کھوج لگا سکتا ہے۔ اور دیکھ سکتا ہے۔ انسان اُن انسانوں اور قوموں کے انجام کا بھی کھوج لگا سکتا ہے۔ جنہوں نے اس پیغام کو قبول کیا اور جنہوں نے اس کا انکار کیا۔

اب یہ پیغام رُشد و ہدایت قرآنِ مجید اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوہَ حسنہ کی صورت میں دُنیا کے کونے کونے میں پہنچایا جا رہا ہے اور کوئی قوم بھی یہ دعویٰ

Marfat.com

نہ کر سکتی ہے کہ اس تک یہ پیغام نہ پہنچ رہا ہے۔ موجودہ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا نے یہ کام نہایت آسان کر دیا ہے۔ اور خوش قسمت مسلمان اس پیغام کو دُنیا بھر کے انسانوں تک کسی نہ کسی طریقے سے پہنچا رہے ہیں۔ جو خوش قسمت انسان اسے قبول کر رہے ہیں وہ خوف اور غم سے نجات پا رہے ہیں اور جو اس کا انکار کر رہے ہیں۔ وہ خوف اور غم کا شکار ہیں۔ وہ اس صورتِ حال سے نکلنا چاہتے ہیں لیکن شیطان اُنھیں نکلنے نہیں دے رہا۔ اس طرح وہ خود مُضطرب اور پریشان ہیں۔ اور اُنہوں نے دُنیا کو بھی اضطراب اور پریشانی میں مُبتلا کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنا حاکمِ اعلیٰ نہ ماننے اور اُس کے اِحکامات پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے اور شیطان کو اپنا دوست بنانے اور اُس کی پیروی کرنے کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار ہیں اور ایک دوسرے کو ہلاک کر رہے ہیں اور اس خوبصورت دنیا کو تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ کیا انسان کے سامنے یہ سب کچھ نہ ہو رہا ہے اور اسے وہ خود اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ رہا ہے؟ کیا وہ اس صورتِ حال کو جاری رکھنا چاہتا ہے یا اس سے نجات چاہتا ہے؟ ظاہر ہے انسان آج کا انسان مہذب اور ترقی یافتہ ہے۔ وہ ایسا ہرگز نہیں چاہتا۔ تو پھر وہ اپنے رب کی طرف کیوں رجوع نہیں کرتا؟ وہ کیوں اللہ تعالیٰ کے پیغام رُشد و ہدایت کو قبول نہیں کرتا؟ اور وہ کیوں اس پیغام کو اپنا ضابطۂ حیات نہیں بنالیتا ہے۔ اُسے کون روک رہا ہے؟ اگر اُسے شیطان روک رہا ہے تو وہ اس کی بات کیوں مان رہا ہے؟ شیطان تو اس کا ازلی اور ابدی دشمن ہے۔ وہ اپنے اس دشمن کو کیوں پہنچان نہ رہا ہے اور اُس نے کیوں اپنے انسان بھائیوں کو اپنا دشمن بنا رکھا ہے؟ کیا وہ انسان دُشمنی سے باز نہیں آسکتا؟ کیا وہ شیطان کو اپنا دشمن قرار نہیں دے سکتا؟ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتا تو پھر وہ اپنی حقیقت پسندی اپنے مہذب اور ترقی یافتہ ہونے کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہے؟ کاش انسان شیطان کو اپنا دشمن بنا کر اللہ کو اپنا حاکم بنالے اور انسانوں کو اپنا بھائی بنالے تاکہ اُسے امن و سکون حاصل ہو سکے اور وہ خوف اور غم سے نجات پالے۔

Marfat.com

فَاِذَاقَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o اِنَّہٗ
لَیْسَ لَہٗ سُلْطٰنٌ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ o
اِنَّمَا سُلْطٰنُہٗ عَلَی الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَہٗ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِہٖ مُشْرِکُوْنَ o

(سورہ النحل آیت نمبر 100-98)

ترجمہ: اے قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے تلاوت سے قبل شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کرو۔ چونکہ جو انسان اپنے رب پر ایمان رکھتے ہیں اور اُس پر بھروسہ رکھتے ہیں اُن پر شیطان کا زور نہیں چلتا۔ شیطان کا زور صرف اُن انسانوں پر چلتا ہے۔ جو اُسے اپنا دوست بنا لیتے ہیں اور جو اُسے اپنا شریک کار بنا لیتے ہیں۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری الہامی کتاب ہے۔ اس کتاب کی جو انسان بھی تلاوت کرتا ہے۔ وہ اس کے معانی اور مطالب سمجھ اور جان سکتا ہے۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ اکثر انسان اس کو پڑھتے بھی ہیں مگر پھر بھی وہ اس کی حقیقتوں اور اس کے رموز سے واقف نہیں ہو پاتے۔ اور یہ کتاب اُن کی روزمرہ کی زندگی میں کوئی تبدیلی اور انقلاب نہیں لاتی۔

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت کو اس طرح تسلیم نہیں کر رہے ہوتے جس طرح اُسے تسلیم کرنے کا حق ہے اور دوسرے وہ شیطان کی حقیقت کا اقرار نہیں کر رہے ہوتے۔ قرآن مجید کی تلاوت سے قبل اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقینِ کامل عامل حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور اس بات کو ماننا بھی ضروری ہے کہ قرآن مجید واقعی اللہ تعالیٰ کی الہامی کتاب ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس حقیقت کو بھی تسلیم کرنا ضروری ہے کہ شیطان کا وجود ہے۔ اور وہ ہر جگہ اور ہر حالت میں انسان کو گمراہ کرنے کی طاقت اور صلاحیت رکھتا ہے چاہے وہ قرآن مجید کی تلاوت ہی کیوں نہ کرنے جا رہا ہو۔ اگر قرآنِ مجید کا قاری تلاوت

Marfat.com

سے قبل ان دو حقیقتوں کو تسلیم کرلے اور ان پر یقین کامل حاصل کرے تو وہ ایک طرف اللہ کی پناہ میں آجائے گا۔ اور دوسری طرف وہ شیطان کے شر اور وسوسے سے محفوظ ہو جائے گا۔ اس کے بعد قرآن مجید اُسے اپنی آغوش میں لے لے گا۔ اور انسان پر اپنے رفو ظاہر کردے گا۔ لیکن اگر انسان صرف تعوذ ہی پڑھتا رہا اور تعوذ کی حقیقت سے آگاہ نہ ہوا تو وہ نہ اللہ کی پناہ میں آسکے گا اور نہ شیطان کے شر اور وسوسے سے محفوظ ہو گا۔ یُوں قاری قرآن مجید پڑھنے کے باوجود اس سے اجنبی رہے گا اور قرآن مجید اپنے قاری سے دُور رہے گا۔ اس طرح قاری یہی محسوس کرے گا کہ وہ نعوذ باللہ کوئی عام کتاب پڑھ رہا ہے۔ اور قرآنِ مجید اپنے قاری کو ایک عام قاری خیال کرے گا۔ اس طرح قاری کا قرآنِ مجید کے ساتھ اور قرآن مجید کا اپنے قاری کے ساتھ وہ قریبی اور مضبوط رشتہ استوار نہیں ہو سکے گا۔ جس کے بغیر قرآن مجید کے معانی اور مطالب کا سمجھنا اور جاننا نہ صرف مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے۔ لہٰذا قاری کو پہلے قرآن مجید سے اپنا یہ قریبی تعلق قائم کرنا ہو گا اور اُس کے ساتھ اپنا رشتہ مضبوط اور مستحکم کرنا ہو گا۔ اگر اُس نے ایسا کرلیا تو جس مقصد اور جس مسئلے کو اپنے سامنے رکھ کر وہ قرآن مجید کی تلاوت کرے گا۔ قرآن مجید اُس کا وہ مقصد پورا کردے گا۔ اور اُس کا وہ مسئلہ حل کردے گا۔ لیکن اگر قاری ایسا نہ کرسکا اور بغیر کسی مقصد کے قرآنِ مجید کی تلاوت کرتا رہا تو اُسے قرآنِ مجید کی تلاوت کا ثواب تو ملتا رہے گا۔ لیکن اُس کے روزمرہ کے مسئلے حل نہ ہو سکیں گے۔ اور وہ جس اطمینان قلب کے لئے قرآنِ مجید کی تلاوت کر رہا ہو گا وہ اُسے حاصل نہ ہو گا۔ وہ جب تک تلاوت کرتا رہے گا۔ شیطان اُس کے دل میں طرح طرح کے خیال اور وسوسے ڈالتا رہے گا۔ اور اُسے طرح طرح کے معانی اور مطالب بتاتا رہے گا اور جب وہ تلاوت سے فارغ ہو گا تو اُسے اپنی گرفت میں لے لے گا اور اُسے گمراہ کرتا رہے گا۔ اس طرح قرآن مجید کی تلاوت کے باوجود اُس انسان کی زندگی میں کوئی بہتری نہ آسکے گی۔ اور قرآنِ مجید اپنی تمام تر تاثیر کے باوجود بے اثر ہو جائے گا اور انسان نعوذ باللہ یہ

Marfat.com

شک کرنا شروع کر دے گا کہ آیا قرآن مجید الہامی کتاب ہے بھی یا کہ نہیں چونکہ وہ اس کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہ لا رہی ہے لیکن وہ اس بات پر غور نہیں کرے گا کہ اس نے اس کتاب کی اس طرح تلاوت نہ کی جس طرح اس کا حق ہے اور اُس طرح شیطان مردود سے اللہ کی پناہ حاصل نہ کی ہے جس کا حاصل کیا جانا ضروری تھا۔ اس طرح انسان قرآن مجید کی تلاوت کے باوجود بھی گمراہ ہوسکتا ہے۔

اب انسان نے یہ فیصلہ خود کرنا ہے۔ کہ وہ قرآنِ مجید کی تلاوت اُس طرح کرنا چاہتا ہے جس طرح اس کی تلاوت کا حق ہے یا اسے ایک عام کتاب کی طرح پڑھنا چاہتا ہے؟ قرآن مجید کو ایک اہم کتاب سمجھ کر تو غیر مسلم بھی اسے پڑھ رہے ہیں۔ وہ بھی اسے ایک عام کتاب خیال نہیں کر رہے۔ اگر مسلمان اسے ایک عام کتاب سمجھ کر پڑھیں گے تو پھر وہ غیر مسلموں کے درجے کو بھی نہ پہنچ سکیں گے۔ بلکہ اُن سے بہت پیچھے رہ جائیں گے۔ غیر مسلموں نے اس کتاب کی اہمیت کو سمجھ رکھا ہے لہٰذا وہ اس کتاب کو بڑے غور وخوض سے پڑھ رہے ہیں۔ اور اس کے رموز کو جان رہے ہیں۔ اور ان رموز کو اپنے ساتھ رکھ کر نہ صرف اپنے دُنیاوی مسائل حل کر رہے ہیں۔ بلکہ اپنی سائنسی تحقیق کا محور اس کتاب کو بنا رہے ہیں۔ اس طرح وہ دُنیاوی اور سائنسی دونوں میدانوں میں مُسلمانوں سے بہت آگے نکل گئے ہیں۔

لیکن افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان قرآنِ مجید کو الہامی کتاب ماننے کے باوجود اس کی اہمیت کو سمجھ نہ سکے ہیں۔ اور اس کی تلاوت کا خاطر خواہ انتظام نہ کر سکے ہیں۔ بلکہ اسے ایک عام کتاب سمجھ کر اس کی تلاوت کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ زندگی کے ہر میدان میں غیر مسلموں سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ یہ کتاب انہیں آخرت میں ضرور فائدہ دے گی لیکن وہ یہ سمجھ نہیں پار ہے کہ اگر وہ اس کتاب سے دنیا میں مستفید نہیں ہو رہے تو آخرت ہی بھلا کیسے ہوسکیں گے۔ ان کا یہ بھی خیال ہے کہ بے شک غیر مسلم اس

Marfat.com

کتاب کی رہنمائی حاصل کر کے دنیا میں اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔لیکن مسلمان نہ ہونے کی وجہ سے وہ آخرت میں اس سے فائدہ نہ اُٹھا سکیں گے۔لیکن وہ یہ بھول رہے ہیں کہ انسانوں کی اکثریت اندر سے مسلمان ہو چکی ہے اور وہ کبھی اور کسی وقت اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر کے آخرت بھی ان سے بہت آگے نکل سکتے ہیں۔

مسلمان قرآنِ مجید کے محافظ اور امین ہیں۔لہٰذا اُن کا فرض ہے کہ وہ اس کتاب کو مناسب اہمیت دیں اور اسکی اس طرح تلاوت کریں جس طرح کم از کم غیر مسلم اس کی تلاوت کررہے ہیں تا کہ وہ اس کے رازوں اور رموز سے واقف ہو کر اپنے دنیاوی مسائل حل کر لیں۔وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجائیں۔اور شیطان کے شر اور وسوسے سے محفوظ ہو جائیں۔اور غیر مسلموں سے آگے نکل کر اُنہیں فوراً مسلمان ہونے پر آمادہ کر لیں تا کہ دُنیا کے تمام انسان اللہ کی پناہ میں آجائیں۔اور شیطان کے شرے سے محفوظ ہو جائیں۔اگر مسلمانوں نے اپنا یہ فرض ادا نہ کیا تو وہ اپنے اعمال کے تو ذمے دار ہوں ہی گے۔غیر مسلموں کے مسلمان نہ ہونے کی ذمے داری بھی۔اُن پر ہوگی چونکہ وہ خیر اُمت ہیں اور خیر اُمت صرف حقوق حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس کی بہت بھاری ذمے داریاں بھی ہیں۔اگر یہ ذمے داریاں نہ پوری کی گئیں تو حقوق ملتے بھی مشکل ہو جائیں گے۔کیا آج وہ اپنے حقوق کی بھیک نہیں مانگ رہے؟ کیا اُنہیں حقوق مل رہے ہیں؟ تو پھر یہ کیا ضمانت ہے کہ اُنہیں آخرت میں وہ تمام حقوق مل جائیں گے۔جن کا وعدہ قرآن مجید میں کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن مسلمانوں کو بھی اپنے وعدہ کا سچا کرنا ہوگا۔کاش مسلمان اس حقیقت کو جان لیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کا حقیقی دوست بن جائے اور وہ دنیا کے انسانوں کو ان کا دوست بنا دے اور شیطان مردود و نامراد ہو جائے اور تمام انسان اللہ کی پناہ میں آجائیں اور قرآنِ مجید اپنے تمام رموز انسان پر ظاہر کر دے اور انسان ان رموز کی روشنی میں دنیا کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنا دیں اور وہ خوف اور غم سے مکمل نجات حاصل کر لیں۔

Marfat.com

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط قَالَ ءَ
اَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا o قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِیْ
كَرَّمْتَ عَلَیَّ ز لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ
اِلَّا قَلِيْلًا o قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ
جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا o وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ
بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ
فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ط وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ
اِلَّا غُرُوْرًا o اِنَّ عِبَادِیْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ط
وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا o

(سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر 65-61)

ترجمہ: (اور اے انسان یاد کرو اُس وقت) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو تمام فرشتوں نے ماسوائے ابلیس کے سجدہ کیا وہ کہنے لگا کیا میں اُس کو سجدہ کروں جس کو تُو نے مٹی سے بنایا ہے۔ پھر کہا کہ جس کو تُو نے مُجھ پر فضیلت دی ہے اس کی ذرا حقیقت کو تو دیکھیں اگر مجھے قیامت تک کے لئے مہلت دی جائے تو میں سوائے چند ایک کے اس کی نسل کے سب انسانوں کو ذلیل وخوار کر دونگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تُجھے اجازت ہے جو انسانوں میں سے تیری اطاعت کرے گا میں تمہارے سمیت اُن سب کو دوزخ کی آگ میں ڈال کر اُن سے پورا پورا بدلہ لونگا۔ جا جس کو چاہے اپنی آواز سے خوف زدہ کر لے۔ جس پر چاہے اپنے گھوڑے چڑھالے اور جن پر چاہے اپنی پیدل سپاہ سے چڑھائی کر

Marfat.com

نے اور اُن کے اموال اور اولاد میں اُن کا شریک کار بن جا اور اُنہیں جتنے چاہے سبز باغ دکھالے اور حقیقت یہ ہے کہ شیطان کے تمام وعدے محض دھوکہ اور فریب ہیں۔ جہاں تک میرے خاص انسانوں کا تعلق ہے تو تُو اُن پر کبھی غلبہ حاصل نہیں کر سکے گا۔ اور اے انسان تیرے لئے تو تیرا رب ہی تمام کام بنانے کے لئے کافی ہے۔

ابلیس کا تعلق جنوں سے تھا اور یہ جن زمین پر آباد تھے۔ ابلیس اپنی عبادت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے اتنا قریب ہو چکا تھا کہ اس کا شمار فرشتوں میں ہونے لگا۔

جب انسان کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر اپنی خلافت کے لئے منتخب فرمایا تو اُسے بہت دُکھ ہوا کہ وہ اور جن زمین کی بادشاہت سے محروم ہو رہے ہیں۔ لہٰذا اُس نے انسان دُشمنی میں اللہ تعالیٰ کے تمام احسانات کو فراموش کر دیا اور محض تکبر اور غُرور کی بنا پر اللہ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور عُذر یہ پیش کیا کہ انسان کو حقیر مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ لیکن یہ بھُول گیا کہ انسان کو پیدا کس نے کیا ہے؟ اور اس کے اندر روح کس نے ڈالی ہے۔ اُس نے انسان کی طرف دیکھا لیکن اُسکے خالق کی طرف نہ دیکھا اور یوں حضرت آدم کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ابلیس سے زبردستی سجدہ کروا سکتا تھا اور اگر چاہتا تو اُسے اُسی وقت دوزخ کی آگ میں پھینک کر جلا سکتا تھا تا کہ اُسے معلوم ہو جاتا کہ آگ مٹی سے افضل نہیں اور یہ کوئی رحمت نہیں بلکہ ایک بہت بڑی زحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ابلیس کو موقع دینا چاہتا تھا کہ وہ بظاہر حقیر انسان جس کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے کی اصل حقیقت کو جان لے اور اُسے پتہ چل جائے کہ اُس نے سجدہ نہ کر کے کتنی بڑی بے ادبی اور گستاخی کی ہے۔

انسان کو اگر اللہ تعالیٰ نے زمین پر خلافت عطا کی تھی تو یہ ایک عارضی خلافت تھی اصل خلافت تو اُسے جنت کی خلافت عطا کی جانی تھی۔ جس کا شاید ابلیس کو علم نہ تھا۔ لہٰذا اُس نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اُسے قیامت تک کے لئے مہلت دی جائے اور اُسے بھی زمین پر

Marfat.com

رہنے کی اجازت دی جائے تاکہ انسان کی خلافت کی حقیقت کا علم ہو سکے کہ کیا وہ خلافت کا اہل تھا یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو چونکہ انسان کی صلاحیتوں کا علم تھا اور اُسے یہ بھی علم تھا کہ ان انسانوں میں وہ انسان بھی شامل ہیں جنہوں نے نبوت ورسالت اور ولایت کے اعلیٰ مدارج پر فائز ہوتا ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو قیامت تک کے لئے کھلی اجازت دے دی کہ وہ اپنے تمام طاقتوں اور قوتوں کو استعمال کر لے اور اپنے تمام وسائل کو کام میں لائے اور دُشمنی کے تمام حربے استعمال کر لے لیکن وہ اس کے خاص بندوں کو شکست نہیں دے سکے گا۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے انسان کو بتا دیا کہ شیطان اُن کا کھلا دُشمن ہے۔ اور اُس کے پاس بے پناہ طاقتیں اور صلاحتیں ہیں اور وہ اُن کے اندر داخل ہو کر اس طرح دوڑ سکتا ہے جس طرح خون ان کی رگوں میں گردش کرتا ہے ادھر اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ پیغام رشد وہدایت بھی دے دیا جس کے ذریعے وہ نہ صرف اپنا دفاع کر سکتا ہے بلکہ شیطان پر غالب بھی آ سکتا ہے۔ اُدھر انسان کو یہ بھی بتا دیا گیا کہ اگر وہ شیطان سے شکست کھا گیا تو وہ نہ صرف دنیا کی خلافت سے محروم ہوگا بلکہ جنت کی خلافت سے بھی محروم کر دیا جائے گا۔

شیطان کی اور انسان کی یہ جنگ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر آج تک جاری ہے۔ اور قیامت تک جاری رہے گی۔ شیطان سے شکست کھانے والے انسان نہ صرف دُنیاوی زندگی سے محروم ہو چکے ہیں۔ بلکہ موت کے بعد ایک اذیت ناک زندگی گزار رہے ہیں اور قیامت کے بعد شیطان کے ساتھ دوزخ میں ایک ابدی اذیت ناک زندگی گزارنے پر مجبور ہونگے۔ شیطان کو شکست دینے والے انسان نہ صرف اپنی دنیاوی زندگی میں خوف اور غم سے نجات پا کر پُرامن اور پُرسکون زندگی گزارتے رہے ہیں بلکہ مرنے کے بعد چین وآرام کی نیند سو رہے ہیں اور قیامت کے بعد جنت کی ابدی آرام دہ زندگی اُن کا مقدر ہوگی۔ جہاں نہ کوئی خوف ہوگا نہ غم صرف خوشی اور خوشی حالی ہوگی۔

Marfat.com

انسان چاہے یا نہ چاہے چونکہ شیطان نے یہ جنگ اُس پر مسلط کر رکھی ہے۔ لہٰذا اُس نے بہر طور یہ جنگ نہ صرف لڑنی ہے بلکہ جیتنی بھی ہے۔ اُس کے دفاع کا پُورا ساز و سامان موجود ہے۔ اُس نے صرف اسے بہتر انداز میں استعمال کرنا ہے۔ اللہ کی مدد اُسے حاصل ہے۔ لہٰذا اُسے بھی چاہیے کہ وہ شیطان کے خلاف اعلان جہاد کر دے اور جہاد کے ذریعے اس جنگ کو جلد از جلد جیت لے وگرنہ اگر شیطان نے یہ جنگ جیت لی تو وہ دُنیا اور آخرت دونوں کی خلافت سے محروم ہو جائے گا۔ شیطان دُنیا میں اُسے اپنی دوزخ کی آگ میں جلاتا رہے گا اور آخرت میں اللہ کے دوزخ کی آگ اُسے جلاتی رہے گی اور یُوں یہ آگ انسان کا مقدر بن جائے گی۔ شیطان چونکہ آگ کی پیداوار ہے لہٰذا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ آگ اُسے اتنی اذیت نہ پہنچائے جتنی اذیت انسان کو پہنچے گی جس کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے۔ کیا انسان اپنے دفاع کے لئے شیطان کے خلاف اعلان جہاد کر سکتا ہے؟ اگر نہیں کر سکتا تو پھر اُسے اپنی تباہی و بربادی کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیے چونکہ شیطان کسی انسان کا نہیں بلکہ پُوری انسانیت کا دُشمن ہے۔ اور کیا دنیا بھر کے انسان انسان نہیں؟ اگر وہ سب کے سب انسان ہیں تو پھر انہیں مل کر اپنے ازلی دُشمن شیطان کے خلاف اعلان جنگ کر کے اُسے جلد از جلد شکست دے دینی چاہیے تا کہ دُنیا کو حقیقی امن و سکون حاصل ہو سکے اور انسان خوف اور غم سے مامون ہو جائے۔ کاش انسان اس راز سے آگاہ ہو جائے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝

(سورہ الحج آیت نمبر 4-3)

ترجمہ: اور انسانوں میں سے بعض ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر کسی حقیقی علم کے بحث و مباحثہ اور جھگڑا کرتے ہیں اور

Marfat.com

ہر اُس شیطان کی پیروی کرتے ہیں جو خود بے راہ ہوتے ہیں۔ یہ فیصلہ اب کر دیا گیا ہے کہ جو انسان بھی شیطان کو اپنا دوست بنائے گا وہ اُسے گمراہ ہی کرے گا اور اُسے دوزخ عذاب تک پہنچا تک چھوڑے گا۔

اللہ تعالیٰ اِس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے اور باقی تمام حقیقتیں اس حقیقت کے وجود کی وجہ سے ہیں۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعلق ہے تو یہ انسان کے عقل و شعور سے ماورا ہے۔ جو انسان بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کے کھوج میں پڑھ جائے گا۔ وہ آخر کار گمراہ ہی ہو گا۔ چونکہ وہ اپنے محدود اور ناقص علم کی وجہ سے اسے سمجھ نہ پائے گا اور پھر کائنات کی اس سب سے بڑی حقیقت کا انکار کر دے گا۔ شیطان انسان کو یہ ترغیب دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے کھوج میں پڑ جائے اور پھر گمراہ ہو کر دوزخ کے عذاب میں مبتلا ہو جائے۔ جو انسان نبوت و رسالت کا اقرار کرتے ہیں اور الہامی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ شیطان کی اس چال میں نہیں آتے۔ لیکن جو انسان یہ یقین اور ایمان نہیں رکھتے یا پھر اُن کا یقین اور ایمان کمزور ہوتا ہے۔ وہ اللہ کی ذات کے بارے میں مختلف قسم کے نظریات پیش کرتے ہیں اور پھر اُن کو دوسروں پر زبردستی ٹھونسنے کی کوشش کرتے ہیں اس طرح خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں اور اگر دوسروں کو مکمل طور پر گمراہ نہیں ہو پاتے تو کم از کم اُنہیں مختلف قسم کے شکوک و شبہات میں مُبتلا کر کے اُن کے اللہ پر ایمان اور یقین کو کمزور ضرور کر دیتے ہیں اور یوں وہ انسان بھی بے عمل ہو کر آخر کار گمراہ ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ چونکہ انسان کا سب سے بڑا محسن ہے۔ اور انسان اُس کی سب سے پیاری مخلوق ہے۔ لہٰذا وہ یہ نہیں چاہتا کہ وہ گمراہ ہو کر دوزخ کے عذات میں گرفتار ہو جائے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انسان کو آگاہ اور خبردار کر دیا ہے کہ وہ شیطان کی اس چال میں نہ آئے اور اس

Marfat.com

قسم کے بحث مباحثے اور جھگڑے میں شریک نہ ہو۔ اور اگر اُس نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں کچھ جاننا ہو تو حقیقی علم جو نبوت و رسالت اور الہامی کتابوں کے ذریعے اُسے عطا کیا گیا ہے۔ اُس کی طرف رجوع کرے یا پھر کائنات میں موجود ذرے ذرے میں تفکر اور تدبر کرے اُسے اللہ کی صفات کے بارے میں زیادہ سے زیادہ علم ہو جائے گا۔ اور وہ ایک مکھی اور مچھر میں بھی غور و خوض کر کے اللہ تعالیٰ کی ذات کا اقرار کر لے گا۔ اور اگر اُس نے ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا اقرار کر لیا تو پھر وہ کبھی گمراہ نہ ہوگا بلکہ کائنات کی دوسری حقیقتوں میں جتنا وہ تفکر و تدبر اور غور و خوض کرتا چلا جائے گا اُس کا اللہ پر ایمان اور یقین اُتنا ہی پختہ اور مضبوط ہوتا چلا جائے گا اور کوئی شیطان چاہے اُس کا تعلق جنوں یا انسانوں سے ہو اُسے گمراہ نہ کر سکے گا اور انسان کبھی دوزخ کے عذات میں مُبتلا نہ ہو سکے گا۔

انسان کو خبردار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ بھی بتا دیا ہے کہ اگر یہ سب کچھ جاننے کے باوجود کوئی انسان شیطان اور اُس کے حواریوں کو اپنا دوست بنائے گا یا اُن کے بحث مباحثوں اور جھگڑوں میں شریک ہوگا تو پھر وہ گُمراہ ہوتا چلا جائے گا اور وہ دوزخ کے عذاب میں مُبتلا ہو جائے گا۔

اب پڑھے لکھے مہذب اور ترقی یافتہ انسان نے یہ فیصلہ خُود کرنا ہے کہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے اس انتباہ سے فائدہ اُٹھا کر شیطان کی چال کو ناکام بناتا ہے یا اسے نظر انداز کر کے محض بحث مباحثے کا مزہ لینے کے لئے اس فضول کام میں شریک ہو کر شیطان اور اُس کے حواریوں کو اپنا دوست بناتا ہے۔ لیکن اُسے معلوم ہونا چاہیے کہ اگر اُس نے بھُولے سے بھی اس وادی میں قدم رکھا تو پھر وہ اس دلدل سے کبھی نہ نکل سکے گا اور شیطان اور اس کے حواری اُسے گمراہ کرتے چلے جائیں گے اور ایک دن مکمل گُمراہی سے ہمکنار کر کے دوزخ کے عذاب تک لے جائیں گے۔

اگر انسان کو علم کا شوق ہے اور وہ کائنات کی زیادہ سے زیادہ حقیقتوں کو جاننا چاہتا ہے تو

Marfat.com

اُسے اللہ کی حقیقت کو بلا سوچے سمجھے اور بغیر کسی بحث مباحثہ کے تسلیم کر لینا چاہیے اور پھر دوسری حقیقتوں کے بارے میں اپنی تحقیق و تفتیش کو جاری رکھ کر اپنے علم کی پیاس بجھا لینی چاہیے۔ وہ نہ صرف ان حقیقتوں کو جان لے گا بلکہ اس کا بالغیب ایمان و یقین اور مضبوط اور مستحکم ہو جائے گا اور وہ اللہ کی ذات کو ہر چیز میں دیکھ لے گا۔ اس طرح وہ نہ صرف گمراہی سے بچ جائے گا بلکہ اپنے آپ کو دوزخ کے عذاب سے بھی بچا لے گا۔ کیا انسان اپنے آپ کو دوزخ کے عذاب سے نہیں بچانا چاہتا تو پھر وہ اللہ کی ذات کا اقرار کر کے اُس کی صفات میں غور و خوض کر کے کائنات کو کیوں نہیں جان لیتا اور شیطان کی چالوں کو کیوں ناکام نہیں کر دیتا۔ کیا شیطان کو اُس نے اپنا دوست بنا رکھا ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر وہ اُس کی دوستی چھوڑ کیوں نہیں دیتا؟ کاش انسان اس حقیقت کو جانے تاکہ وہ حقیقت شناس بن جائے اور اُس کے تمام اندیشے اور خوف دور ہو جائیں اور وہ حقیقی دونوں میں خوش اور خوش حال ہو جائے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ
وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ o وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ
جِهَادِهٖ ط هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ
ط مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ط هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ لا مِنْ قَبْلُ
وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ
عَلَى النَّاسِج فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ
ط هُوَ مَوْلٰكُمْ ج فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ o

(سورہ الحج آیت نمبر 78-77)

ترجمہ: اے مسلمانو رکوع کرو۔ سجدہ کرو اور اپنے رب کی مکمل اطاعت کرو اور اچھے اچھے کام کرو تاکہ تمہیں کامیابی و کامرانی مل سکے۔ اور اللہ کو پانے کے لئے محنت اور جدوجہد کرو جس نے تمہیں

Marfat.com

اپنے لئے منتخب کیا اور تمہارے لئے تمہارے دین کو آسان بنایا جو دین ہے تمہارے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اور جس نے تُمہارا نام مُسلمان رکھا پہلے سے (پہلی کتابوں میں بھی) اور قرآنِ حکیم ہیں تا کہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رسول تمہارے گواہ بن جائیں اور تم تمام انسانوں پر گواہ بن جاؤ۔ اور نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کی رسی کو (کتاب وسنت) مضبوطی سے پکڑ لو۔ وہ ہی تمہارا اصل حاکم اور حکمران ہے اور وہ سب سے اچھا حاکم اور حکمران ہے اور سب سے زیادہ مددگار ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کا خالق اور مالک ہے۔ لیکن انسان کو اُس نے تمام مخلوقات پر فضلیت دی ہے۔ اور اُسے اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ انسانوں ہی سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خصوصی فضلیت عطا کی ہے اور اُن کا نام مسلمان رکھا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جن انسانوں نے نبیوں اور رسولوں کی رسالت کو تسلیم کیا ہے۔ اُن کی رسالت پر ایمان لایا ہے۔ اور اُن کی اطاعت کی ہے وہ تمام انسان مسلمان ہیں۔ اور جو انسان قیامت تک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کرتے رہیں گے اور اُن کی اطاعت کرتے رہیں گے اُن کا شمار بھی مسلمانوں میں ہی ہوگا چاہے اُن کا تعلق اہل کتاب سے ہو یا غیر اہلِ کتاب سے ہو۔ اہلِ کتاب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کر کے اور اُن کی اطاعت کر کے مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کر کے اور اُن کی اطاعت کر کے مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلیم نہیں کرتے اور اُن کی اطاعت نہیں کرتے تو وہ اہل کتاب ہونے کے باوجود مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ اُنہیں یہ بات معلوم ہو جانی چاہیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب قیامت کے نزدیک دُنیا میں تشریف

Marfat.com

لائیں گے تو وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کو تسلیم کر کے اُن کی اطاعت کریں گے اور یُوں رسول ہونے کے باوجود مُسلمان بھی ہونگے۔ اس طرح اُنہیں اس بات کا علم ہو جانا چاہیے کہ مسمان ہونا اور مسلمان کہلانا کتنے فخر اور اعزاز کی بات ہے۔ لہٰذا اُنہیں بھی چاہیے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت اور نبوت کو تسلیم کر کے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کر کے جلد مسلمان ہو جائیں چونکہ حضرت عیسیٰ السلام کے مسلمان ہو جانے کے بعد تو اُنہیں مسلمان ہونا ہی پڑے گا۔ اور ہو سکتا ہے وہ کب تشریف لائیں اور کتنے خوش نصیب اہلِ کتاب کو یہ سعادت نصیب ہو سکے۔ لہٰذا اُنہیں مزید انتظار کر کے اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے موجودہ مسلمان اُن کی نظریں کتنے ہی کمزور اور حقیر کیوں نہ ہوں۔ اگر اُنہوں نے ایسا نہ کیا تو اہل کتاب ہونا بھی شاید اُن کے لئے سُود مند ثابت نہ ہو سکے۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد میں اُن کی تردید کے لئے موجود ہونگے اور مسلمان اُن کے خلاف شہادت دینے کے لئے حاضر ہونگے۔

بلاشبہ مسلمان ہونا اور مسلمان کہلانا انسان کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔ لیکن جتنا بڑا یہ اعزاز ہے اتنی ہی بڑی ذمہ داریاں اس اعزاز کی وجہ سے انسان پر عائد ہوتی ہیں اور یہ تمام بڑی بڑی ذمے داریوں کو پورا کرنے کے بعد ہی انسان اتنا بڑا اعزاز اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔ اس اعزاز کے لئے اُسے مکمل طور پر اللہ اور اللہ کے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت اور غُلامی کرنے ہوگی اور اُسے اپنی آزادی سے مکمل طور پر دست بردار ہونا پڑے گا۔ اُسے کبھی رکوع کر کے اور کبھی سجدہ کر کے اس غلامی کا اقرار کرنا ہو گا اور کبھی اپنا سب کچھ اللہ پر قربان کر کے اس غلامی کا ثبوت فراہم کرنا ہوگا اور انسانیت کے فلاح و بہبود کے وہ تمام کام کرنے ہونگے جو کسی مہذب اور ترقی یافتہ انسان سے توقع کیے جاسکتے ہیں۔ اور اُسے تمام انسانوں میں سے سب سے اچھا، بہتر اور برتر نظر آنا ہوگا اور اُسے ایسی کامیابی اور کامرانی حاصل کرنی ہوگی کہ تمام انسان اُسے حاصل کرنے کے لئے

Marfat.com

اُس کی تقلید کرنے پر مجبور ہو جائیں اور اُسے اللہ تک رسائی کے لئے اتنی محنت، تگ ودو اور جدو جہد کرنی ہوگی کہ اُس سے زیادہ محنت، تگ ودو اور جدو جہد ممکن نہ ہو اور اُسے اس بات کا یقین کرنا ہوگا کہ اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ اُس کے ہر قول اور فعل کا بذات خود مشاہدہ کر رہے ہیں اور اگر اُس نے کوئی غلطی اور لغزش کی تو وہ اُس کے خلاف اللہ کی عدالت میں اُس کے خلاف شہادت دیں گے اور اگر انہوں نے اُس کے خلاف شہادت دے دی تو پھر اُس کی نجات نہ صرف مشکل اور دشوار ہوگی بلکہ ناممکن ہو جائے گی اور اُسے ایسا انتظام کرنا ہوگا کہ وہ غیر مسلموں کے قول وفعل سے نہ صرف خبردار ہو بلکہ پوری طرح واقف ہو تا کہ ان کے خلاف اللہ کی عدالت میں معتبر شہادت دے سکے اور اللہ تعالیٰ اُسے ایک معتبر شہادت تسلیم بھی فرمالے۔ لیکن اگر اُس کا اپنا عمل غیر مسلموں جیسا ہوگا تو پھر وہ اُن کے خلاف شہادت کیسے دے سکے گا اور اگر اُس نے شہادت دے دی تو پھر اُسے اپنے خلاف استعمال ہونے سے کیسے روک سکے گا۔

اس کے لئے اُسے نہ صرف نماز پڑھنی ہوگی بلکہ نماز کے نظام کو اس طرح قائم کرنا ہوگا کہ مسلمانوں میں سے کوئی بے نمازی نہ رہ سکے۔ اُسے نہ صرف زکوٰۃ دینی ہوگی بلکہ زکوٰۃ کا ایسا نظام قائم کرنا ہوگا کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ ہو۔ اُسے کتاب وسنت کو نہ صرف ماننا ہوگا بلکہ اُسے اس طرح اپنا ضابطہ حیات بنانا ہوگا کہ مسلمانوں کے نزدیک خاص طور پر اور غیر مسلموں کے نزدیک عام طور پر دنیا میں کوئی اور ضابطہ حیات قابل تقلید نہ رہے اور اُسے اللہ کو اپنا اس طرح حامی ومددگار بنانا ہوگا کہ اُسے کسی غیر اللہ کی حمایت اور امداد کی ضرورت نہ رہے اور اللہ کو ایسا حامی اور مددگار ثابت کرنا ہوگا کہ تمام انسان اُس کی حمایت اور مدد کے خواستگار اور طلبگار ہو جائیں۔

کیا یہ سب کچھ کرنا آسان کام ہے؟ اگر یہ آسان نہیں تو پھر مسلمان بننا اور مسلمان کہلانا کیا آسان ہے؟ ظاہر ہے نہ یہ کام آسان ہے اور نہ ہی مسلمان بننا اور کہلانا آسان

Marfat.com

ہے۔ یہ بہت مشکل کام ہے۔ لیکن ایک مسلمان نے اور ایک مسلمان امت نے یہ مشکل کام کرنا ہے۔ اگر مسلمانوں نے یہ مشکل کام کر لیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ قوم بن جائے گی۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو حضرت محمد ﷺ نہ صرف اللہ کی عدالت میں اُس کے حق میں شہادت دیں گے بلکہ شفاعت بھی فرمائیں گے اور اُن کی شفاعت کو اُن کا رب قبول بھی فرمالے گا اور وہ ابدی جنت میں داخل ہو کر خوف اور غم سے مکمل طور پر آزاد ہو جائیں گے۔ مزید برآں انہیں غیر مسلموں کے خلاف شہادت کا موقع بھی مل سکے گا اور یہ شہادت غیر مسلموں کو ابدی خوف اور غم میں مبتلا کر دے گی۔ جنہوں نے آج انہیں طرح طرح کے خوف اور غموں میں مبتلا کر رکھا ہے اور انہیں ڈرا دھمکا کر اور لالچ دے کر دین مبین (اسلام) سے دور کر رکھا ہے۔ کیا وہ اسلام کو چھوڑ کر اپنے خوف اور غم کا مداوا چاہتے ہیں یا وہ اسلام کا دامن مضبوطی سے پکڑ کر اپنا خوف اور غم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنا چاہتے ہیں؟ ظاہر ہے وہ خوف اور غم سے مکمل نجات چاہتے ہیں۔ پھر مسلمان کہلانے اور بننے میں کیا رکاوٹ ہے؟ اگر یہ رکاوٹ مسلمان خود ہی ہیں تو پھر وہ یہ رکاوٹ دور کیوں نہیں کر لیتے؟ کیا اُن کی یہ رکاوٹ کوئی غیر مسلم آ کر دور کرے گا؟ غیر مسلموں کے لئے تو مسلمان ہی سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ وہ بھلا یہ رکاوٹ کیوں دور کریں گے تا کہ یہ اُن کے لئے ایک مضبوط و مستحکم اور مستقل رکاوٹ بن جائیں۔ وہ تو اس رکاوٹ کو اور کمزور اور غیر مستحکم کریں گے تا کہ اُن کے سامنے یہ کمزور رکاوٹ بھی نہ رہے اور وہ اپنی من مانیاں کرنے کے لئے آزاد ہو جائیں اور انسان کو اُس کے رب سے اتنا دور لے جائیں کہ انسان کا اپنے رب سے رشتہ ہی ختم ہو جائے اور وہ اپنے رب کی رحمت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم ہو جائے اور شیطان اُسے اپنا حمایتی اور مددگار بنا کر دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار کر دے اور ابدی خوف اور غم کو انسان کا مقدر بنا دے۔ کیا مسلمان شیطان کو یہ مکروہ کھیل کھیلنے کی اجازت دے سکتے ہیں؟ وہ خیر امت ہیں۔ وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکتے۔ مگر اس کے لئے انہیں اُس رکاوٹ کو دور کرنا ہوگا جو اُن

Marfat.com

کی خود پیدا کردہ ہے اور جسے انہوں نے خود ہی دور کرنا ہے۔ یہ رکاوٹ ان کا حقیقی مسلمان نہ ہونا ہے۔ وہ حقیقی مسلمان بن سکتے ہیں۔ مگر اُس کے لئے انہیں وہ سب کچھ کرنا ہوگا جس کا ذکر اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ اگر انہوں نے ایسا کرلیا تو نہ صرف اُن کا بطور مسلمان زندہ رہنا آسان ہو جائے گا بلکہ غیر مسلموں کے سامنے جو شیطان نے سب سے بڑی رکاوٹ بنا کھڑی کی ہے وہ دور ہو جائے گی اور غیر مسلموں کا مسلمان بننا آسان ہو جائے گا۔ اور اگر غیر مسلموں نے اپنی آزاد مرضی سے اسلام قبول کرلیا تو انسانیت خوف اور غم سے مکمل طور پر نجات حاصل کرلے گی اور شیطان خود خوف اور غم میں مبتلا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ تو پہلے ہی اُس کی حمایت اور مدد سے دستبردار ہو چکا ہے۔ اگر انسان اور جن بھی اُس کی حمایت اور مدد سے دستبردار ہو گئے تو وہ کسے اپنا حمایتی اور مددگار بنائے گا اور اگر وہ اس طرح تنہا ہو گیا جس طرح اُس نے انسان کو تنہا کیا ہوا ہے تو اسے خوف اور غم سے کون بچا سکے گا۔ کاش آج کا مسلمان اپنی اس بھاری ذمے داری کا احساس کرلے۔ اگر مسلمان نے اپنی اس ذمے داری کا احساس کرلیا اور اِسے پورا کرنے پر کمربستہ ہو گیا تو اُسے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی حمایت اور مدد حاصل ہو جائے گی اور شیطان مکمل طور پر بے یار و مددگار ہو جائے گا۔ اس طرح وہ مکمل طور پر شکست کھا جائے گا اور انسانیت اُس کے مکروفریب سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے گی۔ کاش انسان اس راز کو جان لے۔ کاش مسلمان اپنی ذمے داری نبھانے کے قابل ہو جائیں تاکہ وہ خود بھی خوف اور غم سے محفوظ ہو جائیں اور انسانیت بھی اس سے محفوظ و مامون ہو جائے۔ یوں انسان حقیقی معنوں میں خوش اور خوشحال ہو جائے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ط وَمَنْ يَّتَّبِعْ
خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ط وَلَوْلَا
فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا لا
وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ o

Marfat.com

(سورۃ النور آیت نمبر 21)

ترجمہ: اے مسلمانو شیطان کی پیروی نہ کرو اور اُس کے بتلائے ہوئے راستوں پر مت چلو۔ تم میں سے جو شیطان کی پیروی کرے گا اور اُس کے بتلائے ہوئے راستوں پر چلے گا تو وہ اُسے بے حیائی اور بری بات کا ہی حکم دے گا۔ اگر اے مسلمانو تم پر اللہ کا فضل و کرم اور مہربانی نہ ہوتی تو تم میں سے کبھی کوئی ایک بھی پاک صاف نہ ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے پاک صاف کر دیتا ہے اور اللہ سنتا اور جانتا بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ انسان کا محسنِ اعظم ہے۔ انسانوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا احسان مسلمانوں پر ہے جنہیں اُس نے مسلمان ہونے کی توفیق بخشی ہے۔ پیدائشی مسلمانوں کو تو اس احسان عظیم کا علم نہیں لیکن جو انسان گمراہی میں گرفتار ہونے کے بعد مسلمان ہوتے ہیں انہیں اس احسان عظیم کا بخوبی علم ہوتا ہے کہ وہ کتنے گہرے اندھیرے سے نکل کر کتنی روشن دنیا میں آ گئے ہیں۔ لہٰذا وہ ایک دفعہ اس تاریکی سے نکلنے کے بعد دوبارہ اس تاریکی میں جانے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ ایسے مسلمانوں پر شیطان کی تمام چالیں ناکام ہو جاتی ہیں اور وہ ناکام و نامراد ہو جاتا ہے۔

لیکن جو نسل در نسل اور پیدائشی طور پر مسلمان ہوتے ہیں اور جنہیں مسلمان ہونے کی قدر و قیمت معلوم نہیں ہوتی وہ شیطان کے جال میں آسانی سے پھنس جاتے ہیں اور جال میں پھنسنے کے باوجود انہیں احساس تک نہ ہوتا ہے کہ وہ شیطان کے جال میں پھنس چکے ہیں۔ لہٰذا وہ اس جال سے نکلنے کی کوشش ہی نہیں کرتے اور اگر کوشش کرتے بھی ہیں تو ایسی کمزور کوشش کرتے ہیں کہ ایک جال سے نکل کر دوسرے جال میں پھنس جاتے ہیں اور یوں کبھی آزادی حاصل نہیں کر پاتے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر اپنا فضل و کرم اور

Marfat.com

مہربانی ہے لہٰذا وہ اکثر اوقات رسوا نہیں ہو پاتے اور لوگ انہیں نیک اور پارسا ہی سمجھتے رہتے ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی اصل حقیقت سے بے خبر ہے اور جس قسم کی وہ باتیں کر رہے ہیں اور جس قسم کی وہ حرکات کر رہے ہیں اللہ اُن کو سن اور دیکھ نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ سب کچھ سن اور دیکھ رہا ہے۔ مگر وہ انہیں اپنی رحمت سے محروم نہیں کرنا چاہتا۔ لہٰذا وہ انہیں زیادہ سے زیادہ مہلت دے کر اُن کی اصلاح کا انتظار کر رہا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ یہ مہلت کبھی ختم نہ ہوگی اور مسلمانوں کی حقیقت کبھی ظاہر نہ ہوگی۔ اُن کی اصل حقیقت کبھی اور کسی وقت ظاہر ہو سکتی ہے ار اُن کی نیکی اور پارسائی کا بھید کھل سکتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ اُس وقت کا انتظار نہ کریں اور اُس کے آنے سے پہلے ہی اپنی اصلاح کر لیں تا کہ اُن کی اصل حقیقت ظاہر نہ ہو اور اُن کی نیکی اور پارسائی پر پڑا ہوا پردہ قائم رہے۔

آج دنیا میں اکثر مسلمانوں کی حقیقت ظاہر ہو گئی ہے اور اُن کی نیکی اور پارسائی پر پڑا ہوا پردہ کافی حد تک اُٹھ چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں سے نہ شیطان خوفزدہ ہو رہا ہے نہ اُس کے حواری بلکہ الٹا مسلمان اُن سے خوفزدہ ہیں۔ شیطان اور اُس کے حواری باقی ماندہ مسلمانوں کی اصل حقیقت ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اُن کی نیکی اور پارسائی کی اصل حقیقت دنیا کے سامنے لا رہے ہیں۔ اگر وہ اپنی اُس مذموم کوشش میں اللہ نہ کرے کبھی کامیاب ہو گئے تو تمام مسلمان دنیا ہی میں ذلیل و رسوا ہو جائیں گے اور اللہ کے چاہنے کے باوجود وہ اس ذلت و رسوائی سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ذلت و رسوائی ہرگز نہیں چاہتا۔ اسی لئے وہ انہیں خبردار کر رہا ہے لیکن اگر مسلمان خود ہی نہ چاہنا چاہیں تو پھر اللہ جس نے انہیں آزادی اور خود مختاری دے رکھی ہے اُن کی آزادی میں مداخلت کر کے اُن کی خواہش کو پورا ہونے سے کیسے روک سکتا ہے۔ وہ ان پر جبر کر کے انہیں مسلمان کیسے بنا سکتا ہے؟ یہ اس کا فضل و کرم اور مہربانی ہے کہ اُس نے اُن کو مسلمان گھرانوں میں

Marfat.com

پیدا کر دیا ہے اور انہیں بغیر کسی محنت و مشقت اور تگ و دو کے مسلمان بنا دیا ہے۔ اگر وہ خود ہی مسلمان نہیں رہنا چاہتے تو اللہ تعالیٰ انہیں کیسے زبردستی مسلمان رکھ سکتا ہے۔ اگر اللہ نے زبردستی ہی کرنا ہوتی تو پھر کوئی انسان کیسے غیر مسلم ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح انسانوں کو آزادی دے رکھی ہے اسی طرح شیطان اور مسلمانوں کو بھی آزادی دے رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کی آزادی میں چاہے وہ شیطان ہی کیوں نہ ہو ایک وقت مقررہ تک مداخلت نہیں کرتا۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے اچھائی اور برائی کا ادراک سب کو دے رکھا ہے۔ اُس نے رحمان اور شیطان کا راستہ سب کو بتا دیا ہے۔ اب انسان اور مسلمان کا اپنا اختیار وہ جس راستے کو چاہے اختیار کر لے۔ وہ اگر برا بننا چاہتا ہے برا بن جائے۔ اگر اچھا بننا چاہتا ہے اچھا بن جائے اُسے کوئی روکنے اور ٹوکنے والا نہیں۔ لیکن اگر وہ خود ہی اپنے آپ کو کسی کے حوالے کر دے تو پھر اُسے شکایت کا حق نہیں۔ چاہے وہ شیطان کے حوالے ہو جائے یا رحمان کے۔ چاہے انسان بن جائے یا شیطان۔ چاہے وہ اللہ کا دوست بن جائے چاہے شیطان کا۔ چاہے انسان رہے یا مسلمان بن جائے۔ کاش مسلمان یہ جان لیں۔

يَـاَيُّهَـا الـنَّـاسُ اِنَّ وَعْـدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وقـفـة وَلَا يَـغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ o اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَـاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ط اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ o

(سورۃ فاطر آیت نمبر 6-5)

ترجمہ: اے لوگو! اللہ کا وعدہ سچا ہے تو تمہیں دنیا کی زندگی کہیں دھوکہ نہ دے جائے اور کہیں شیطان دھوکے باز تمہیں اللہ کے نام پر بہکا نہ دیوے۔ بے شک شیطان تمہارا سب سے بڑا دشمن ہے۔ لہٰذا اسے اپنا دشمن ہی سمجھنا۔ بے شک وہ اپنے پیروکاروں کو اپنے پاس

Marfat.com

اس لئے بلاتا ہے کہ وہ بھی دوزخ والوں میں شامل ہو جائیں۔

انسان اپنے ذاتی علم کی بنا پر آخرت کی حقیقت سے اس طرح آگاہ نہ ہوسکتا ہے جس طرح اسے آگاہ ہونے کا حق ہے۔ اگر وہ آخرت پر ایمان بھی رکھتا ہے تو اس کا ایمان نہایت کمزور ہے اور اُسے آخرت کے بارے میں یقین کامل حاصل نہیں۔ وہ دنیا اور دنیا کی زندگی کو ہی اپنی پہلی اور آخری دنیا اور زندگی خیال کرتا ہے۔ وہ اپنی زندگی کو طویل سے طویل تر کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اسے خوش اور خوشحال بنانے کے لئے وہ سب کچھ کر گزرتا ہے جس کی اُسے ضرورت ہوتی ہے اور اس کے لئے وہ کسی قانونی، اخلاقی اور انسانی اقدار کا خیال نہیں کرتا۔ لیکن اس کے باوجود وہ حقیقی خوشی اور خوشحالی حاصل نہیں کر پاتا۔ مزید برآں موت اُس کے تمام منصوبوں پر پانی پھیر دیتی ہے اور وہ نہ چاہنے کے باوجود اس دنیا سے چلا جاتا ہے۔ چونکہ انسان کو موت کے بعد کی زندگی کا شعور نہیں لہٰذا وہ اِسے زندگی ہی خیال نہیں کرتا اور اس زندگی کے بارے میں سوچتا تک نہیں۔ وہ یا تو اس کا انکار کر دیتا ہے اور اگر اقرار بھی کرتا ہے تو اس زندگی کے بارے میں قطعاً فکر مند نہیں ہوتا۔

دنیا کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جاننے کی کوشش کر رہا ہے اور اس میں پوشیدہ خزانوں کو تلاش کر کے اپنے استعمال میں لا رہا ہے لیکن پھر بھی خوش اور خوشحال نہ ہے۔ اُسے فکر لاحق ہے کہ دنیا کے خزانے تیزی سے ختم ہو رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب وہ ستاروں اور سیاروں میں نئی دنیا کی تلاش میں ہے اور اس میں منتقل ہو جانا چاہتا ہے۔ لیکن اس سمت میں اُسے کوئی خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی ہے۔ اُس نے چاند تک رسائی حاصل کر لی ہے لیکن چاند نے اُسے مایوس ہی کیا ہے چونکہ وہاں زندگی کے آثار تک نہ ہیں۔ وہ اب دوسرے ستاروں اور سیاروں تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور اپنے قیمتی وسائل خرچ کر رہا ہے لیکن اُسے یہاں بھی کامیابی کی امید کم ہی نظر آ رہی ہے۔ لیکن چونکہ وہ زیادہ دیر تک دنیا میں زندہ رہنا چاہتا ہے۔ وہ اس دنیا سے مایوس ہوتا جا رہا ہے لہٰذا ایک نئی

Marfat.com

دنیا کو وہ اپنے لئے نہایت ضروری خیال کرتا ہے۔ چاہے اس کے حصول کے لئے اُسے دنیا کے تمام وسائل خرچ ہی کیوں نہ کر دینے پڑیں۔

چونکہ شیطان کا تعلق جنوں سے ہے اور جن ایک پوشیدہ مخلوق ہے جسے آج تک انسان اپنے طور پر تلاش نہ کر سکا ہے لہٰذا وہ یا تو اس کا بالکل انکار کر رہا ہے اور اگر اس کا اقرار کر رہا ہے تو اسے کوئی خاص اہمیت نہ دے رہا ہے۔ وہ یہی سمجھ رہا ہے کہ انسان خود ہی اچھا یا برا ہوتا ہے اور اس کی اچھائی میں نعوذ باللہ نہ اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے اور نہ برائی میں شیطان کا۔ لہٰذا شیطان اُس کے لئے کوئی مسئلہ نہ ہے۔ اگر اُس کے کوئی مسئلے ہیں تو جہالت، غربت، بیماری، صحت، پانی اور غذا وغیرہ۔ وہ ان مسئلوں کو حل کرنے کی کوشش کر رہا ہے لیکن یہ مسئلے حل ہونے کی بجائے مزید پیچیدہ ہوتے جا رہے ہیں۔ وہ اپنا اگر کسی کو دشمن سمجھتا ہے تو دوسرے انسانوں کو۔ شیطان کی دشمنی اُس کے لئے کوئی اہمیت نہ رکھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ چونکہ انسان کی حیات کو جانتا ہے۔ وہ اس کی دنیا کی زندگی اور آخرت کی زندگی کا علم رکھتا ہے لہٰذا اس نے نبوت و رسالت اور اپنی الہامی کتابوں کے ذریعے انسان کو اُس حیات کے بارے میں بہت کچھ بتا دیا ہے اور اُسے تمام ضروری معلومات دے دی ہیں۔ جن کی تفصیل کتاب و سنت میں موجود ہے اور جسے قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا گیا ہے۔ مزید برآں چونکہ اللہ تعالیٰ کائنات کا خالق ہے لہٰذا وہ اُس دنیا کو بخوبی جانتا ہے جس میں انسان نے مرنے کے بعد اور قیامت کے بعد منتقل ہونا ہے۔ یہ دنیا آسمانوں پر موجود ضرور ہے لیکن انسان کی رسائی اس دنیا تک مرنے کے بعد اور قیامت کے بعد ہی ممکن ہے۔ یہ دنیا جنت اور دوزخ کی شکل میں ہے۔ جنت اچھے انسانوں کے لئے اور دوزخ برے انسانوں کے لئے مخصوص ہے۔ اِس دنیا میں انسان نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنا ہے اور وہاں سے کہیں اور منتقل نہ ہونا ہے۔ انسان چونکہ دوزخ اور جنت تک رسائی حاصل نہ کر سکا ہے لہٰذا وہ ان کا بھی انکار کر رہا ہے اور اگر اقرار کر رہا ہے تو خیال کرتا ہے کہ وہ وہاں

Marfat.com

ویسے ہی چلا جائے گا جیسے اس دنیا میں آیا ہے۔ لہٰذا اسے فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔ انسان یہاں یہ بھول جاتا ہے کہ یہ دنیا جس میں وہ اب رہ رہا ہے دوزخ بھی ہے اور جنت بھی۔ جو انسان زیادہ محنت کرتا ہے وہ دنیا کی جنت زیادہ سمیٹ لیتا ہے اور جو کم محنت کرتا ہے اُس کے ہاتھ جنت کم ہی آتی ہے بلکہ وہ دنیا کی دوزخ میں ہی رہ رہا ہے۔ اس دنیا میں محنت نہ کرنے والوں کو انسان جاہل اور گنوار قرار دیتا ہے لیکن اُس دنیا کے لئے محنت کرنے والوں کو بے کار انسان خیال کرتا ہے۔

یہ زندگی، وہ زندگی، یہ دنیا، وہ دنیا۔ تمام اس کائنات کی حقیقتیں ہیں جنہیں آہستہ آہستہ انسان جان رہا ہے۔ انسان کے پاس عقل و شعور محدود ہے اور وسائل کم ہیں لہٰذا وہ کائنات کی ان حقیقتوں کو ابھی تک اُس طرح نہ جان سکا ہے جس طرح جاننے کا حق ہے۔ انسان کی زندگی بہت ہی مختصر ہے۔ ہو سکتا ہے وہ ان حقیقتوں کو اپنے طور پر کبھی نہ جان سکے اور اگر اُس نے کبھی ان حقیقتوں کو جان لیا تو ہو سکتا ہے اُس کی زندگی کی بساط لپیٹ دی جائے اور وہ اس ابدی زندگی کے لئے کچھ نہ کر سکے۔ لہٰذا حقیقت شناس اور مہذب انسان کا فرض بنتا ہے کہ وہ ان حقیقتوں کو اسی طرح تسلیم کر لے جیسے اُن کے رب نے انہیں بیان کیا ہے اور اپنی اصلاح کر کے وہ تمام اچھے کام کر لے جو اسے اس دنیا میں فائدہ دیں اور ایسے تمام برے کاموں سے اپنے آپ کو بچا لے جو اسے وہاں نقصان دیں۔ اُسے شیطان کی حقیقت کا بھی جلد سے جلد اقرار کر لینا چاہیے اور اس ازلی دشمن کو اپنا دشمن بنا لینا چاہیے تاکہ وہ اس کے مکر و فریب سے بچ سکے۔ اگر انسان نے ان تمام حقیقتوں کو تسلیم کر لیا تو وہ اچھے کام کر کے اس دنیا کو اپنے لئے جنت بنا سکتا ہے اور اُس دنیا کی ابدی جنت کو حاصل کر سکتا ہے۔ اگر اُس نے ایسا نہ کیا تو شیطان، یہ دنیا اور اُس کی دنیاوی زندگی اُسے اپنے جال میں پھنسائے رکھے گی اور وہ جب تک زندہ رہے گا خوف اور غم میں گھرا رہے گا اور جب مرے گا تو ابدی خوف اور غم اس کا مقدر بن جائے گا۔ وہ اِس دنیا میں خوشی اور خوشحالی کو ترستا رہے گا اور اُس

Marfat.com

دنیا کی خوشی اور خوشحالی بھی حاصل نہ کر سکے گا۔ وہ جب تک زندہ رہے گا دنیا کی دوزخ میں جلتا رہے گا اور جب مرے گا تو آخرت کی دوزخ اُس کا مقدر ہوگی۔

کاش انسان اس راز کو پالے تاکہ وہ حقیقت شناس بن کر دنیا و آخرت کی تمام حقیقتوں کو جان لے اور خوف اور غم سے آزاد ہو کر حقیقی خوشی اور خوشحالی کو پالے۔

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ط هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ o وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ج اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ o

(سورۃ الزخرف آیت نمبر 62-61)

ترجمہ: اور قیامت کا علم صرف اُسی (اللہ تعالیٰ) کے پاس ہے اور اس بارے میں کسی شک وشبہ میں مبتلا نہ ہونا اور میری پیروی کرنا چونکہ یہ ہی سیدھا راستہ ہے اور شیطان تمہیں (اس سیدھے راستے پر چلنے سے) کہیں نہ روکے چونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

قیامت کا آنا ایک بہت بڑی حقیقت ہے۔ قیامت نے کب آنا ہے کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ نفسِ لوامہ کی انسان کے اندر موجودگی اس کی ایک بہت بڑی نشانی ہے۔ موت بھی اس کی ایک بہت بڑی نشانی ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی نشانیاں ہیں جن کا ذکر اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ نے اپنی احادیث میں کیا ہے۔ ان میں سے اکثر نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں اور بقایا تیزی سے ظہور پذیر ہو رہی ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ قیامت اب زیادہ دور نہ ہے۔ ترقی یافتہ انسان کا آسمان پر اپنے لئے نئی دنیا کا ڈھونڈنا بھی اس طرف نشاندہی کرتا ہے۔ لہٰذا اب بھی اگر کوئی انسان قیامت کا انکار کرتا ہے تو وہ ایک بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کر رہا ہے۔ دنیا میں اس وقت جو موت کا کھیل کھیلا جا رہا ہے اس کا شکار کوئی انسان کبھی بھی ہو سکتا ہے اور موت کے بعد مرنے والے کے لئے دنیا کا موجود رہنا یا نہ رہنا بے معنی ہو جاتا ہے اور اُس کے لئے قیامت وقوع پذیر ہو جاتی ہے۔ اس

Marfat.com

طرح قیامت انسان کے سروں پر منڈلا رہی ہے اور کوئی بھی انسان کسی وقت اس کی گرفت میں آ سکتا ہے۔

اب انسان کے پاس قیامت سے بچاؤ کا کوئی چارہ نہیں۔ قیامت نے آنا ہے اور آ رہی ہے۔ اور انسان نے جلد یا بدیر اس کا شکار ضرور ہونا ہے۔ اگر شیطان پھر بھی انسان کو اس سے بے پرواہ اور غافل کر رہا ہے اور انسان اس سے غافل اور بے پرواہ ہو رہا ہے تو یہ انسان کی ایک بہت بڑی غلطی اور کوتاہی ہے اور اس کا خمیازہ اُسے اُس وقت بھگتنا پڑ جائے گا جب قیامت اُسے اپنی گرفت میں لے لے گی اور اُس کے پاس اس کے اثرات سے بچنے کے لئے کچھ نہ ہو گا اور ایک ایسے خوف اور غم میں مبتلا ہو جائے گا جس کا کبھی خاتمہ نہ ہو سکے گا۔ آج کا انسان نہایت ہی مہذب اور ترقی یافتہ ہے اور وہ مستقبل کے بارے میں ایسی معلومات حاصل کر رہا ہے جو سو فیصد درست ثابت ہو رہی ہیں تو پھر وہ اپنے حال سے اتنا بے خبر کیوں ہے اور اپنے حال کو دیکھ کر اپنے مستقبل کا درست اندازہ کیوں نہیں لگا رہا ہے اور اگر اُس نے یہ اندازہ لگا رکھا ہے تو پھر وہ اپنے مستقبل کے بارے میں متفکر کیوں نہ ہے؟ اور اُس کے لئے اپنے آپ کو کیوں تیار نہ کر رہا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اُسے خبردار کر دیا ہے اور اُسے ایک ضابطہ حیات بھی دے دیا ہے جو اُسے قیامت کے باوجود نہ صرف زندہ رکھ سکتا ہے بلکہ اُسے حقیقی ابدی خوشی اور خوشحالی دے سکتا ہے اور خوف اور غم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات دلا سکتا ہے۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ انسان اس سیدھے راستے کی طرف متوجہ نہ ہو رہا ہے اور شیطان کے بتائے ہوئے ٹیڑھے راستوں پر چل رہا ہے۔ وہ شیطان کو اپنا دوست سمجھ رہا ہے اور اپنے رب کو جس نے اُسے سب کچھ دے رکھا ہے کو اپنا دوست قرار نہ دے رہا ہے۔ وہ شیطان کی باتیں نہ صرف سن رہا ہے بلکہ اُس کی باتوں پر عمل بھی کر رہا ہے۔ لیکن وہ اپنے رب کی باتوں کو سننے کے لئے بھی تیار نہیں اور اگر کبھی سن لیتا ہے تو ان پر عمل نہیں کرتا۔ کیا انسان اس بات کا انکار

Marfat.com

کرسکتا ہے کہ اس وقت اُس کے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ کے سوا اُسے کسی اور نے عطا کیا ہے ؟ اگر یہ سب کچھ اُسے اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے تو پھر وہ اپنے محسن کی بات کیوں نہیں سنتا۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اُسے کسی انسان کی ضرورت نہیں لیکن تمام انسانوں کو اس کی ضرورت ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں لیکن تمام انسان اُس کے محتاج ہیں۔ اگر انسان اللہ کی باتوں کو سنتا ہے اور اُن پر عمل کرتا ہے تو اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے۔ اگر اللہ نے آج اسے زندگی اور دنیا کی نعمتیں دی ہیں تو کل حیات اور جنت کی نعمتیں عطا کرسکتا ہے۔ اگر آج اُسے موت اور قیامت سے دوچار کر رکھا ہے تو کل ابدی حیات اور ابدی جنت بھی دے سکتا ہے۔ اللہ بادشاہ ہے۔ وہ انسان کو عطا کر رہا ہے اور عطا کرتا رہے گا۔ لیکن اگر انسان نے اُس کی باتوں کو نہ سنا، اُس کے سیدھے راستے کو اختیار نہ کیا، شیطان کی باتوں کو سنا اور اُس کے ٹیڑھے راستوں پر چلا تو اُس نے موت اور قیامت کا شکار تو ہونا ہی ہے لیکن کبھی زندگی اور حیات کا مزہ نہ لے سکے گا۔ یہ دنیا اُس کے لئے تنگ قبر بن جائے گی اور کائنات سکڑ کر دوزخ میں تبدیل ہو جائے گی۔ کیا انسان کبھی تاریک قبر اور جلتی آگ میں خوش رہ سکے گا؟ کیا وہ کبھی خوف اور غم سے نجات پا سکے گا؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر وہ قیامت کا اقرار کر کے صراطِ مستقیم پر چلنا شروع کیوں نہیں کر دیتا؟ کاش انسان اس بڑی حقیقت کو جان لے اور مان لے۔

يَـا اَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ اٰمَـنُـوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً ص وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ط اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ٥ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ م بَعْدِ مَا جَآءَ تْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ٥

(سورۃ بقرہ آیت نمبر 09-208)

ترجمہ : اے مسلمانو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے دکھلائے ہوئے راستوں پر مت چلو چونکہ وہ تمہارا کھلا

Marfat.com

دشمن ہے۔ اگر صاف صاف احکامات ملنے کے باوجود تم بھٹک گئے تو
یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ بڑی طاقت اور حکمت والا ہے۔

مسلمان اللہ تعالیٰ کی دنیا میں ایک پسندیدہ قوم ہیں جنہیں خیر امت قرار دیا گیا ہے اور جن کے پاس اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات اور نشانیاں موجود ہیں۔ کتاب وسنت بطور ضابطہ حیات موجود ہے۔ خانہ کعبہ اور اُس میں موجود نشانیاں موجود ہیں۔ اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ کا مزار اقدس موجود ہے۔ خلفائے راشدین کی سیرتیں اور اُن کے ادوار کی سنہری تاریخ موجود ہے۔ علمائے حق اور اولیائے اللہ موجود ہیں۔ اب سب کی موجودگی میں اگر وہ راہ راست سے انحراف کرتے ہیں اور شیطانی راستوں کو اور اُس کے ضابطہ حیات کو اختیار کرتے ہیں تو پھر اللہ قادرِ مطلق ہے وہ انہیں اس اعزاز سے محروم کرسکتا ہے اور انہیں ذلت وخواری میں مبتلا کرسکتا ہے۔ اگر مسلمان اللہ کا دیا ہوا ضابطہ حیات چھوڑ کر شیطان کے دیئے ہوئے ضابطہ حیات کو اختیار کرتے ہیں تو پھر دوسرے انسانوں کو اللہ کے ضابطہ حیات کی طرف کیسے راغب کیا جاسکتا ہے۔ کیا مسلمان دین اسلام کے امین اور مبلغ نہیں؟ اور اگر وہ خود ہی امانت اور تبلیغ کا حق ادا کرنے کے قابل نہیں رہتے تو پھر انہیں دنیا کی امامت کا اعزاز کیسے دیا جاسکتا ہے؟

آج مسلمان اس اعزاز سے محروم ہو چکے ہیں۔ وہ اس اعزاز کو دوبارہ حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ اسلام میں پورے کے پورے داخل ہونے کے لئے تیار نہیں۔ وہ کتاب وسنت کو اپنا ضابطہ حیات بنانے کے لئے تیار نہیں۔ تو پھر وہ یہ اعزاز کیسے حاصل کرسکتے ہیں؟

اللہ مسلمانوں کا دوست، حامی اور مددگار ہے۔ لیکن مسلمانوں کو بھی اپنے آپ کو اللہ اور اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ کا غلام ثابت کرنا ہوگا اور شیطان کو اپنا کھلا دشمن قرار دے کر اُس کے دیئے ہوئے ضابطہ حیات کو ترک کرنا ہوگا۔ اگر انہوں نے ایسا کرلیا تو وہ دنیا کی امامت حاصل کرلیں گے۔ لیکن اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو وہ اس اعزاز سے ہمیشہ ہمیشہ کے

Marfat.com

لئے معزول ہو جائیں گے۔ ذلت وخواری ان کا مقدر بن جائے گا۔ وہ خوف اور غم کا شکار ہو جائیں گے۔ کیا مسلمان اس صورتحال سے اپنے آپ کو بچانا چاہتے ہیں؟ کیا وہ اللہ کو اپنا دوست اور حامی ومددگار بنانا چاہتے ہیں؟ کیا وہ شیطان اور اس کے حواریوں کے اثر سے محفوظ ہونا چاہتے ہیں؟ اگر وہ یہ سب کچھ چاہتے ہیں تو انہیں بلاخوف وخطر کتاب وسنت کو اپنا ضابطہ حیات قرار دے کر اس پر فوراً عمل شروع کر دینا چاہیے اور اسلام کو اپنا اوڑھنا اور بچھونا بنالینا چاہیے اور اپنا سب کچھ اسلام کے لئے وقف کر دینا چاہیے۔ ایسا کرنا نہ صرف اُن کے اپنے مفاد میں ہے بلکہ یہ انسانیت کے وسیع تر مفاد میں بھی ہے۔ چونکہ اس طرح انسان انسانی غلامی سے آزاد ہو جائے گا اور جب وہ اللہ کی غلامی میں آجائے گا تو شیطان اور اُس کے حواریوں کے شر سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے گا۔ کیا مسلمان خود بھی آزاد ہونا نہیں چاہتے اور انسانیت کو بھی آزادی نہیں دلانا چاہتے؟ اگر وہ ایسا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ وہ اسلام میں پورے پورے داخل ہو کر آزاد ہو جائیں۔ اگر وہ خود آزاد نہ ہو سکے تو انسانیت کبھی شیطان کی غلامی سے آزاد نہ ہو سکے گی اور اگر دنیا بھر کے انسان شیطان کے حامی اور مددگار بنے رہے تو وہ اپنی موجودہ آزادی کو بھی قائم نہ رکھ سکیں گے اور جلد یا بدیر شیطان کی مکمل غلامی میں چلے جائیں گے۔ (اللہ نہ کرے ایسا ہو)

کاش مسلمان اپنی بھاری ذمہ داری کا احساس کریں اور اسے مقدور بھر بنانے کی کوشش خلوص دل کے ساتھ کریں۔ کاش وہ شیطان کو شکست دینے کے قابل ہو جائیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی دوستی اور حمایت حاصل کر سکیں اور یوں انہیں دنیا بھر کے اکثر انسانوں کی دوستی اور حمایت حاصل ہو جائے اور اُن کا دین اسلام پر چلنا آسان ہو جائے۔ کاش وہ اسلام میں پورے پورے داخل ہو جائیں تاکہ شیطان کا عمل دخل ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے اور وہ اُس کے شر سے مکمل طور پر محفوظ و مامون ہو کر اللہ کے مضبوط قلعے میں قلعہ بند ہو کر ہر قسم کے خوف اور غم سے آزاد ہو جائیں اور حقیقی خوشی وخوشحالی دنیا وآخرت میں اُن کا مقدر بن جائے۔

Marfat.com

باب ہشتم

دین اسلام پر استقامت کی حقیقت

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ
وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ o اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ج
جَزَآءً م بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ o

(سورۃ الاحقاف آیت نمبر 14-13)

ترجمہ : جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب تسلیم کر لیا اور پھر اسے مضبوطی اور ثابت قدمی کے ساتھ تھامے رکھا اُن کے لئے نہ کسی قسم کا خوف ہے اور نہ ہی کوئی غم۔ وہ جنت کے حقدار ہیں جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ بدلہ ہے اُن کی کارگزاری کا۔

اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا مالک اور خالق ہے۔ وہ تمام مخلوقات کو پیدا کرنے والا اور اُن کو پالنے والا ہے۔ انسان کا خالق، مالک اور پالنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعلق ہے تو اس کا ادراک ناممکن ہے۔ لیکن جہاں تک اس کی صفات کا تعلق ہے تو وہ بے شمار اور لاتعداد ہیں جن کا شمار صرف مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ ماسوائے جنوں اور انسانوں کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے آزادی اور خودمختاری دے رکھی ہے۔

Marfat.com

باقی تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کو اپنا رب تسلیم کر رہی ہے اور اُس کی فرمانبرداری کر رہی ہے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے بہترین صلاحیتیں عطا کی ہیں اور اُس کی رشد و ہدایت کے لئے نبوت و رسالت کا نظام قائم کر کے اُسے اپنی الہامی کتابیں دی ہیں اور اپنی کائنات کو اُس کے فکر و تدبر کے لئے اُن کے سامنے لا رکھا ہے۔ اگر انسان ان تمام وسائل کو کام میں لا کر اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا چاہے تو یہ کام اُس کے لئے مشکل نہ ہے بلکہ نہایت آسان ہے۔ اگر وہ اپنے آپ اپنے ارد گرد اور اپنے نیچے اوپر ایک سرسری نظر بھی مارے تو اللہ تعالیٰ اُسے بآسانی مل سکتا ہے اور اُسے معلوم ہو سکتا ہے کہ کائنات کی ہر چیز میں وہ موجود ہے اور ہر چیز میں اُسی کی ہی جلوہ گری ہے۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ انسان کو اور تو بہت کچھ نظر آتا ہے اگر نہیں نظر آتا تو اللہ تعالیٰ جو اس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز میں دیکھ بھی لیتا ہے تو اُسے وہ اہمیت نہیں دیتا جیسے کے اُس کا حق ہے۔

انسان اگر اپنے آپ پر کچھ غور کرے تو اُسے بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ وہ جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہے اور اُس کے پاس جو کچھ ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے اور اس عطا میں اُس کا اپنا یا دوسرے انسانوں کا عمل دخل بہت کم ہے یا سرے سے ہے ہی نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ انسانوں کا تو احسان مند اور شکر گزار ہوتا ہے لیکن اللہ کا احسان مند اور شکر گزار نہیں ہوتا؟ وہ انسانوں کے احکامات تو بجا لاتا ہے لیکن اللہ کے احکامات کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ انسانوں کی غلامی میں فخر محسوس کرتا ہے لیکن لیکن اللہ کی غلامی میں عار سمجھتا ہے۔ وہ انسانوں کو نعوذ باللہ اپنا رب سمجھتا ہے لیکن اپنے حقیقی رب کے وجود کو بھی تسلیم نہیں کرتا۔ اس کے باوجود وہ اپنے آپ کو حقیقت شناس، حقیقت پسند اور ترقی یافتہ اور مہذب کہتا ہے اور اللہ کو اپنا رب تسلیم کرنے والوں کو جاہل اور گنوار قرار دیتا ہے۔ کیا جاہل اور گنوار وہ خود نہیں ہے جسے ہر چیز میں اللہ نظر آ رہا ہے مگر وہ اسے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اُس کے تمام

Marfat.com

کام اللہ تعالیٰ کی وجہ سے سرانجام پا رہے ہیں مگر اس کا وہ اقرار نہیں کرتا۔ وہ اللہ کی دی ہوئی صلاحیتوں کو اور اللہ کے پیدا کئے ہوئے مادے کو استعمال میں لا کر عیش و آرام کی زندگی گزار رہا ہے مگر اُسے اللہ کا احساس تک نہ ہے۔ کیا یہ رویہ جاہلانہ نہیں؟ اور اگر یہ جاہلانہ رویہ ہے تو کیا مذہب اور ترقی یافتہ انسان کو ایسا رویہ اختیار کرنا زیب دیتا ہے؟ کیا اُسے یہ رویہ ترک نہیں کر دینا چاہیے؟ کیا اُس کا اپنے رب پر ایمان اُن جاہلوں (بقول اُس کے) سے زیادہ پختہ اور مضبوط نہیں ہونا چاہیے جو صرف ایک نظر دیکھ کر اللہ کو اپنا رب تسلیم کر رہے ہیں اور اُس کے احکامات بجا لا کر اُس کی نعمتوں اور احسانوں کا شکر ادا کر رہے ہیں۔ آج کا مہذب اور ترقی یافتہ انسان اللہ کے بارے میں جتنا کچھ جان چکا ہے کیا وہ اللہ کو رب تسلیم کر لینے کے لئے کافی نہیں؟ کیا وہ اللہ کو ملنا چاہتا ہے اور ملنے کے بعد اُسے اپنا رب تسلیم کرے گا؟ لیکن اللہ اپنے نافرمانوں سے اور اپنے نہ ماننے والوں سے تو نہیں مل سکتا۔ وہ اگر ملے گا تو اپنے ماننے والوں اور فرمانبرداروں کو ملے گا۔ تو انسان اسے اپنا رب مان کیوں نہیں لیتا اور اُس کا فرمانبردار بندہ کیوں نہیں بن جاتا؟

انسان کو جلد یا بدیر اللہ کو اپنا رب تسلیم کرنا ہی ہوگا۔ اگر انسان نے اُسے اپنی زندگی میں اپنا رب تسلیم نہ کیا تو مرنے کے بعد تو ہر حالت میں تسلیم کرنا ہوگا۔ جب اُس کی آزادی اور خودمختاری سلب کر لی جائے گی اور وہ مکمل طور پر اللہ کے رحم و کرم پر ہوگا۔ مگر اُس وقت اُس کے اقرار کو اللہ تسلیم نہیں کرے گا۔ وہ ایک دفعہ پھر دنیا میں واپس آ کر اللہ کو اپنا رب ماننے کی تمنا کرے گا لیکن اُس کی یہ خواہش اور تمنا پوری نہ ہو سکے گی۔ وہ اللہ کو اپنا رب تسلیم کرے گا لیکن اللہ اُسے اپنا بندہ تسلیم نہیں کرے گا اور اُس کو اُس کے حال پر چھوڑ دے گا۔ اُس وقت انسان کو اپنی اصل حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ کیا انسان اُس وقت کا انتظار کرے گا یا ابھی اور اسی وقت اللہ کو اپنا رب تسلیم کر کے اور اُس کا فرمانبردار بندہ بن کر اُس کو اپنا حامی و مددگار بنا لے گا اور اُس کے فیوض و برکات سے مستفید ہو کر دنیا کی زندگی کو جنت میں تبدیل کر کے

Marfat.com

خوف اور غم سے نجات پالے گا اور آخرت کی زندگی میں ابدی جنت حاصل کر کے خوف اور غم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جائے گا۔ لہٰذا انسان کے اپنے بہترین مفاد میں ہے کہ وہ فوراً اللہ کو اپنا رب تسلیم کر لے۔ چونکہ اللہ ہی اس کائنات میں وہ بہت بڑی ذات ہے جو رب ہونے کے قابل ہے اور جسے رب بنایا جا سکتا ہے۔ اگر انسان اللہ کی مخلوقات کو اپنا رب بنا سکتا ہے تو پھر مخلوقات کے خالق اور مالک کو اپنا رب کیوں نہیں بنا سکتا؟ اگر انسان نے اللہ کو اپنا رب تسلیم کر کے اُسے اپنا رب بنا لیا تو پھر وہ اپنے رب کے بتائے ہوئے راستہ پر آسانی سے چل سکے گا اور یہ راستہ اُسے دنیا کی جنت سے نکال کر آخرت کی جنت میں انشاء اللہ ضرور لے جائے گا۔ کاش انسان اللہ کو اپنا رب جلد از جلد تسلیم کر لے تا کہ وہ نام نہاد ربوں سے نجات پالے۔

اللہ کو رب تسلیم کرنا ہی کافی نہیں۔ اللہ کو رب تسلیم کرنے کے بعد اُس کی مکمل اطاعت اور بندگی بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی جن حقیقتوں کے بارے میں انسان کو بتلایا ہے اُن تمام حقیقتوں کو تسلیم کرنا ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے جو ضابطہ حیات دیا ہے اُسے اختیار کرنا ہوگا اور اپنی تمام زندگی اس ضابطہ حیات کے مطابق گزارنی ہوگی۔ اگر انسان نے استقامت کا مظاہرہ کیا تو اُسے اس دنیا میں اللہ کی مکمل حمایت اور مدد حاصل ہو جائے گی اور وہ اللہ کی توفیق سے اپنے تمام خوف دور کر لے گا اور اپنے تمام غموں سے نجات حاصل کر لے گا اور اگر اُس نے خوف اور غم سے نجات پالی تو وہ حقیقی خوشی اور خوشحالی حاصل کر لے گا جو اس دنیا کو جنت میں تبدیل کر دے گی اور وہ موت اور قیامت کے مراحل سے گزر کر ایک ایسی دنیا میں چلا جائے گا جس کا نام جنت ہے اور جہاں خوف اور غم کا وجود تک نہ ہے۔ وہاں انسان ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ وہاں نہ بیماری ہوگی اور نہ موت اور نہ انسان وہاں سے کسی اور دنیا میں منتقل ہوگا۔ کیا اللہ کو رب مان لینے اور دین اسلام کو ضابطہ حیات بنا لینے کا یہ صلہ کم ہے؟ کیا کوئی اور رب یا کوئی اور ضابطہ حیات انسان کو اتنا بڑا

Marfat.com

صلہ دے سکتا ہے؟ اگر نہیں دے سکتا اور یقیناً نہیں دے سکتا تو انسان کو چاہیے کہ مزید وقت ضائع کیے بغیر اللہ کو اپنا رب تسلیم کر لے اور اسلام کو اپنا ضابطہ حیات بنا لے۔ اُس کے تمام مسائل حل ہو جائیں گے اور وہ خوف اور غم سے محفوظ اور مامون ہو جائے گا۔ کاش وہ اس راز کو جان لے۔

Marfat.com

باب نہم

اولیاء اللہ کی حقیقت

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ o اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ o لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ط لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ط ذٰلِکَ ھُوَالْفَوْزُ الْعَظِیْمُ o

(سورۃ یونس آیت نمبر 62-64)

ترجمہ: خبردار سن لو اولیاء اللہ ہر قسم کے خوف اور غم سے محفوظ اور مامون ہیں۔ وہ لوگ جو مسلمان ہوئے اور جنہوں نے تقوی اختیار کیا اُن کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت کی زندگی میں خوشی اور خوشحالی کا پیغام ہے اور اللہ کا فیصلہ اٹل اور تبدیل نہ ہونے والا ہے اور یہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔

دنیا اور آخرت دونوں زندگیوں میں خوشی اور خوشحالی انسان کی سب سے بڑی خواہش ہے۔ اس خواہش کو انسان کس طرح پورا کر سکتا ہے ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب انسان کے پاس نہیں ہے۔ انسان نے اپنے طور پر دنیاوی خوشی اور خوشحالی حاصل کرنے کی

Marfat.com

مقدور بھر کوشش کی ہے مگر ابھی تک وہ خوف اور غم سے ہی آزاد نہ ہو سکا ہے۔ اُس نے مادی طور پر بے پناہ ترقی کی ہے اور اپنے لئے بے شمار وسائل جمع کر لئے ہیں اور بے شمار آسائشیں حاصل کر لی ہیں مگر حقیقی خوشی اور خوشحالی تو ایک طرف وہ سکون کی نیند بھی سو نہ سکا ہے۔ وہ پرسکون نیند کے لئے کبھی خواب آور گولیوں کا سہارا لیتا ہے اور کبھی منشیات کی طرف رجوع کرتا ہے مگر اس کے باوجود وہ پرسکون نیند کو ترستا رہتا ہے۔ جہاں تک آخرت کی زندگی کا تعلق ہے تو وہ اس کا انکار کر کے یا اس پر یقین نہ کر کے مطمئن ہو گیا ہے۔ حالانکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا احساس اُسے مرنے کے بعد ہوگا۔ وہ خیال کرتا ہے کہ مرنے کے بعد یا تو وہ ابدی استراحت کی نیند سو جائے گا یا ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو جائے گا۔ لیکن اُسے یہ معلوم نہیں کہ اُسے مرنے کے بعد بھی جینا ہوگا اور وہاں بھی اُسے اِسی طرح پرسکون نیند اور خوشی اور خوشحال زندگی کی ضرورت ہوگی۔ جس کے لئے اُس نے نہ کبھی سوچا ہے اور نہ ہی اس کے لئے کوئی مناسب اور خاطر خواہ انتظام کیا ہے۔ وہ اگر دنیاوی زندگی سے تنگ آجاتا ہے تو کبھی خودکشی کر کے اس سے نجات پانے کی کوشش کرتا ہے یا پھر اپنی موت کا بے تابی سے انتظار کرتا رہتا ہے لیکن جب موت کے بعد ایک اور پریشان کن زندگی سے دوچار ہوتا ہے تو اُسے فرار کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ اِس طرح خوف اور غم اُس کا مقدر بن جاتا ہے اور وہ خوشی اور خوشحالی کو ترستا رہ جاتا ہے۔

انسان حقیقت پسند اور حقیقت شناس ہے۔ لہٰذا اُسے چاہیے کہ وہ اُس راستے کو پالے اور اُس پر چلنا شروع کر دے جو اُسے خوف اور غم کی وادی سے نکال کر خوشی اور خوشحال دنیا میں لے جائے۔ اِس راستے کی نشاندہی اُس کے رب نے کر دی ہے۔ اُس نے صرف اِس راستے پر چلنا ہے۔ یہ راستہ مسلمان ہونا ہے اور مسلمان ہونے کے بعد متقی بننا ہے اور متقی بننے کے بعد اللہ سے دوستی کر کے اُس کا دوست بننا ہے۔ یہ راستہ اُس کی فطرت کے عین مطابق ہے۔ اس راستے پر اللہ کی تمام دیگر مخلوقات ماسوائے جن چل رہی ہے۔ اس راستے

Marfat.com

پر چلنا نہایت ہی آسان ہے۔

مسلمان بننے کے لئے سب سے پہلے کائنات کی سب سے بڑی حقیقت اللہ کی ذات کو تسلیم کرنا ہوگا اور اُس کی تمام صفات کا اقرار کرنا ہوگا۔ اُسے اپنا حاکم اور حکمران تسلیم کرنا ہوگا اور اُس کے تمام احکامات پر خلوص دل کے ساتھ عمل کرنا ہوگا۔ اُسے اپنا محسن اعظم ماننا ہوگا اور اُس سے عشق کی حد تک محبت کرنی ہوگی۔ اللہ کی ذات کا اس طرح اقرار اُسے ایک طرف ایک بہت بڑی الجھن سے بچالے گا دوسری طرف اُسے احساس تحفظ مل جائے گا اور یوں انسان اپنے آپ کو تنہا ہونے سے بچالے گا۔ وہ ایک بہت بڑی طاقت کی حفاظت میں آجائے گا اور اُسے دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی خوفزدہ نہ کر سکے گی اور یوں وہ ہر قسم کے خوف اور غم سے مامون ہو جائے گا۔

اللہ کو اس طرح تسلیم کرنے کے بعد اُسے نبوت ورسالت کے سلسلہ کو تسلیم کر کے الہامی کتابوں کو ماننا ہوگا اور ان کے ذریعے جو اُسے معلومات فراہم کی گئی ہیں انہیں کائنات کی حقیقتیں تسلیم کرنا ہوگا اور اُن پر اسی طرح یقین کامل رکھنا ہوگا جس طرح وہ دنیا کی دوسری حقیقتوں کو تسلیم کر رہا ہے جو اُس کے اپنے ذاتی مشاہدے اور تجربے میں آچکی ہیں۔ اس کے بعد اُسے حضرت محمد ﷺ کی رسالت کو تسلیم کرنا ہوگا اور انہیں اللہ تعالیٰ کا آخری نبی اور رسول ماننا ہوگا اور قرآن حکیم کو اللہ کی آخری الہامی کتاب تسلیم کرنا ہوگا۔ پھر اُسے حضرت محمد ﷺ کو محسن انسانیت تسلیم کرنا ہوگا اور اُن کی مکمل اطاعت کرنا ہوگی اور اُن سے سب انسانوں سے زیادہ محبت کرنی ہوگی اور کتاب وسنت کو اپنا ضابطہ حیات بنانا ہوگا اور اس کے مطابق اپنے حقوق وفرائض ادا کرنے ہوں گے۔ اگر وہ اس طرح نبوت ورسالت کو تسلیم کر لے گا تو وہ ایک ایسی زندگی گزارنے کے قابل ہو جائے گا جو خوف اور غم سے محفوظ ہوگی۔

حقوق وفرائض ادا کرنے کے بعد اگر وہ نوافل ادا کرنے کے قابل ہو جاتا ہے تو پھر اُس کا شمار اللہ کے دوستوں میں ہونے لگے گا اور اُسے وہ اختیارات حاصل ہو جائیں گے کہ

Marfat.com

وہ نہ صرف خود خوف اور غم سے مامون ہو جائے گا بلکہ اُس سے دوستی کرنے والے بھی خوف اور غم سے محفوظ ہو جائیں گے اور اُس کو ایسا بلند مرتبہ مل جائے گا کہ اُس کے مرتبہ پر انبیاء اور شہید بھی رشک کریں گے۔

مشکوۃ شریف (**نمبر** 4791/9)

ابودائود شریف

ترجمہ : حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے ہیں نہ وہ انبیاء ہیں نہ شہید لیکن قیامت کے دن انبیاء اور شہید اُن کے مرتبہ پر رشک کریں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کون ہوں گے؟ فرمایا: جو خدا کے سبب آپس میں محبت کرتے ہیں۔ ان میں کوئی رشتے داری نہیں اور نہ مال ہے کہ ایک دوسرے کو دیتے ہیں۔ اللہ کی قسم اُن کے چہرے نورانی ہوں گے، وہ نور کے منبروں پر ہوں گے۔ جب لوگ ڈریں گے اِن کو کوئی خوف نہ ہوگا۔ جب لوگ غم کریں گے وہ غم نہیں کھائیں گے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی خبردار اللہ کے دوست نہ ان پر خوف ہے نہ وہ غم کھائیں گے۔

مشکوۃ شریف (**نمبر** 2158/6)

بخاری شریف

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اللہ فرماتا ہے) جو شخص میرے دوست کو تکلیف دے میں اس کے لئے اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرے بندے نے میرا قرب نہیں حاصل کیا اس چیز سے جو بہت محبوب ہو اس سے جو میں اُس پر

Marfat.com

فرض کیا۔ ہمیشہ میرا بندہ نفلوں کے ساتھ میرا قرب تلاش کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اُس کو دوست رکھتا ہوں۔ پس جب میں اُسے اپنا دوست رکھتا ہوں تو میں اُس کا کان ہوتا ہوں اس کے ساتھ سنتا ہے۔ میں اس کی آنکھ ہوتا ہوں اس کے ساتھ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ کہ اس کے ساتھ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں کہ اس کے ساتھ چلتا ہے۔ اگر یہ بندہ مجھ سے سوال کرتا ہے میں اُس کو دیتا ہوں۔ اگر میرے ساتھ پناہ پکڑتا ہے تو میں پناہ دیتا ہوں۔ کسی چیز کے کرنے میں توقف اور تردد نہیں کرتا جیسا کہ مومن کی جان قبض کرنے سے وہ موت کو ناخوش رکھتا ہے حال یہ ہے کہ میں اُس کی ناخوشی ناخوش جانتا ہوں اور اُس کو مرنے سے چارہ نہیں۔

مشکوۃ شریف (**نمبر**4784/2)

مسلم شریف

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس وقت کسی بندے سے محبت کرتا ہے، جبرائیلؑ کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص کو محبوب سمجھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ۔ جبرائیلؑ اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر وہ آسمان پر ندا کرتا ہے کہ اللہ فلاں شخص کو دوست رکھتا ہے تم بھی اس کو دوست رکھو۔ آسمان والے اُس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر زمین پر اُس کے لئے مقبولیت رکھ دی جاتی ہے اور جب کسی شخص کو برا سمجھتا ہے تو جبرائیلؑ کو بلاتا ہے میں فلاں شخص کو برا سمجھتا ہوں تو بھی اُس سے بغض رکھ وہ اس سے بغض رکھتا ہے۔ پھر جبرائیل

Marfat.com

آسمان پر پکارتے ہیں اللہ فلاں شخص کو مبغوض رکھتا ہے تم بھی اس سے بغض رکھو۔ وہ اس سے بغض رکھتے ہیں۔ پھر زمین پر اُس کے لئے بغض رکھ دیا جاتا ہے۔

مشکوۃ شریف (**نمبر** 4785/3)

مسلم شریف

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری تعظیم کی وجہ سے آپس میں محبت رکھنے والے کون ہیں۔ میں اُن کو اپنے سایہ میں جگہ دوں گا جبکہ میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہے۔

مشکوۃ شریف (**نمبر** 4787/5)

متفق علیہ

ترجمہ : حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اُس آدمی کے متعلق آپ کا کیا فرمان ہے جو کسی کے ساتھ محبت رکھتا ہے لیکن اس تک پہنچ نہیں سکا۔ آپؐ نے فرمایا آدمی اُس کے ساتھ ہے جس کے ساتھ اُسے محبت ہے۔

مشکوۃ شریف (**نمبر** 4756/4)

مسلم شریف

ترجمہ : حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص نے ایک دوسرے گاؤں میں جا کر اپنے ایک بھائی کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے پر ایک فرشتہ کو

Marfat.com

اس کے انتظار میں بٹھا دیا۔ فرشتہ نے کہا تو کہاں جانا چاہتا ہے۔ اُس نے کہا کہ اِس بستی میں میرا ایک بھائی ہے اس کی زیارت کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ اُس نے کہا کہ تم پر اُس کا کوئی حق نعمت ہے جس کو طلب کرنے کے لئے جانا چاہتا ہے۔ اس نے کہا نہیں صرف مجھے اُس کے ساتھ محبت ہے۔ فرشتے نے کہا میں اللہ کا تیری طرف بھیجا ہوا ہوں تا کہ تجھ کو خبر دوں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ محبت کی ہے جس طرح تو نے اِس سے محبت کی ہے۔

مشکوٰۃ شریف (**نمبر** 4788/6)

متفق علیہ

ترجمہ : حضرت انسؓ سے روایت ہے ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ قیامت کب ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: تیرے لئے افسوس ہو تو نے اِس کے لئے کیا تیار کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے اور کچھ نہیں تیار کیا مگر اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: جس سے تو محبت کرتا ہے اُس کے ساتھ ہوگا۔ انسؓ کہتے ہیں میں نے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو اس قدر خوش نہیں دیکھا جس قدر وہ یہ بات سن کر خوش ہوئے۔

مشکوٰۃ شریف (**نمبر** 4789/7)

متفق علیہ

ترجمہ : حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک ہم نشین اور برے ہم نشین کی مثال کستوری اٹھانے والے اور مشک پھونکنے والے کی ہے۔ کستوری والا تجھ کو کچھ دے گا یا

Marfat.com

تو اُس سے خریدے گا یا تجھ کو اُس سے عمدہ خوشبو آئے گی اور مشک پھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلائے گا یا تجھے اُس سے بدبو آئے گی۔

مشکوٰۃ شریف (نمبر 4792/10)

ترجمہ :حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوذرؓ کے لئے فرمایا: اے ابوذر ایمان کی کون سی دستاویز مضبوط تر ہے۔ابوذرؓ نے کہا اللہ اور اُس کا رسولؐ خوب جانتا ہے۔فرمایا اللہ کے سبب آپس میں دوستی رکھنا اور اللہ کے سبب محبت رکھنا اور بغض رکھنا۔

محبت اور دوستی انسان کے پاس وہ دو مضبوط ہتھیار ہیں جن کی مدد سے نہ صرف وہ خوف اور غم سے نجات پاسکتا ہے بلکہ وہ اِس دنیا اور اُس دنیا میں ایک خوش اور خوشحال زندگی حاصل کرسکتا ہے۔سب سے پہلے اُسے اللہ سے محبت اور دوستی کرنی ہوگی۔پھر اُسے اللہ کے رسولوں اور نبیوں کے ساتھ عام طور پر اور حضرت محمد ﷺ کے ساتھ خاص طور پر دوستی اور محبت کرنی ہوگی۔اُسے اللہ کی الہامی کتابوں کے ساتھ اور خاص طور پر قرآن مجید کے ساتھ دوستی اور محبت کرنی ہوگی۔اُسے اولیاء اللہ کے ساتھ دوستی اور محبت کرنی ہوگی۔اُسے اللہ کے فرشتوں کے ساتھ دوستی اور محبت کرنی ہوگی اور اُسے اللہ کی تمام کائنات کے ساتھ ماسوائے شیطان اور اُس کے حواریوں کے دوستی اور محبت کرنی ہوگی۔اگر انسان نے یہ دوستی اور محبت کرلی تو وہ اللہ، اللہ کے رسولوں، اللہ کے فرشتوں، حضرت محمد ﷺ، اولیاء اللہ، مسلمانوں، انسانوں اور اللہ کی تمام مخلوقات کا دوست اور محبّ بن جائے گا۔پھر شیطان اور اُس کے حواری اُسے خوفزدہ اور غمزدہ نہیں کرسکیں گے اور وہ خوف اور غم سے نجات پاکر خوش اور خوشحال ہوجائیگا۔جب تک اِس دنیا میں زندہ رہے گا خوش اور خوشحال رہے گا اور جب اس دنیا سے روانہ ہوگا ابدی خوشی اور خوشحالی اُس کا مقدر بن جائے گی۔یہی خوف اور غم سے نجات کا راز ہے۔کاش انسان اس راز کو جان لے اور اس پر عمل پیرا ہوکر ہر قسم کے خوف اور غم سے آزاد ہوجائے۔

Marfat.com

Marfat.com